اَلشَّیخُ فِی قَومِہٖ کَالنّبی فِی اُمَّتہ

راھنما اپنی قوم میں اس طرح ھوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت میں

مناقب حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

ایم اے (اسلامیات، عربی، تاریخ) ایم او ایل، پی ایچ ڈی

بزم چشتیہ، غفوریہ مہر آباد شریف وزیر آباد، ضلع گوجرانوالہ

اَلشَّیْخُ فِی قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِی اُمَّتِہٖ (حدیث)

راہنما اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت میں

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

ایم اے (اسلامیات، عربی، تاریخ)

ایم او ایل، پی ایچ ڈی
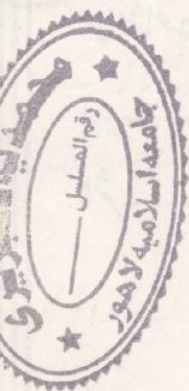
بزم چشتیہ غفوریہ مہرآباد شریف وزیر آباد

ضلع گوجرانوالہ

نام کتاب ---------------- مناقب حضرت شیخ القرآنؒ

مرتبہ ---------------- پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

صفحات ---------------- 196 صفحات

کمپوزنگ ---------------- اویس کمپوزر شرقپور شریف

ٹائٹل ڈیزائینگ ---------------- سٹریم لائن وزیر آباد

سن اشاعت ---------------- فروری 2002ء

ہدیہ ---------------- 80 روپے

ناشر ---------------- صاحبزادہ محمد عارف ہزاروی

ملنے کا پتہ

آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ

مہر آباد شریف، وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

فون: 0437-600634-600622

الاهداء

عقیدت و محبت ' الفت و ارادت 'بصیرت و ہدایت ' زینت و سعادت
معرفت و طریقت اور کرامت و فضیلت کے دائمی ولبدی خوشبو والے پھولوں سے
تیار ہونے والے اس گلدستہ مناقب کو مقبول بارگاہ حقیقت آگاہ ' جامع معقول
و منقول 'ماہر علم میراث ' عالم اجل 'شیخ العلماء و المشائخ حضرت علامہ مولانا

محمد عالم ہزاروی غفوری رح

(جدامجد حضرت شیخ القرآن رح) کی خدمت بابرکت میں بصد ادب پیش کر
ہون۔ جنکی ساری زندگی حب الہی ' اتباع مصطفیٰ ﷺ اور شیخ کامل کے ساتھ
اخلاص و محبت کے عالم میں گزری۔ ایسے عالم اجل اخلاف جدید میں تو کیا
اسلاف قدیم میں بھی دور دور تک نظر نہیں آتے۔

امید قوی ہے کہ یہ تالیف اس تہی دامن کی نجات اخروی کا
باعث بن جائے گی۔

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بداں را بہ نیکاں بخشد کریم

مختصر سوانح حیات حضرت شیخ القرآن رحمتہ اللہ علیہ

تاریخ ولادت:-9 ذی الحج 1329ھ چمبہ پنڈ ہری پور ہزارہ-

اساتذہ کرام:- قبلہ عالم غوث زماں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب **گولڑوی**، حضرت مولانا عبدالحمید ہزاروی، حضرت مولانا احمد دین، حضرت شیخ الجامعہ مولانا محب النبی، مولانا مشتاق احمد کانپوری اور حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری رحمتہ اللہ علیہم

بیعت:- قطب الاقطاب محبوب الہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہ گولڑہ شریف-

خلافت:- حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں قادری بریلوی، حضرت معصوم بادشاہ نقشبندی چورہ شریف، حضرت سید پیر علاؤالدین القادری الگیلانی، حضرت خواجہ گوہر دین اویسی چیند ھڑ شریف اور حضرت خواجہ نور احمد سہروردی رحمتہ اللہ علیہم

تدریسی خدمات:- جامعہ منظر الاسلام بریلی شریف، مدرسہ خدام الصوفیہ گجرات اور دارالعلوم جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد

ملی خدمات:- نائب صدر مجلس اتحاد ملت، تحریک نیلی پوش، آل انڈیا سنی کانفرنس میں شمولیت، 23 مارچ 1940ء کو قائداعظم کے ہمراہ سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے- آپ کی دعوت پر قائداعظم وزیر آباد تشریف لائے- تحریک سول نافرمانی کے دوران گورنر ڈگلس نے باغی قرار دیا- اسیری کے ایام گوجرانوالہ جیل میں گزارے- مہاجرین کی آبادکاری، جہاد کشمیر میں مجاہدانہ کردار، 1953ء تحریک ختم نبوت کے دوران اسیری کے سات ماہ راولپنڈی جیل میں گزارے- 1968ء جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر منتخب ہوئے اور تحریک بحالی جمہوریت میں لازوال قربانیاں دیں-

دینی خدمات:- سب سے پہلے دورہ تفسیر قرآن پاک کا آغاز، ہزاروں علماء نے استفادہ کیا- نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ، غیر اسلامی عائلی قوانین کی تنسیخ اور سوشلزم کے رد کے لیے زندگی بھر جدوجہد کی-

تاریخ شہادت:-9-اکتوبر 1970ء جمعتہ المبارک- آپ کا مزار مبارک بہر آباد

فہرست حصہ اول ﴿نثر﴾

(علماء کرام' مشائخ عظام' ماہرین تعلیم' صحافی' سیاست دان)

حصہ دوم (نظم)

••••••••••••••••••••••••••

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

الحمد لمن احق به و الصلوة و السلام علی من صلی اللہ و ملئکته علیه

بالا ستترار دائما ابدا و علی آله و صحبه و اولیاء امته اجمعین 'اما بعد ۔

سرور کائنات ﷺ نے مدینہ طیبہ میں جس اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ عہد خلافت راشدہ میں وسیع سے وسیع ہوتی چلی گئی۔ خصوصاً عہد فاروقی میں سلطنت اسلامیہ عروج پر پہنچ گئی سیاسی لحاظ سے مسلمانوں نے پوری دنیا پر غلبہ حاصل کر لیا۔ بنو امیہ اور بنو عباسیہ کے دور میں مسلمانوں نے گرانقدر کارنامے سر انجام دیئے۔ یوں مسلمانوں کی حکومت دنیا کی مضبوط ترین حکومت تصور کی جاتی تھی۔

بر صغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ محمد بن قاسمؒ کے ذریعہ ۷۱۲ء میں ہوا۔ ۹۲ھ سے ۹۵ھ تک پورا ملک سندھ سے کشمیر تک اسلامی حکومت کا حصہ بن چکا تھا۔ پھر ہندوستان میں اسلام کا پودا ترکی النسل غزنوی حکمرانوں نے لگایا۔ سلطان محمود غزنوی نے ۴۱۷ھ میں لاہور کو فتح کیا۔ اور یہاں ایک مستحکم اسلامی سلطنت قائم کر کے اسلامی تہذیب و تمدن کو پروان چڑھایا پہلے سلاطین دہلی نے اور پھر مغلیہ خاندان کے فرمانرواؤں نے بر صغیر پر حکومت کی۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام کے سلسلہ میں مسلم عرب تاجروں نے جہاں بہت اہم کردار ادا کیا وہاں مختلف سلسلوں سے وابستہ صوفیاء کرام و اولیاء عظام مختلف ممالک سے نقل مکانی کر کے یہاں چلے آئے ان کی تبلیغ اور اسلام کی آسان تعلیمات کی بدولت لوگوں نے ہندوں کے ذات پات کے جھگڑوں سے بچ کر اسلام قبول کرنے لگے۔ سلاسل اربعہ (چشتی قادری نقشبندی سہروردی) کے بزگانِ دین نے اپنے کمالات اور فیوض و برکات سے اطراف کو منور کیا۔ محمود غزنوی کی تخت نشینی سے بہت پہلے حضرت شیخ صفی الدین گازرونیؒ اوچ شریف بہاولپور حضرت

اسماعیل بخاریؒ اور انکے بعد حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ نے لاہور کو مرکز بنایا جنکی تبلیغی کوششوں سے ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ سلسلہ چشتیہ کے مشہور بزرگ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اجمیر' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دہلی' حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے جنوبی پنجاب' حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے اطراف دہلی۔ حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ نے گلبرگہ 'پونا' بلگام کے اضلاع' حضرت نظام الدین اورنگ آبادی نے دکن' حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ' حضرت شاہ کلیم اللہ جمال آبادی' حضرت نور محمد مہاروی' حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ' حضرت خواجہ شمس الدین سیالویؒ' حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہؒ نے اپنے اپنے مراکز پر تبلیغ اسلام کے فریضہ کو جاری رکھا ہزاروں لاکھوں ہندوؤں نے اسلام قبول کیا اور یوں اشاعت اسلام کے ساتھ ساتھ خاندان چشتیہ کا نام روشن کرتے رہے۔

خاندان قادریہ کے اولیاء کرام میں سے قابل ذکر سید محمد غوث قادریؒ اوچی حلبی' حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ حضرت میاں میرؒ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ حضرت شیخ عبدالاحد' حضرت شاہ ابو المعالی لاہوریؒ حضرت مخدوم شیر شاہؒ حضرت نوشہ گنج بخش نے بھی برصغیر کے لاکھوں ہندوؤں کو حلقہ بگوش اسلام کیا متاخرین میں امام اہل سنت احمد رضا خاں بریلویؒ حضرت حامد رضا خاں بریلویؒ۔ خواجہ عبدالرحمٰن چھوہرویؒ۔ حضرت شاہ دیدار علی الوریؒ۔ مولانا نعیم الدین مراد آبادی اور حضر شیخ الحدیث مولانا سردار احمدؒ نہ صرف غیر مسلموں کو راہ راست پر لائے بلکہ تقریر و تحریر کے ذریعہ بد عقیدگی کے خلاف مصروف جہاد رہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ' حضرت ایشاںؒ حضرت آدم بنوریؒ حضرت شیخ محمد طاہر بندگیؒ حضرت نور احمد پٹنی' حضرت حمید بنگالیؒ شیخ طاہر بدخشنیؒ حضرت بہاوء الدینؒ حضرت عبدالاحد سرہندیؒ حضرت بابا فیض محمد تراہیؒ حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہیؒ' حضرت شاہ رکن الدین الوریؒ' حضرت سائیں توکل شاہ انبالویؒ حضرت حافظ جماعت علی شاہ علی پوریؒ' حضرت پیر جماعت علی شاہ ثانی علی پوریؒ' حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ تبلیغ دین و سنت میں کوشاں رہے۔

خاندان سہروردیہ کے چشم وچراغ حضرت بہاؤالدین زکریاؒ۔ حضرت سید جلال الدین بخاریؒ، حضرت مخدوم جہانیاںؒ، سید جلال الدین جہاں گشتؒ حضرت سید احمد المعروف بہ سخی سرورؒ حضرت شاہ رکن عالم حضرت شیخ حمید الدین حاکمؒ حضرت شہباز قلندرؒ حضرت حاجی اسحاق سندھیؒ شیخ جلال الدین تبریزی حضرت جلال مجرد سلہٹی اور حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتیؒ نے اپنے اپنے علاقے میں تبلیغ دین کا حق ادا کر دیا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد برصغیر میں انگریزوں کا رویہ مسلمانوں کے بارے میں یکسر بدل گیا مغلیہ حکومت کے خاتمے کے ساتھ ہی مسلمانوں کے لئے ایک تاریک دور شروع ہوا۔ انگریزوں نے برصغیر میں اپنے تسلط کو دوام دینے کے لیے اس انداز سے سوچنا شروع کر دیا کہ مسلمانوں کے تشخص اور ان کے انداز فکر کو کس طرح بدلہ جا سکتا ہے اسلام کی عمارت کو منہدم کرنے کے لئے انگریزوں نے پہلے پہل مغربی علماء کی جماعتیں تیار کیں عیسائیوں یہودیوں نے اسلام، قرآن اور نبی رحمت ﷺ پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔ پھر وہ دور شروع ہوا کہ مسلمانوں کے اندر تفریق پیدا کرنے کے لیے انگریزوں نے ایسے فرقوں اور جماعتوں کی بنیاد ڈالی جنہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کے عقائد و نظریات پر منافقانہ و متعصّبانہ حملے شروع کر دئے ان حالات میں سلاسل اربعہ کے علماء و مشائخ نے بڑا اہم کردار سرانجام دیا بڑے بڑے علمی مراکز قائم کئے۔ تحریر و تقریر اور خانقاہوں کے ذریعے بدعقیدگی کے سیلاب کے سامنے بند باندھ دیا اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی ایسی شمع روشن کی جس کے اجالوں میں انگریزوں اور ہندوؤں سے پاکستان کی صورت میں آزادی حاصل کی۔ برصغیر پاک و ہند کے ان ہی مذہبی مینارہ ہائے نور میں سے ایک شخصیت جسکی زندگی اطاعت رسول ﷺ اہل بیت الطہار و اولیاء عظام سے والہانہ محبت، اسلام اور مادر وطن پاکستان کے عشق سے عبارت تھی جنہوں نے اپنی ہمہ گونہ امداد وتعاون سے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کے ہاتھ مضبوط کیے، جن کی دین اسلام کی خدمات جلیلہ، اصلاح امت کی کاوشوں، تصوف وطریقت میں انکی تجدد آرائیاں اور شریعت اسلامیہ کے مسائل پر ہمہ گیر انداز میں درس و تدریس اور خطابت پر "ابوالحقائق" "شیخ القرآن" "ترجمان اہل

سنت" "نگہبان ناموس رسالت" اور "شیخ العرفان" جیسے القابات سے نوازا گیا۔ شیخ المشائخ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین بحر العشق والیقین استاد العلماء مخدوم اہل سنت واقف رموز طریقت امیر شریعت حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی گولڑوی ؒ سابق صدر جمعیت علماء پاکستان۔ آپ ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ یکم دسمبر ۱۹۱۱ء بروز جمعۃ المبارک موضع چمبہ پنڈہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ اقبالؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائیگی
اس قدر ہو گی ترنم آفریں باد بہار
نکہت خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائیگی
پھر دلوں کو یاد آجائے گا پیغام سجود
پھر جبین خاک حرم سے آشنا ہو جائیگی
شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

دیکھنے والوں کا کہنا ہے کہ آثار ولایت سے اس نو مولود کی جبین نیاز درخشاں و تاباں جبکہ انوار الہی سے چہرہ مثل ماہ کنعان تھا۔ یہی نو مولود بڑا ہو کر فرزند اسلام، عالم باعمل، فاضل اجل، بطل حریت، شیخ القرآن والعرفان، ابو الحقائق اور آفتاب طریقت بن کر صفحہ ہستی پر چمکا۔

آپ مسلکاً حنفی بریلوی مشرباً چشتی قادری مجازاً چشتی، قادری نقشبندی سہروردی تھے۔ تحریک اتحاد و ملت، تحریک نیلی پوش، تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک بحالی جمہوریت اور تاریخ حریت میں حضرت شیخ القرآنؒ ایک ایسے نقش تاباں اور روشنی کا مینار ہیں جنکی تائید و حمایت سے رہرواں جادہ حریت کو منزل تک پہنچنے۔ ساحل مراد سے ہمکنار ہونے میں عظیم سہارا ملا تھا۔ آپکے مذہبی، ملی، عملی اور اصلاحی کارنامے عالم بے بدل ہونے کے آئینہ دار ہیں حضرت شیخ

القرآن" ایک ایسے چراغ ہیں جس سے ہزاروں چراغ روشن ہو کر منبر و محراب اور خانقاہوں کی زینت بنے پوری زندگی تبلیغ دینِ متین 'خدمتِ قرآن وحدیث میں بسر ہوئی قال اللہ و قال الرسول کے زمزموں سے آخر وقت تک زبانِ اقدس تر رہی یوں یہ آفتابِ حقیقت' ماہتاب شریعت وطریقت انسانیت کو صراطِ مستقیم کی شاہراہ دکھانے والے عظیم قائد' عاشقِ رسول خطیب بے بدل ہدایت کے دیپ جلا کر رہبری ورہنمائی کے دیئے فروزاں اور عقائد واعمال کی اصلاح و درستگی کی کہکشاہوں کو جگمگا کرے' شعبان المعظم ۱۳۹۰ھ ۹ اکتوبر ۱۹۷۰ بروز جمعۃ المبارک جامِ شہادت نوش فرماگئے۔

حکمت و عرفان کا سورج وہ دور افق پہ ڈوب گیا
جانے کتنی صدیوں تک اب لوگ سحر کو ترسیں گئے

زیرِ نظر کتاب "مناقب حضرت شیخ القرآن" دراصل حضرت شیخ القرآن" کی سوانح حیات "فیضان حضرت شیخ القرآن" کا ایک حصہ ہے عرصہ دراز سے یہ خواہش ہے کہ جدِ امجد حضرت شیخ القرآن" کی سوانح حیات بڑی جامع اور عمدہ انداز سے شائع کی جائے۔ تاحال یہ خواہش پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکی۔ اس میں دیگر کئی وجوہات کے علاوہ اول تو اپنی بے ہمتی وبے مائیگی مانع رہی ہے کہ میں اس قدر عظیم شخصیت اعلیٰ مرتبت ولی کامل اور شیخ القرآن کے مرتبہ پر فائز استاذ العلماء والمشائخ کی سوانح ذیشان قلمبند کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا اور دوسرے یہ بھی کہ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بہر حال آپ کی توجہ خاص عنایت لامتناہی کی امید پر کمر ہمت باندھ لی ہے۔ اور سوانح حیات کا بہت سا حصہ مرتب کر لیا گیا ہے۔ حضرت کی سوانح 'ملفوظات 'خدمات 'شاعری اور اوصاف وکمالات پر راقم الحروف کے درجنوں مضامین ملک کے اکثر وبیشتر چھوٹے بڑے اخبارات اور دینی رسائل کی زینت بنتے رہے۔ چند ایک پمفلٹ ورسالے بھی شائع کئے گئے ہیں اور سب سے

بڑھ کر پنجاب یونیورسٹی میں دوران تعلیم ایم اے اسلامیات سال دوم کے منعقدہ امتحان ۱۹۸۶ء کے لئے راقم الحروف نے ایک علمی و جامع مقالہ زیر نگرانی استاد محترم ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی سابق چیر مین ادارہ علوم اسلامیہ بعنوان۔ حضرت پیر مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی وملی خدمات" لکھا اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات میں پہلی پوزیشن پر گولڈ میڈل حاصل کیا۔ اس مقالہ کی تکمیل کے لئے جلیل القدر علماء کرام مشائخ عظام اور دانشور حضرات سے رابطہ کیا جنہوں نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق اپنے تاثرات لکھ کر دیئے۔

جناح ہال شاہراہ قائداعظم لاہور میں چار بار سالانہ حضرت شیخ القرآن کانفرنس جبکہ ایک کانفرنس اقبال لائبریری ہال شاندار چوک جہلم میں زیر صدارت پیر طریقت رہبر شریعت محبّ العلماء والعارفین جانشین شیخ القرآن حضرت پیر الحاج مفتی محمد عبد الشکور ہزاروی چشتی گولڑوی ادام اللہ اظلال برکاتہ بطول بقاہ وحیاتہ صاحب السجادۃ بالقریۃ العظیمۃ مہر آباد شریف وزیر آباد منعقد ہوئیں۔ ان عظیم الشان کانفرنسز میں اہل سنت کے جید علماء و مشائخ تشریف لائے۔ ۳۰ نومبر ۱۹۹۴ بروز بدھ کو منعقدہ پہلی کانفرنس سے حضرت پیر سید عارف حسین شاہ حافظ آبادی۔ محترم رفیق باجوہ ایڈووکیٹ۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی۔ محمد فاروق سابق وزیر قانون وپارلیمانی امور۔ صاحبزادہ سید خورشید گیلانی۔ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی۔ علامہ احمد علی قصوری۔ ڈاکٹر ظفر اقبال نوری۔ راجہ رشید محمود۔ پروفیسر محمد صدیق اکبر نے خطاب فرمایا۔

۱۰۔ اپریل ۱۹۹۵ بروز پیر جہلم میں منعقدہ کانفرنس سے حضرت پیر حافظ عتیق الرحمٰن ڈھانگری بالا میر پور۔ مولانا مفتی احمد عزیز اللہ دینہ۔ ڈاکٹر ظفر اقبال نوری اور پروفیسر محفوظ الرحمٰن نعیمی لاہور نے خطاب فرمایا۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۵ بروز اتوار کو جناح ہال لاہور میں کانفرنس سے حضرت پیر ڈاکٹر مظاہر اشرف الاشرفی کچھوچھہ شریف۔ صاحبزادہ فضل کریم رضوی فیصل آباد۔ مفتی غلام سرور قادری۔ مولانا مقصود احمد قادری۔ ڈاکٹر لیاقت علی نیازی۔ مفتی محمد خان قادری۔ صاحبزادہ فیض القادری۔ صاحبزادہ خورشید گیلانی۔ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی۔ نذیر احمد ایڈووکیٹ اور مولانا حافظ خان محمد قادری نے خطاب فرمایا۔ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۹۶ بروز اتوار کو لاہور میں منعقدہ

حضرت شیخ القرآن کانفرنس سے حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق موہڑہ شریف۔صاجزادہ سید حامد سعید کاظمی ملتان۔صاجزادہ محبّ اللہ نوری بصیر پور۔شیخ الحدیث مولانا عبدالحکیم شرف قادری۔شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضویؒ۔حضرت سید ریاض حسین شاہ راولپنڈی۔ڈاکٹر ظہور احمد اظہر۔صاجزادہ سید خورشید گیلانی۔مفتی محمد خان قادری۔مولانا قاری زوار بہادر۔علامہ شبیر احمد ہاشمی پتوکی۔پروفیسر حفیظ تائب۔مولانا محمد عبدالشکور رسوی نے خطاب فرمایا۔
۴نومبر ۱۹۹۷ بروز منگل کی منعقدہ کانفرنس سے سینٹر مولانا عبدالستار خاں نیازی۔نوابزادہ نصر اللہ خاں صدر پاکستان جمہوری پارٹی۔پیر سید نصیر حسین المعروف چن پیر علی پور سیداں۔مولانا محمد صدیق ہزاروی۔صاجزادہ میاں سعید احمد شر قپوری۔صاجزادہ میاں خلیل احمد شر قپوری۔ڈاکٹر منیر الدین چغتائی۔مفتی محمد خان قادری۔حضرت خواجہ غلام قطب الدین فریدی۔میاں سعید احمد کرمانی سابق وفاقی وزیر نے خطاب فرمایا۔

ان عظیم الشان کانفرنسز میں شرکت کے لئے لاہور' حافظ آباد' وزیر آباد' جہلم' گجرات' حسن ابدال' ہری پور ہزارہ' فیصل آباد' سیالکوٹ کے علاوہ دیگر متعدد شہروں سے علماء کرام اور حضرت شیخ القرآن کے مریدو عقیدتمند شریک ہوتے رہے۔ان پروگرام کے انعقاد کے لئے راقم الحروف کے ساتھ متعدد ساتھیوں نے تعاون کیا۔خصوصی طور پر میرے شکریہ کے مستحق حاجی اعجاز احمد چشتی لاہور۔ملک محبوب الرسول قادری جوہر آباد۔مولانا عبدالحق ظفر چشتی لاہور اور مولانا محمد شریف چشتی جہلم ہیں۔جن کی شبانہ روز محنت سے یہ یادگار کانفرنسز پایہ تکمیل تک پہنچیں۔

پیش نظر کتاب "مناقب حضرت شیخ القرآن" جو کہ جید علماء کرام مشائخ عظام دانشور مفکرین اسلام اور شعراء کرام کا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے حضور نذرانہ عقیدت ہے۔اس کتاب میں ان تمام علماء و مشائخ عظام کے تاثرات شامل کر دیے گئے ہیں جو کہ میں نے ایم اے اسلامیات کے دوران مقالہ لکھنے کے لئے حاصل کئے۔اور حضرت شیخ القرآن کانفرنسز میں جن حضرات نے خطاب فرمایا۔اسی طرح وہ اکابرین اہل سنت جو حضرت شیخ القرآن کے وصال

پر نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور اپنے تعزیتی کلمات و تاثرات سے نوازا انہیں بھی کتاب کی زینت بنا دیا گیا۔ یوں یہ کتاب ایک گلدستہ کی مانند ہے کہ اس میں لگے ہوئے پھول وہ جہاں بھی لگے ہوئے ہیں بہر حال خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ کتاب کی ترتیب کو یوں ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے کہ اسے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ نثر اور دوسرا نظم پر مشتمل ہے۔ علماء و مشائخ اور شعراء کرام کے تاثرات کو ان کے زمانہ یا مراتب کی بجائے حروف تہجی کے اعتبار سے نظرِ قارئین کر رہا ہوں۔ آخر میں ان تمام حضرات علماء کرام، مشائخ عظام، شعراء کرام کا صمیم قلب سے ممنون ہوں جنھوں نے اس عاجز کی درخواست پر اپنے تاثرات عنایت فرمائے۔

مشائخ عقیدت کا دم بھرتے ہیں
علماء گردن نیاز خم کرتے ہیں

۱۰ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ اتوار ۱۶۔ اپریل ۲۰۰۰ء
بزم چشتیہ غفوریہ مہر آباد شریف۔
وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

طالب دعا!
ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی عفی عنہ
صدر شعبہ علوم اسلامیہ
گورنمنٹ شالیمار کالج باغبانپورہ لاہور

حضرت غزالی زماں سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ ملتان

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ علمائے اہل سنت میں بلند پایہ عالم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں راسخ علم عطا فرمایا تھا وہ جس طرح معقولات میں بے مثال تھے۔ اسی طرح منقولات میں بھی بے مثل تھے تدریس میں ان کا مقام اتنا بلند تھا کہ مدرسین کو ان پر رشک ہوتا تھا اور تقریر میں تو میں سمجھتا ہوں کہ اپنی مثال آپ ہی تھے۔ وہ علوم عقلیہ ونقلیہ کے جبل عظیم تھے۔ ان کی علمی و عملی، ملکی وملی خدمات کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کا انداز بیاں فاضلانہ بھی تھا اور عاشقانہ بھی۔ مجمع پر اس طرح چھا جاتے تھے کہ سامعین محو حیرت ہوتے تھے۔ ان کی تقریر "ان من البیان لسحرا" کا مصداق ہوتی تھی۔ غالباً ۱۹۴۴ء میں مدرسہ انوار العلوم کی افتتاحی تقریر تو ایسی یادگار تقریر تھی کہ علما محو حیرت تھے۔ ممدوح اپنے علم و عمل، اخلاق و کردار کے لحاظ سے ایک عظیم ترین انسان تھے جن کی یادوں کے نقوش لوح قلب پر ہمیشہ ثبت رہیں گے۔ ان کے سعادت مند لخت جگر محترم مولانا مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی صورت وسیرت میں ان کی چمکتی ہوئی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے۔ آمین

محترم میاں احمد سعید کرمانی سابق وفاقی وزیر پاکستان

یہ ہماری بڑی بدنصیبی ہے کہ قیام پاکستان کے بعد جہاں ہم بڑے بڑے علماء پیدا نہ کر سکے وہاں خطیب بھی پیدا نہ ہوئے۔ علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ تو قیام پاکستان سے قبل کے عظیم

خطیب تھے۔ ہم موچی دروازہ کے باہر اکثر ان کی تقاریر سنا کرتے تھے۔ میں نے پہلی بار جب آپ کا خطاب سنا تو ایک شخص سے پوچھا یہ مقرر کون ہیں۔ جواب ملا حضرت شیخ القرآن ہیں وزیر آباد سے تشریف لائے ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ خطاب کے دوران یوں لگتا کہ زبان سے الفاظ کی آبشار بہہ رہی ہو۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا بولنے کی طاقت و رفتار میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حالانکہ یہ وصف دیگر مقررین میں نہیں ملتا۔ آپ مولانا ظفر علی خاں کے ساتھی تھے۔ جو بذات خود ایک بہت بڑے خطیب تھے۔ جن کے ہاں بارہ ماہ طغیانی رہا کرتی تھی۔ وہاں بند باندھنا بڑا مشکل کام تھا۔ اس ظفر علی خاں نے علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یوں کہا

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفور کا

چشمہ ابل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کے دلوں کو خوب گرمایا اور انہیں عاشق رسولؐ بننا سکھایا۔

حضرت مولانا مفتی احمد عزیز اللہ صاحب دینہ

اے شہنشاہ ولایت فخر سلسلہ چشتیہ شیخ القرآن والحدیث ابو الحقائق حضرت قبلہ پیر محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ؎

تیرے قدموں میں سکون آج بھی ملتا ہے مجھے

تیری تربت سے دعاؤں کی صدا آج بھی آتی ہے مجھے

انسان کو کھانے پینے سونے چلنے پھرنے کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔ اس کے ذمے کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ انہی ذمہ داریوں کو نبھانا ہی معراج انسانیت ہے۔ نبوت کی پہلی تعریف علم ہے۔ جب کروڑوں فرشتوں کا علم خاموش ہو جاتا ہے تو پھر علم نبوت کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور جب ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کے سر سجدے میں جاتے ہیں تو وہاں سے علم مصطفےٰ ﷺ کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور علم نبوت کی انتہا کوئی تلاش نہیں کر سکتا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ باب العلوم ہیں چشتیوں میں فیض سینہ بہ سینہ حضرت علیؓ سے پہنچا ہے

ایک بچہ محدب شیشہ لے کر سورج کے سامنے رکھ کر کپڑے جلا رہا تھا۔ یہ بچے کا کھیل تھا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ سورج کی کرنیں کپڑے کو نہیں جلاتیں مگر اب کیوں جل گیا ہے اس نتیجہ پر پہنچا کہ محدب شیشہ سورج کی کرنوں کو اپنے اندر محفوظ و جمع کرتا ہے پھر اس کے سامنے جو آتا ہے اس کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اسی طرح حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انوار علم کو جمع کرتے رہے پھر ان کے سامنے جو بھی آیا اس کو علامہ، شیخ الحدیث، شیخ الفقہ اور مدرس بنا کر بھیجا۔ ۵۰ ہزار کے قریب علماء کو قیوم زمانہ علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے علم کے زیور سے آراستہ کیا۔ آپ رمضان المبارک کے ماہ میں علماء کرام کو قرآنی حقائق و معارف سے روشناس کرواتے۔ آج دنیا کے کسی ملک میں چلے جاؤ انگلینڈ، ناروے، امریکہ، یورپی ممالک، عرب ممالک کسی نہ کسی شہر میں آپ کو علامہ ہزاروی کے باطنی علوم سے منور ہونے والا مل ہی جائے گا۔ آپ نے جو چراغ روشن کیئے اس کا فائدہ صرف وزیر آباد والوں کو ہی نہیں بلکہ روئے زمین کے گوشے گوشے میں رہنے والوں کو ہوا۔ آپ کی ذات صرف چشتیوں کے لئے سرمایہ افتخار نہیں شہنشاہ علم و عرفان جہاں جہاں سے گزرے نور برساتے گئے۔ چشتیوں، قادریوں، نقشبندیوں، سہروردیوں کا وہ کون سا عرس یا آستانہ نہیں جہاں آپ نے قرآن وحدیث کے انوار اور ظاہری وباطنی علوم کے حقائق و معارف سے عوام کو مستفیض نہ فرمایا ہو۔

غالباً آپ ڈھانگری شریف تشریف لے جا رہے تھے رات میرے ہاں قیام فرمایا باتوں باتوں میں مَیں نے آپ سے عرض کیا حضرت یہ تو بتائیں گورنر پنجاب سر ڈگلس نے تحریک پاکستان کے دوران آپ کو باغی قرار دیا تو آپ کو کہاں لے گئے تھے۔ فرمانے لگے مجھے ہتھکڑیاں پہنا کر ڈپٹی کمشنر کے پاس لے گئے تھے۔ اس نے مجھ سے پوچھا مولوی محمد عبدالغفور آپ کس حال میں ہیں۔ میں نے دونوں بازو کھڑے کر کے کہا ڈپٹی کمشنر صاحب یہ ہتھکڑیاں قیامت کے روز گواہی دیں گی کہ میں ڈگلس کا باغی نہیں مصطفٰے ﷺ کا غلام ہوں۔ یہ فقرہ سن کر میرے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی کہ کیا عالی ظرف ہیں یہ لوگ۔ کیسا عظیم مزاج پایا ہے ان لوگوں نے کہ پورے

ہندوستان اور پاکستان کی فضاؤں میں آپ کا نام ان باغیوں کی فہرست میں لکھا گیا جو انگریز کی حکومت کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

عقائد سے بھی عجیب تعلق تھا ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا کہ بھینس دودھ نہیں دیتی کچھ دم کر دیں۔ فرمانے لگے چھوڑ جا کر بھینس کے کان میں کہہ دے کہ ہزاروی کہتا ہے دودھ دے ورنہ ذبحہ کر کے وہابیوں کو کھلا دوں گا۔ چنانچہ بھینس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔

پیکر صبر و تحمل ایسے کہ انھی شریف پڑھتے تھے کرایہ جیب میں نہیں تھا۔ لیکن وہاں جانا ضروری تھا ایک کتابوں کا بہت بڑا بنڈل تھا اور مولانا عبدالرازق ساتھ تھے جو سخت بیمار تھے پہلے آپ مولانا کو اٹھا کر ایک مقام سے دوسری منزل تک چھوڑ آتے پھر واپس آکر کتابوں کا بنڈل لے جاتے۔ پھر مولانا کو اگلی منزل پر چھوڑتے اور پھر آکر کتابیں لے جاتے یوں منزل تک پہنچے۔ یہ صبر و رضا کا پیکر نہیں تو اور کیا ہے یہ علم سے تعلق نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ تقویٰ نہیں تو اور کیا ہے۔

جناب بو الحقائق گولڑہ کے مظہر عالی
جن کے فیض کے سے در سے پھرا کوئی نہیں خالی

حضرت ابو حماد مفتی احمد میاں برکاتی شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد

حضرت شیخ القرآن ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ان علماء میں شامل ہیں جو اپنی ذات میں انجمن اور ایک تحریک ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ نے اپنی ساری زندگی دین حق کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔ اور ان کی مقدس زندگی کا کوئی لمحہ اشاعت دین سے خالی نہ رہا۔ وہ نہ صرف ایک عالم باعمل بلکہ "عالم گر" تھے۔ ان کی زبان سے نکلی ہوئی مختصربات بھی علمی نکات کی حامل ہوتی تھی۔ میرے والد گرامی مفتی محمد خلیل خاں قادری برکاتی قدس سرہ' حضرت شیخ القرآن کی خدمت کو بہت سراہتے تھے۔ اور ان کی علمی و تدریسی خدمات کا تذکرہ بہت شاندار الفاظ میں فرماتے تھے۔ اللہ کریم حضرت کے مراتب و درجات اور بلند فرمائے (آمین)

ممتاز کالم نگار سید اسرار بخاری لاہور

”عندلیب گلشن رسولؐ مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ“

یوں تو سارے علما دین امت مسلمہ کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں لیکن چند نام ہماری تاریخ میں ایسے بھی ہیں جو بھلائے بھی نہیں بھلائے جا سکتے۔انہی میں ایک بطل جلیل حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ تھے۔ جن کی علمیت ‘خطابت ‘دینداری ‘حق گوئی اور ملی خدمات اس قدر ہیں کہ آج بھی ان کی رحلت سے پیدا ہونے والا خلا جوں کا توں ہے۔

مولانا اسی قبیل کے فرد تھے جس سے مولانا رومی کا تعلق تھا۔ان کے خطبوں میں مثنوی کا رنگ ان کے آہنگ میں ڈھلا ہوا عشقِ رسولؐ کا ترجمان تھا۔ جن لوگوں نے ان کی خطابت کے جوہر ایک بار بھی دیکھے ہیں انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔وہ تصوف کی باریکیوں کو شریعت مطہرہ کے پیرے میں یوں بیان کرتے تھے کہ دین متین دل میں اتر جاتا تھا۔وہ کہنے کو تو ایک جید عالم دین تھے لیکن باطنی دنیا میں ایک باعمل وحدت الوجودی صوفی تھے۔ان کے ہاں مطالعے کی وسعت ‘عقیدے کی صحت اور اظہار پر قدرت اس وافر انداز میں پائی جاتی تھی کہ مخالف بھی ان کے تبحر علمی کے سامنے سر رکھ دیتے تھے۔ مسجد وزیر خانؒ کا منبر و محراب آج بھی ان کے صحت مند لہجے اور روح کو سرشار کر دینے والے خطبوں کی شہادت دے رہا ہے۔انہوں نے مسجد مذکورہ میں دین کی جو خدمت سرانجام دی اہل لاہور اس کے گواہ ہیں۔رد قادیانیت کے لئے انہوں نے زندگی بھر جدوجہد کی۔ ۱۹۵۳ کے رد قادیانیت تحریک کے وہ روح رواں تھے۔ان کے خطبوں نے پورے ملک میں ناموس نبوت پر کٹ مرنے کی لہر دوڑا دی تھی

وہ درویش بے گلیم تھے۔ان کے فکر اور عمل میں خانقاہ کی جولانیاں اور رومی و عطار کی سوچ کی جھلک تھی۔ناموس رسالت کے لئے زندگی بھر آزمائشوں سے گذرتے رہے اور عشق رسول ﷺ کا دم بھرتے رہے۔ لاہور کی فضاؤں میں ان کے خطبوں کی گونج راہ گم کردہ لوگوں کے لئے رہنما ہے۔ مولانا مرحوم و مغفور کے فاضل فرزند مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی جو مسند تدریس پر

فروکش ہیں اپنے والد ماجد کا زندہ نشان ہیں۔ اپنے والد کا عظیم مشن اور ورثے کو پیش کرنے کی سعی حاصل کر رہے ہیں۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا لاہور

فخر اہلِ سنت فاضل محقق علامہ مدقق استاذ المعقولین و منقولین شیخ القرآن ابو الحقائق مولانا محمد عبد الغفور ہزارویؒ قادر الکلام خطیب شعلہ بار مقرر اور معروف مفسر قرآن تھے وہ اپنی تقریر سے سامعین پر جادو کر دیتے۔ حد نگاہ تک پھیلے ہوئے عوام آپ کی پر زور خطابت کے سامنے خاموش سمندر نظر آتے۔ معاندین پر تنقید کرتے تو انہیں مبہوت کر دیتے۔ مذاح پر آتے تو سامعین کو لوٹ پوٹ کر دیتے۔ قرآن کے معنی بیان کرتے تو اہل علم سے خراج تحسین حاصل کرتے تقریر کرتے تو دوران تقریر شعر بڑے مخصوص ترنم سے پڑھتے اور اسی شعر کو تقریر کا نکتہ پر کار بنا لیتے۔ اور خوب داد پاتے۔

آپ خطیب اور مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ زبردست مناظر بھی تھے۔ ایک منطقی اور معقولی ہونے کی وجہ سے میدان مناظرہ میں اپنے مدِ مقابل پر حاوی رہتے۔ مولوی غلام خاں صاحب راولپنڈی کو تو میدان مناظرہ سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیتے۔ اپنے استاد مولانا احمد دین کے ساتھ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور تا حیات حضرت گولڑوی کے عرس کی مجالس پر تقاریر فرمایں۔ اور حضرت صاحبزادہ سید غلام محی الدین گولڑوی بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کی نوازشات سے مالا مال ہوتے رہے آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پنجاب بھر میں احراری مولویوں کے مقابلہ میں زبردست تقریریں کیں۔ لیاقت علی خاں سے قرار داد مقاصد منظور کرانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ایوبی دور میں جمعیت علماء پاکستان کی تطہیر کے لئے زبردست تحریک چلائی محکمہ اوقاف کی بد عنوانیوں پر سخت تنقید کرتے۔

آپ موثر وعظ کرنے میں اس قدر شہرت رکھتے کہ جہاں تقریر کے لئے تشریف لے جاتے اس کی خبر پر لوگ جوق در جوق جمع ہو جاتے۔اور مجمع ہزاروں تک جا پہنچتا۔ آپ ہر مسئلہ پر ایسی فصاحت وبلاغت اور سلاست سے دلائل بیان فرماتے کہ ہر خواندہ و ناخواندہ اور علماء محسوس کرتے کہ واقعی ان کے دل نور ایمان سے بھر گئے ہیں اور سب آپ کی فہم وفراست اور نکتہ آفرینی کی داد دیتے۔ایک بار مسجد وزیر خاں میں معراج النبی ﷺ کے موضوع پر جلسہ تھا۔ محمد اعظم چشتی نے نعت پڑھی جس کا ایک مصرعہ تھا ؎ نظر جو شیشے پر پڑی تو یکدم پار ہو گئی

اس پر لوگ اور علماء کی طرف سے محمد اعظم چشتی صاحب کو بڑی داد مل رہی تھی۔جب آپ خطاب فرمانے لگے تو فرمایا آج اعظم چشتی کو بڑی داد دے رہے تھے۔اس میں نظر کا کیا کمال ہے اگر نظر کا کمال ہوتا تو وہ آسمانوں اور پتھروں میں سے بھی گزر جاتی۔

باغ بیرون موچی دروازہ میں رمضان المبارک کے دوران اکثر خطاب فرمانے کے لئے تشریف لاتے آپ کے خطاب کے باعث وہاں تل دھرنے کی جگہ نہ ہوتی تھی۔جہاں آج کل مسلم مسجد ہے اس پارک اور بھاٹی گیٹ کے باہر متعدد بار آپ کو سننے کا موقع ملا۔دقیق سے دقیق مسائل کو بڑے دلکش انداز میں ذہنوں میں اتار دیتے۔دو دو گھنٹے تک خطاب فرماتے۔انداز بیاں اتنا شیریں اور جداگانہ ہوتا تھا کہ اس وقت لامحالہ طور پر کہنا پڑتا "بجلیاں چمکار ہے ہیں ہول بر سانے کے بعد" آج ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے بیان کردہ قرآنی حقائق ومعارف سے لوگوں اور علماء کرام کو آشنا کیا جائے اور یوں آپ کا فیض قیامت تک جاری وساری رہے۔

ممتاز مفکر مسٹر ابو سعید انور سابق چیرمین تحریک استقلال پنجاب

حضرت مولانا شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ میرے انتہائی عزیز دوست اور رفیق کار تھے۔ آپ تحریک پاکستان کے صف اول کے مجاہد تھے۔ قیام پاکستان کے لئے آپ نے تمام زعماء کے شانہ بشانہ کام کیا۔اور قیام پاکستان کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ کے

لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ جس کے لئے پاکستان عمل میں آیا۔ اسلام اور پاکستان کے لئے آپ کی خدمت ہماری مذھبی وسیاسی تاریخ کا زریں باب ہے۔ مجھے علامہ ہزارویؒ کے ساتھ تحریک محالی جمہوریت میں بھی کام کرنے کا موقع ملا آپ نے انتہائی پامردی استقامت واستقلال کے ساتھ اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے مولانا ظفر علی خاں کے ہمراہ متحدہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں تحریک پاکستان کے لئے تقاریر کیں۔ خضر وزارت کے خلاف سول نافرمانی کی تحریک کے سلسلہ میں جیل بھی گئے۔ آپ بلند پایہ عالم دین اور بے مثل مقرر اور اعلیٰ محقق تھے۔ پاکستان کے قیام اور اسلام کی اشاعت کے سلسلہ میں ان کی خدمات کو کبھی فراموش نہ کیا جاسکے گا۔

حضرت پیر اولیاء بادشاہ فاروق آستانہ عالیہ موہڑہ شریف مری

میری عمر گیارہ سال تھی جب میں نے حضرت شیخ القرآن ا بوالحقائق خواجہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بار تقریر دینہ ضلع جہلم میں سنی تھی۔ بڑا خوبصورت اجتماع تھا آپ نے انتہائی نفیس لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ سر پر پگڑی سجا رکھی تھی۔ آپ کے تشریف لاتے ہی جلسہ میں ایک خاص قسم کی رونق پیدا ہوگئی۔ اور جب تقریر فرمائی تو جس طرح آپ ظاہری طور پر بڑے خوبصورت تھے۔ اسی طرح باطنی انوار سے لوگوں کو منور کیا اس تقریر میں آپ نے اعلحضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کو موضوع بنایا تھا۔ ؎

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا

تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

مجھے آپ کی ایک اور تقریر راجہ بازار راولپنڈی میں سننے کا اتفاق ہوا۔ اس جیسا مدلل بیان میں نے آج تک کسی خطیب سے نہیں سنا ہے۔ تقریر کیا تھی دلائل وبراھین کا انبار لگادیا تھا۔ آپ نے کائنات ارضی کی تقسیم پر کوئی ۲۰، ۲۵ دلائل بیان فرمائے اور ثابت کیا کہ کائنات کا کوئی ایسا حصہ نہیں ہے جہاں نبی دوعالم ﷺ کی ہدایت نہ پہنچی ہو۔ مَیں آج بھی اس تقریر کی جستجو میں ہوں کہ کاش مجھے اس تقریر کی کیسٹ مل جائے جو ایک صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ آپ کی

تقریر میں درد، سوز اور کیف سبھی کچھ موجود ہوتا تھا اور بڑے نرالے انداز سے خطاب فرماتے تھے۔ مولانا غلام اللہ خاں کے ساتھ بہت سے مناظرے ہوئے جن سے ثابت ہوا ہے کہ وہ واقعی شیخ القرآن تھے۔ آپ ایک بہترین صوفی، خطیب، فلسفی، عالم باعمل، پیر اور سب سے بڑھ کر عاشق رسولؐ تھے۔ آپ آستانہ عالیہ موہڑہ شریف سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ کی شفقتوں محبتوں کا یہ تقاضا ہے کہ ہم آپ کے حضور خراج عقیدت پیش کریں۔ انہی صوفی کرام اور اولیاء عظام نے ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائی ہے۔ آج علماء ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے منبر و محراب اور خانقاہوں کے ساتھ ساتھ عملی میدان میں نکل کر لوگوں کے مسائل حل کریں تا کہ حضرت علامہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار تعلیمات کو عام کیا جائے۔

حضرت پیر طریقت ایوب نوری چوراہیؒ سجادہ نشین درگاہ چورہ شریف

آسمان علم و عرفان کا نیر اعظم بلبل ہزار داستان حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہمارا ایک خاص تعلق تھا۔ یقین جانیے کہ آپ کے وصال پا جانے سے میرا قلب مہجور پاش پاش ہو گیا تھا۔ حضرت کی علمی سیاسی خدمات کا ذکر سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ حضرت کا نورانی چہرہ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور عالم تحیر میں اپنے بزرگ گرامی قدر اور انتہائی عظیم انسان کی خدمت میں آنسوؤں کا نذرانہ پیش کر رہا ہوں۔ بے شک آپ ہزاروں عقیدت مندوں کے پیر، خطیب، بے نظیر رازی زماں، غزالی دوراں تھے۔ حضرت کی منور تربت کی مٹی کو آنکھوں سے لگا کر میرا سلام عرض کرنا۔

مفتی اعظم مولانا تقدس علی خاں قادری رضویؒ پیر گوٹ شریف

حضرت مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت صحبت رہی۔ تقاضا عمر اور مسلسل علیل رہنے کی وجہ سے ضعیف ہو چکا ہوں بہت سی باتیں حافظہ میں نہیں رہیں۔ بریلی

شریف میں حضرت کے ساتھ کچھ سال قیام رہا۔ مجھے آج بھی وہ منظر یاد ہے ۔جب حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کی دستار بندی فرمائی تھی اور آپ کی علمی بصیرت کی بنا پر آپ کو دار العلوم میں تدریس کے فرائض سونپ دیے گئے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی آپ سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی خاص طور پر عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ ہر سال سکھر تشریف لایا کرتے تھے ۔ بڑے بڑے عظیم الشان جلسوں سے حضرت خطاب فرماتے۔ عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی تقریریں سن کر لوگ وجد میں آجاتے تھے۔اور علماء یہ منظر دیکھ کر محو حیرت ہو جاتے۔ مجھے بڑی اچھی طرح یاد ہے کہ سکھر کے ایک عظیم الشان جلسہ میں آپ نے میرے متعلق فرمایا تھا"قیران السعدین" ہو رہا ہے۔

حضرت پیر میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی آستانہ عالیہ شرقپور شریف

حضرت شیخ القرآن مجاہد تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت ابو الحقائق پیر محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ جید عالم دین، عظیم محقق، فن خطابت کے شہنشاہ اور عاشق رسولؐ تھے۔ آپ کی تقریر پُر سوز اور پُر اثر ہوتی تھی۔ آپ بڑے بڑے سجادہ نشینوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ لیکن اعلحضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کو تسلیم کرتے تھے۔ یہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے آپ کی والہانہ محبت تھی حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرسوں کے مواقع پر اکثر شمولیت فرمایا کرتے تھے ۔اور مجھ سے بڑی محبت اور شفقت کا اظہار فرماتے۔ آپ مسلک اہل سنت وجماعت کے بے باک مبلغ اور علماء و مشائخ کی زینت تھے آپ کی دینی، ملی اور قومی خدمات نا قابل فراموش ہیں

حضرت صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی ملتان

آج لوگ خطابات والقابات کو اس قدر کثرت اور فراوانی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں

کہ ہر شخص کے ساتھ ایسے ایسے القاب لگادیئے جاتے ہیں پتہ نہیں چلتا کہ یہ کون شخص ہے۔ ایک جلسہ میں اسٹیج سیکرٹری ابھی القاب کا ذکر کر رہا تھا کہ ایک مولانا تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے تو سیکرٹری نے کہا حضرت آپ تشریف رکھیں ابھی دوسرے مولانا کی باری ہے۔ آپ کی باری ان کے بعد آئے گی تو موصوف بولے پچھلے سال تو آپ نے یہ القابات میرے نام کے ساتھ بولے تھے میں سمجھا کہ مجھے تقریر کی دعوت دی جارہی ہے۔ آج القابات کے ہجوم میں نام گم ہو جاتا ہے ایک وہ وقت تھا کہ القابات شخصیات کے حوالے سے پہچانے جاتے تھے۔ آج القاب کی وجہ سے شخصیت پہچانی جاتی ہے۔ ایک وقت تھا کہ جب شیخ القرآن کہا جاتا تھا تو ذہن میں فوراً ابو الحقائق پیر محمد عبد الغفور ہزاروی ؒ کا نام آتا تھا۔ غزالی زماں کہنے پر والد محترم سید احمد سعید کاظمی۔ شیخ الحدیث بولا جاتا تو حضرت مولانا سردار احمدؒ اور خطیب پاکستان پر حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ذہن میں آجاتا تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ آپ سے مجھے شرف ملاقات حاصل ہوئی ہو۔ میں آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا جب آپ کے وصال کا حادثہ رونما ہوا ہمارے گھر کا ماحول بڑا افسردہ تھا مجھے یہ بات بڑی اچھی طرح یاد ہے کہ والد ماجد کے چہرہ پر افسردگی اور پریشانی کے آثار تھے۔ آپ بہت زیادہ غمزدہ تھے گویا کہ ایسی کیفیت طاری تھی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بہت بڑا حادثہ ہوا ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ آج اُس تاریخ ساز شخصیت کا وصال ہوا ہے جن کی زیارت پر لوگ ناز کیا کریں گے۔ اور ان کی شرف ملاقات کو فخر سے بیان کریں گے۔ کچھ عرصہ قبل میں لندن سے برمنگھم جارہا تھا کہ گاڑی میں آپ کی ایک تقریر سننے کا موقع ملا۔ میں وہ انداز اور کیفیت تو بیان نہیں کر سکتا جو آپ کا انداز خطابت تھا مگر اس حوالہ سے ایک واقعہ جو آپ نے بیان فرمایا اس کا ذکر ضرور کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا کہ جب ایک آدمی کسی طوطے کو بولنا سکھاتا ہے تو وہ طوطے کے سامنے شیشہ رکھ کر خود شیشے کے پیچھے بیٹھ کر بولنا شروع کرتا ہے۔ طوطا شیشے میں اپنے جیسے ایک طوطے کو دیکھتا ہے تو وہ طوطا سمجھتا ہے کہ شیشے والا طوطا بول رہا ہے تو وہ بھی بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طوطے کا ذہن قطعاً اس طرف نہیں جاتا کہ شیشے کے پیچھے کوئی بول رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کو لباس بشری میں بھیجا۔ ہمارا ذہن بولنے والے کی طرف نہیں جائے

گاہم سرکار کو دیکھیں گے ہم یہی سمجھیں گے کہ سرکار بول رہے ہیں تو ہم سرکار کے لباس کو دیکھیں گے آپ کے چہرہ انور کو دیکھیں گے تو سرکار کو دیکھتے ہوئے ہم شریعت کے راستہ پر چلنا سیکھ جائیں گے۔ابو جہل نے بھی سرکار کو دیکھا اس کے احساسات اور تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی سرکار کو دیکھا آپ کے جذبات واحساسات اور تھے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھانے بولنے کے لئے سرکار دوعالم ﷺ کو لباس بشری میں بھیجا۔

حضرت شیخ القرآنؒ کی خوش طبعی وفراست فراموش کرنے والی نہیں ہے۔جس طرح آپ کا لباس بڑا نفیس ہوتا تھا بڑے ہی نفاست پسند تھے اس طرح آپ بڑا نفیس مزاح بھی فرماتے تھے۔مجھے بڑے بھائی حضرت مظہر سعید صاحب نے بتایا کہ ایک جلسہ میں اسٹیج پر آپ تشریف فرما تھے اور حضرت عارف اللہ شاہ قادری راولپنڈی والے خطاب فرمارہے تھے۔آپ کی داڑھی سفید تھی اور بڑی ترنم سے تقریر کر رہے اور اشعار پڑھ رہے تھے۔جب آپ کو دعوت خطاب ملی تو آپ نے سامعین سے فرمایا آپ لوگوں کو پتہ ہے کہ میں خضاب کیوں لگاتا ہوں کیونکہ آدمی سفید داڑھی کے ساتھ ترنم سے شعر پڑھتا ہوا اچھا نہیں لگتا۔

آپ کی خوش طبعی کی ایک اور بات مجھے معلوم ہے جو قبلہ والد صاحب سے سن رکھی ہے۔حضرت شیخ القرآن علامہ ہزارویؒ کسی شہر خطاب کے لئے تشریف لے گئے جلسہ کے آغاز پر کھانا تناول فرمانے لگے تو مرغ کا سالن بنا ہوا تھا آپ مرغ کی بوٹی کو توڑتے تو توڑی نہ جاتی تھی گوشت بہت زیادہ حد تک سخت تھا۔آپ نے شوربے سے کھانا تناول فرمایا جب تقریر کرنے لگے تو آپ کے سامنے کئی عمر رسیدہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے ایک سے پوچھا آپ کی عمر کتنی ہے۔عرض کی ۶۰ سال۔دوسرے سے پوچھا اس نے ۷۰ بتائی تیسرے نے بھی ۷۰ بتائی۔ایک اور سے پوچھا اس نے ۷۲ سال بتائی اس پر آپ فرمانے لگے آج صاحب جلسہ نے جو مرغ ہمیں کھلایا ہے وہ ان سب سے بزرگ تھا۔

آپ بڑے ہی عدیم المثال خطیب تھے دوران تقریر برجستہ جملے استعمال کرنے پر ید طولیٰ حاصل تھا۔آج ہم آپ کی نقل اتارنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نقل کے لئے بھی عقل کی

ضرورت ہوتی ہے۔ آپ دوران تقریر ایک شعر کو تکرار سے پڑھتے اور اس میں بھی ہزاروں مسائل کو واضح کرتے۔ آپ کا علمی فیضان قیامت تک جاری رہے گا۔ ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار اقدس پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے آمین

شاعر اسلام حضرت پروفیسر حفیظ تائب لاہور

مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میری ابتدائی نشوونما اس علاقے میں ہوئی جہاں حضرت شیخ القرآنؒ کا دریائے فیض رواں رہا۔ میرے گاؤں کا نام "احمد نگر" ہے جس کا ذکر میں نے اپنی ایک نعت کے مطلع میں یوں کیا ہے۔

خوش ہوں کہ میری خاک ہی احمد نگر کی ہے

مجھ پہ نظر ازل سے شہ بحر و بر کی ہے

اس زمانے میں احمد نگر آنا جانا صرف وزیر آباد کے راستے سے ہوتا تھا۔ گویا وزیر آباد وہ جنکشن تھا جہاں سے ہماری ٹرین کو گزرنا پڑتا اور یوں وزیر آباد کے بے تاج بادشاہ حضرت ابو الحقائقؒ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ سلامی بہر صورت دینا پڑتی تھی۔

میرے والد بزرگوار تمام امور میں مولانا پیر محمد عبد الغفور ہزارویؒ کے فتوے یا رائے کے مطابق سر انجام دیتے رہے اور وہ اس عہد ساز ترجمان حقیقت کا آج بھی غایت درجہ احترام کرتے ہیں۔ یوں مجھے حضرت ہزارویؒ کی عقیدت وراثتاً ملی اور شعور و آگہی میں اضافے کے ساتھ ساتھ اس میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔ میں نے بیشتر بڑے بڑے نعت خواں اور علمائے کرام حضرت موصوف کے سالانہ پروگرام "عرس پاک صاحب لولاک ﷺ" میں سنے سالانہ پروگرام میں حضرت شیخ القرآنؒ خود کم کم گفتگو فرماتے اور میری طرح ہزاروں لوگ حضرت موصوف کا خطاب سننے کے لئے ترستے رہتے۔ اس ساری تمہید سے یہ بتانا مقصود ہے کہ میرے نعتیہ ذوق کو مولانا ہزارویؒ کے مرکز سے بنیادیں فراہم ہوئی ہیں۔

حضرت شیخ القرآنؒ شاعری کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور سالانہ پروگرام میں صبح کی محفل نعت کے لئے نعت خواں بڑی تیاری کر کے آتے تھے۔اس محفل میں محمد اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی خوش ذوقی ہی کی بنا پر زیادہ پذیرائی نصیب ہوتی تھی۔ حضرت موصوفؒ خود بھی اپنی تقریر کو اشعار سے آراستہ کرتے تھے اور اکثر کسی ایک شعر کو تقریر کا مرکز بنائے رکھتے تھے۔ حقائق و معارف کے بیان میں بھی لطافتوں کی امواج میں کمی نہیں آتی تھی۔ مخالفین کے رد میں تیر و نشتر سے کام لیتے تو حیران کرتے چلے جاتے۔ مجھے ان کی ایک تقریر کبھی نہیں بھولتی جو کہ انہوں نے لاہور بیڈن روڈ پر کی تھی۔وہ تقریر شورش کاشمیری مرحوم کے رد میں تھی جو ان دنوں بریلوی مکتب فکر کے خلاف محاذ کھولے ہوئے تھے اس تقریر کا آپ نے طنزیہ انداز میں آغاز کیا تھا اور بریلوی اعتقادات کی اس طرح توضیح و تشریح کی کہ یار و اغیار سبھی قائل ہو کر اُٹھے تھے۔ تقریر کسی بھی قسم کی ہوتی وہ سامعین کو ساتھ بہا کر لے جانے کے فن پر کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ نکتہ آفرینی میں لاثانی تھے ان کا انداز خطاب والہانہ اور عاشقانہ ہوتا تھا جو سیدھا دل میں اترتا چلا جاتا تھا۔وہ قرآن' حدیث' فقہ 'تصوف کے علم میں یکتا تھے استاذ العلماء یوں تھے ہر سال رمضان المبارک میں علماء کرام کے لئے دورہ تفسیر قرآن (ریفریشر کورس) اپنی مسجد میں منعقد کرتے اور ہر عمر کے علماء فیضیاب ہوتے۔ سیاسی بصیرت کے ساتھ اپنے زمانے کے تمام تر تقاضوں سے باخبر تھے۔ خوش شکل' خوش پوش' خوش طبع' خوش کلام و خوش بیان تھے اور بقول غالب۔ ؎

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے

حضرت ابوالحقائق کا جو کلام دستیاب ہے اس میں فارسی اردو پنجابی اشعار شامل ہیں فارسی کلام میں زیادہ تر ذاتی کیفیات بیان ہوئی ہیں اور اس میں رنگ جامی کی جھلک ہے اردو کی ایک نعت مولانا ظفر علی خاں کی زمین میں ہے جنھوں نے بیساختہ اپنے آپ کو شیخ القرآنؒ کا مرید کہا تھا۔اس نعت میں روح عصر بھی اور عقائد کا بر ملا اظہار بھی ہے دو شعر سماعت فرمائیں۔ ؎

شب دیجور میں کوہ الم جب ٹوٹ پڑتے ہیں

قرار بے قراراں، مونسِ قلب حزیں تم ہو

غیوب کل کے دانا، فخر عالم، حاضر و ناظر

تمہیں تم ہو تمہیں تم ہو تمہیں تم ہو تمہیں تم ہو

دوسری اردو نعت کا مطلع ثانی مقام فداکاری کا مظہر ہے۔ ؎

جو اُن کی راہ میں سب کچھ لٹائے بیٹھے ہیں

مقام قرب کے رتبے وہ پائے بیٹھے ہیں

رنگ منقبت بھی ملاحظہ فرماتے چلیے جو آپ کی جذب و مستی کا آئینہ دار ہے۔ ؎

مشکلیں حل ہو گئیں، مقصد ملا کیف آگیا

جب لیا مستی میں میں نے پاک نام گنج بخشؒ

پنجابی کی تینوں نعتوں میں خواجہ غلام فریدؒ اور پیر مہر علی شاہؒ کا رنگ نمایاں ہے وحدت الوجودی ترنگ غالب ہے علم و فضل کی بھی نفی کرتے نظر آتے ہیں اور یہ ان کی عارفانہ مقام کی پختہ شہادت ہے ؎

تشبیہ دے پینڈے طے کر کے تنزیہہ دی منزل جا پہنچے

ہر طرفیں نظر دوڑا بیٹھے نہ آوندا اے نہ جاندا اے

حضرت علامہ حافظ خان محمد قادری مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ لاہور

حضرت شیخ القرآن علامہ ہزارویؒ حسن میں بھی، عشق میں بھی کلام میں بھی بزرگوں کی نشانی، سراپا حسن و جمال، وجیہہ چہرہ اور وجیہہ چہرے پر حسین داڑھی، حضرت امام مالکؒ جیسی رعب ودبدبہ والی مونچھیں، حسین و جمیل گھنگریالی زلفیں، حسن علم کے پیکر، چال امیروں جیسی، طبیعت

فقیروں جیسی اگر اور گہرائی میں جاکر سوچیں حصول علم کے لئے تگ ودو شیخ محقق جیسی، حصول علم کے لئے چار چار روز بھو کے رہنا پھر بھی شکوہ نہ کرنا۔

شکوہ ہے کفر اہل محبت کے واسطے

ہر دم جفائے یار میں شکرانہ چاہیے

علم وحکمت کو دیکھیں تو غزالی لگیں' دقیقہ سنجی کو دیکھیں تو رازی لگیں اگر سیدنا قبلہ پیر مہر علی شاہؒ کے آستانہ پر دیکھیں تو وہ رنگ لگے کہ جوانی میں پیر کہلوائے، علم کی محفل ہو عمل کی محفل ہو' خارزار سیاست ہو جس راہ سے گذرے یوں کہیں جس مقام پر گئے، جس منزل سے گذرے وہ گذر گاہیں آج بھی پتہ دیتی ہیں۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گذر گئے

رہ یار ہم نے قدم قدم تجھے یاد گار بنا دیا

آپ کے علم وحکمت کو' استدلال کو' شیریں کلامی کو' بذلہ سنجی کو جس سمت سے دیکھیں ایک بحر ذخار ہیں جس کی موجیں ہر سو نظر آتی ہیں' تدریس کو دیکھیں تو آج بھی ہزاروں علماء آپ کی فکر لیے پھرتے ہیں۔ اور ایسے ایسے علماء نے آپ کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کئے جو آج اپنی جگہ ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر تقریر کی طرف دیکھیں تو فلسفہ ومنطق کی الجھی ہوئی گتھیوں کو چٹکی میں سلجھانے پر آجاتے تو یوں لگتا کوئی سطحی سا مسئلہ ہے اگر کوئی سائل سوال کرتا تو قرآن وحدیث سے سمجھاتے کہ الفاظ تیر بن کر جگر میں اتر جاتے۔ کسی نے عورت کی حکمرانی کے بارے میں سوال کیا فرمایا قرآنی فکر کے خلاف ہے جب دلیل مانگی تو فرمایا "وزادہ بسطة فی العلم والجسم" عورت میں اگر ایک وصف ہے تو دوسرا نہیں ہے۔

لوگ کہا کرتے ہیں علمی زندگی کی جمعیتیں اور سیاسی زندگی کی شورشیں یکجا نہیں ہو سکتیں۔ میں کہتا ہوں حضرت شیخ القرآن کی طرف دیکھو تو دورہ تفسیر قرآن پاک پڑھانے بیٹھیں تو ہزاروں علماء زانوئے تلمذ نظر آتے ہیں اور جب اس مرد قلندر نے خارزار سیاست مین قدم رکھا

توگوجرانوالہ جیل میں مقدمہ بغاوت سے لے کر تحریک ختم نبوت سنٹرل جیل راولپنڈی تک قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں لیکن ماتھے پر شکن تک نہیں شاید جگر مراد آبادی نے آپ کے متعلق ہی کہا تھا۔

جگر راہ وفا میں نقش ایسے چھوڑ آیا ہوں
جس منزل سے گذرا ہوں راہیں اب تک یاد کرتی ہیں

حضرت مولانا سید خلیل احمد قادریؒ سابق خطیب جامع مسجد وزیر خاں لاہور

حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ بلند پایہ خطیب، عظیم محقق اپنے دور کے عظیم صوفی تھے، اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے سلسلہ میں نہ صرف برصغیر پاک وہند میں آپ کی علمی خطابت کا سکہ جما ہوا تھا بلکہ عالم اسلام کے عظیم راہنما حضرت مولانا ضیاء الدین مدنیؒ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے "مولانا ہزاروی تفسیر، حدیث، معقولات اور منقولات کو اس طرح پیش فرماتے تھے کہ ہر سننے والا نہ صرف متاثر ہوتا بلکہ وہ تحقیق اس کے دل میں اتر جاتی"

حضرت علامہ ہزارویؒ ایک بہترین مناظر بھی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی مجالس میں مخالف سامعین بھی اعتراض کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے یہاں تک کہ مجلس احرار کے صدر سید عطاءاللہ شاہ بخاری جو اپنی خطابت پر بہت مشہور ہیں تحریک ختم نبوت کے اجلاسوں میں انہوں نے علامہ ہزارویؒ کے دلائل اور خطابت کا اعتراف کیا تھا۔ پاکستان کا ایسا کوئی شہر نہیں جہاں آپ کا خطاب نہ ہوا ہو۔ اہل سنت میں علامہ ہزارویؒ کا وجود ایک دلیل تھا۔

تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک بحالی جمہوریت اور تحریک نفاذ شریعت میں آپ کی خدمات عظیم ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان میں آپ کا کردار بے مثالی ہے ۱۹۴۸ء میں ملتان میں مدرسہ انوار العلوم کے سالانہ جلسہ میں جمعیت علماء پاکستان معرض وجود میں آئی تو میرے والد ماجد علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادریؒ کو صدر اور علامہ شیخ القرآن کو نائب صدر منتخب کیا گیا تھا

علامہ ابوالحسنات قادریؒ علامہ موصوف سے ہر معاملہ میں مشورہ فرماتے تھے اہل سنت کی تنظیم، حقوق کے تحفظ اور مختلف فتن کے انسداد کے لئے مشترکہ مشاورت سے تبلیغی دورے فرماتے یہی وجہ ہے کہ بہت کم ایسی مجالس اور کانفرنسیں ہونگی جن میں دنیا اہل سنت کی یہ دو عظیم شخصیتیں موجود نہ ہوں آپ کے وصال سے دنیا اہل سنت میں اتنا بڑا خلا پیدا ہو گیا جو آج تک پُر نہ ہو سکا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور آپ کے مشن کو جاری رکھنے کی پسماندگان کو توفیق دے (آمین)

حضرت صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی امیر تحریک اتحاد امت پاکستان

مرزا غالب نے تو نجانے کس کے بچھڑنے پر کہا تھا۔ ؎

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم

تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

لیکن ہم یہ ان مردان حق کی جدائی پر کہنے میں حق بجانب ہیں جو لوگ اس زمین کا نمک تھے ان میں سے بعض وہ ہیں جنکی آنکھیں بند ہوتے ہی جذب و مستی کے بازار بند ہو گئے۔ جنکے بچھڑنے سے فقر و درویشی کے کوچے اجڑ گئے وہ کیا چل بسے کہ تہذیبی روایات رخصت ہو گئیں وہ چشم عالم سے کیا چھپے آفتاب علم کو گرہن لگ گیا ادھر انہوں نے آخری ہچکی لی ادھر شوکت علم کا دم لبوں پر آ گیا ایک طرف انکا جنازہ اٹھا دوسری طرف ملک سخن کا پرچم سرنگوں ہو گیا انکے جسد خاکی پر کفن کیا پڑا کہ رنگ چمن پھیکا پڑ گیا۔ ؎

بھیڑ میں دنیا کی جانے وہ کہاں گم ہو گئے

کچھ فرشتے بھی رہا کرتے تھے انسانوں کے ساتھ

ذرا دیکھئے تو قبلہ کاظمی صاحب ہم میں نہیں رہے جنہیں ایک بار امام غزالیؒ دیکھ لیتے تو سو

بار انکے بوسے لیتے خواجہ قمر الدین سیالوی" رخصت ہوئے جو تبحر علم اور مزاج کا حسین سنگم تھے مولانا عبد الحامد بھی اب نہیں ہیں جنکی شستہ اور نستعلیق شخصیت کا نقش بھلائے نہیں بھولتا فقیہ اعظم مولانا نور اللہ آسودہ خاک ہو گئے جنہوں نے بصیر پور کے جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر دیا تھا سید ابو البرکات قادری" ہماری نظروں سے او جھل ہو گئے جنکی سادگی پر شہزادگی نچھاور ہوئی جاتی تھی صاحبزادہ فیض الحسن" بچھڑ گئے جنکی خطابت کی موجوں میں ایک دنیا بہہ جاتی تھی مولانا محمد بخش مسلم" بھی آج نہیں ہیں جنکی آواز کی گونج سے طوفانوں کے دل دہل جاتے تھے عارف اللہ شاہ قادری" دنیا سے کیا اٹھے کہ ٹمٹماتے چراغ بھی گل کر گئے مولانا حامد علی خاں بھی راہی ملک عدم ہو گئے کہ کسی تاجدار اور کجکلاہ میں وہ پھبن کہاں جو اس بے تاج بادشاہ میں بانکپن تھا کس کس کا نام لیا جائے۔ ؎

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

اسی قافلہ عشق و شوق اور کاروان جذب وذوق کے ایک ہمراہی حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی" تھے جو اہل دنیا سے روٹھ کر کیا گئے قرار دل وجان لوٹ کر لے گئے اللہ نے انہیں اتنی خوبیاں دے رکھی تھیں کہ ایک خوبی ہی انہیں زندہ جاوید رکھنے کو کافی ہے وہ شیخ القرآن تھے ابو الحقائق لقب پایا تھا پیکر عشق رسول ﷺ تھے عاشق مثنوی تھے اور بستان خطابت کے بلبل خوش نوا تھے۔

جن لوگوں نے ان سے دورہ تفسیر القرآن پڑھا ہے ان سے پوچھ لیجئے وہ بول اٹھیں گے کہ محض قرآن پڑھانا ہر ایک کو آتا ہے مگر اس کو دل میں اتارنا مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی کا خاصہ تھا حضور ﷺ کی ذات گرامی سے والہانہ عشق اور محبت کا یہ عالم تھا کہ جسطرح لوہا بھتی میں جا کر پگھل جاتا ہے اس طرح حضرت شیخ القرآن" عشق رسول ﷺ کے موضوع پر بات کرتے ہوئے پانی میں بتاشے کی مانند گھل جاتے تھے رہی سامعین کی حالت تو ماہی بے آب کا محاورہ انکی تقریر کے دوران سمجھ میں آتا تھا مرغ بسمل کیا تڑپتا ہو گا جس طرح لوگ ان کے جلسوں میں پھڑکتے تھے کبھی کبھار تو ایک شعر ہی تقریر کا محور بن جاتا تھا اور پھر سماں بندھ جاتا ایک بار انہوں نے یہ شعر

اس درد‘اس کرب‘اس لے‘اس ادا‘اس سوز‘اس انداز‘اس لہجے اور اس شان بے خودی سے پڑھا کہ سامعین میں سے ایک شخص دل تھام کر جان ہار بیٹھ۔

رندوں کے میخانے میں ہر رسم عبادت ہوتی ہے

دلبر کو بٹھا کر پیش نظر چہرے کی تلاوت ہوتی ہے

جب ہزارہ کے ٹھیٹھ لہجے میں گویا ہوتے اور انداز بدل بدل کر بات آگے بڑھاتے تو پورے مجمع کا دل لبھاتے اور لوگ کہنے پر مجبور ہو جاتے

ہک لکھ ڈیند میں ڈو لکھ ڈیساں

ہک واری چا بول

ان کے انداز خطابت میں کوئی بات تو تھی کہ برصغیر پاک و ہند کے ہفت زبان شاعر‘ قبیلہ صحافت کے حاتم طائی‘ میدان خطابت کے شہسوار‘ لشکر زباں و ادب کے کمندار اور اقلیم سخن کے تاجدار مولانا ظفر علی خان نے ایک بار آپکی تقریر سن کر برجستہ کہہ اٹھے۔

بلبل چہک رہا ہے ریاض رسول ﷺ میں

جن لوگوں کو مولانا مرحوم کی صحبت نصیب ہوئی وہ بتاتے ہیں کہ آپ وقت عصر کے بعد مثنوی مولانا رومؒ کا باقاعدہ درس دیا کرتے تھے جس ذوق اور محویت سے مثنوی کے شعر پڑھتے اگر کبھی مولانا رومؒ کو یہ درس سننے کا اتفاق ہوتا تو یقیناً فرماتے اگرچہ مثنوی لکھی تو میں نے ہے لیکن سننے کا مزہ مولانا ہزارویؒ کی زبان سے آتا ہے۔ کبھی کبھار میں یہ سوچتا ہوں کہ خطابت پیغمبرانہ آہنگ تھا مگر بدقسمتی سے آج اس پر تاجرانہ رنگ غالب آ گیا ہے بولنے کا مقصد روح کے تار ہلانا ہوتا تھا آج صرف دل جلانا رہ گیا ہے اللہ والوں کی خطابت سے دل کا بند دریچہ کھلتا تھا آج فقط ذہنوں میں زہر گھلتا ہے کل تک خطابت الفاظ کے موتی لٹانے کا نام تھا آج محض پیسہ کمانے کا کام رہ گیا ہے۔ اگلے زمانے کے واعظ زبان سے لعل و گہر بکھیرتے تھے دور حاضر کے مقرر دوسروں کے بخیے ادھیڑتے ہیں پہلے ایک ایک حرف کی رکھوالی کی جاتی تھی آج بس لفظوں کی جگالی کی جاتی ہے۔

بھلے وقتوں میں وعظ سن کر دل دھل جاتا تھا ان دنوں رہا سہا خوف خدا بھی نکل جاتا ہے۔

مولانا ہزاروی ایسے خطیب تھے کہ جب رونق افروز منبر ہوتے تو دل "ٹھر ٹھر" جاتے مگر آج تو محراب تھر تھر کانپتے ہیں۔ مولانا رومؒ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ایک مرد بزرگ شاندار فانوس لے کر گلی کوچہ وبازار گھومتے اور ندادیتے پھرتے کہ کوئی مجھ سے یہ فانوس لے لے اور مجھے پرانا مٹی کا دیادے دے کہ اس فانوس سے دلوں کے اجالے میں راستہ سجھائی نہیں دیتا جبکہ پرانے چراغ سے رات کے گھپ اندھیرے میں منزل صاف دکھائی دیتی تھی آج کے عہد کی بھی کچھ یہی حالت بن گئی ہے کہ تقریروں کی فراوانی نے دل کی شادمانی چھین لی ہے انسانوں کے ہجوم میں آدم زاد گم ہو کر رہ گیا ہے نظاروں کی ارزانی میں آنکھوں کی ویرانی ہے تیز روشنیوں نے سینے تاریک کر دئے ہیں کتابوں کے انبار سے روح کا آزار بڑھ گیا ہے آج ہر کوئی چاہتا ہے کہ وہ شعلہ نوا ہے جبکہ ضرورت ہے کوئی خوش نوا، خوش نفس اور خوش ادا ہو۔

یہ کیا بات ہوئی محمود غزنوی نے سومنات کا بت توڑا مگر ہم ایک دوسرے کا سر پھوڑ رہے ہیں ہمارے بڑوں نے دل جوڑے تھے ہم گردنے مروڑ رہے ہیں وہ درد و سوز بانٹتے تھے۔ ہم نفرتوں کے زخم چاٹتے ہیں وہ اک نگاہ سے غلام کرتے تھے ہم بروئے اہل نظر سلام کرتے ہیں آج پھر ایک مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی ضرورت ہے جسکی بات میں وہ لطف اور سرور ہو کہ مولانا ظفر علی خاں کی روح بول اٹھے۔

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا
چشمہ ابل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

حضرت علامہ سید ذاکر حسین شاہ صاحب راولپنڈی

حضرت امام ہزارویؒ نابغہ روزگار شخصیت تھے وہ بے مثل مناظر، عدیم المثل متکلم، ماہر فن مفسر، مایہ افتخار محدث، عظیم المرتبت جامع العلوم اور مایہ ناز صوفی تھے۔ آپ کی ظاہری نفاست

کی معترف ہر چشم بینا تھی تو آپ کی باطنی نفاست ہر صاحب دل کی بصیرت پر عیاں تھی۔ نگاہ مہرؒ نے انہیں سراپا مہر بنا دیا تھا اور دنیا علم و فن میں وہ مہر بن چمکے۔ دوستوں کے ایسے دوست تھے جو مشکل کشائی کی رعنائیوں کو اپنے حلقہ احباب پر نچھاور کرتے رہتے۔ طبیعت کا بانکپن ہر انداز سے جھلکتا تھا مختصر بر محل، برجستہ جملے استعمال کرنے میں ید طولیٰ حاصل تھا بسا اوقات آپ کا ایک جملہ ایک کتاب پر بھاری ہوتا مگر اس کی بندش اتنی حسین ہوتی کہ اس میں کوئی مشکل نہ ہوتی اور عوام کے دلوں میں اپنے انداز سے اتر جاتا اور خواص اس سے اپنے انداز سے لطف اندوز ہوتے۔

ایک محفل میں کھانا تناول فرما رہے تھے داعی نے برتن میں ایک ایک بالکل چھوٹی چھوٹی بوٹی کا بندوبست ہی کیا تھا آپ بار بار مجھے مخاطب ہو کر فرماتے شاہ جی آج منگل ہے داعی فقرہ کا مطلب نہیں سمجھ رہا تھا اور تائید کر رہا تھا کہ جی حضور آج منگل ہی ہے آپ اسے فرما رہے تھے نہیں بھائی شاہ صاحب کو بتا رہا ہوں آج منگل ہے۔

میں نے آپ کے وصال پر اپنے جذبات کا اظہار چند اشعار میں کیا تھا اگرچہ میں روایتی شاعر نہیں ہوں مگر حضرت امام ہزارویؒ کی طبعی اور علمی لطافتوں کا یہ مجھ پر قرض تھا۔

حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ راولپنڈی ناظم اعلیٰ جماعت اہل سنت پاکستان

استاد مکرم حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق مولانا پیر محمد عبد الغفور ہزاروی گولڑویؒ کے بارے میں اظہار خیال کرنے کا شرف بلاشک و شبہ انہی لوگوں کا حصہ ہے جو آپ کے ہم عصر تھے یا آپ سے پڑھے اور آپ کے جلسوں میں شریک ہوئے میرا سرمایہ حیات وہی ڈیڑھ ماہ ہے جو میں نے حضرت کی خدمت میں گذارا۔ شیخ الجامعہ حضرت مولانا محب النبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس زیر تعلیم تھا کالج کی تعلیم حاصل کی اس دوران زیادہ عرصہ عیسائیوں کے درمیان گذرا تھا حضرت مولانا محب النبیؒ کے مشورہ پر وزیر آباد جا کر دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھا آپ نے ایک عدد رقعہ میرے متعلق لکھا اور مجھے حکم دیا کہ وزیر آباد چلے جاؤ اور علامہ ہزاروی صاحب کو یہ رقعہ دینا وہ

تمہیں اپنے مدرسہ میں داخل کرلیں گے۔وزیر آباد مسجد غوثیہ میں پہنچا حضرت شیخ القرآن اوپر اپنے کمرے میں چارپائی پر تشریف فرما تھے میں ننگے سر تھا یہ وہ دور تھا جب بڑے بڑے علماء اور فضلا آپ کے پاس درس نظامی کی تکمیل کے بعد دورہ قرآن پاک پڑھنے کے لئے آیا کرتے تھے کتب تو میں نے پڑھ رکھی تھیں جوانی کا عالم تھا ظاہری لباس سے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ میں درس نظامی پڑھا ہوا ہوں۔کمرے میں داخل ہو کر رقعہ میں نے آپ کے پاس پڑے ہوئے تکیہ کے ساتھ چارپائی پر رکھ دیا اور خود نیچے بیٹھ گیا آپ نے پوچھا کیسے آئے ہو عرض کیا دورہ تفسیر قرآن پڑھنے کے لئے آیا ہوں میری طرف غور سے دیکھا بالوں کی بناوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمانے لگے "ٹیڑھے چیر نکالے ہوتے ہیں اور آجاتے ہیں دورہ پڑھنے کے لئے۔" آپ تھوڑے سے غصہ میں آئے میں نے محسوس کیا کہ مجھے داخلہ نہیں ملے گا یہاں تو بڑے بڑے علما کے بولنے کی جگہ نہیں خاموشی سے اٹھا اور نیچے اتر کر ریلوے اسٹیشن کی طرف چل پڑا میرے آنے کے بعد حضرت شیخ القرآنؒ نے اپنے پاس پڑھے ہوئے رقعہ کو دیکھا کھول کر پڑھا کہ حضرت مولانا محب النبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا کہ بڑا ذہین اور فاضل طالب علم ہے کتب پر خاص دسترس رکھتا ہے۔اور اس کا نام سید ریاض حسین شاہ ہے آپ نے فوراً ایک طالب علم کو میرے پیچھے بھیجا جو مجھے اسٹیشن کے پاس مل گیا مجھے حضرت کے پاس چلنے کو کہا اب جب میں دوبارہ حضرت شیخ القرآنؒ کے پاس پہنچا انداز بدل چکا تھا انتہائی محبت بھرے انداز سے گلے لگایا اور فرمایا تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تم سید زادے ہو تم کو داخلہ بھی ملے گا اور خصوصی توجہ بھی۔دوران تعلیم آپ نوٹس لکھواتے تھے میری لکھائی زیادہ خوبصورت نہ تھی اختتام پر آپ نے ایک طالب علم کی ڈیوٹی لگائی کہ سید ریاض شاہ کو تمام نوٹس لکھ کر دو پھر تمہیں سند دی جائے گی آج مجھے حضرت شیخ القرآنؒ کی وہ شفقت محبت یاد آتی ہے۔میں نے بڑے بڑے لوگوں کو دیکھا پیران عظام سے ملا ہوں علماء کی چٹائیوں پر بیٹھا ہوں مگر ان میں ایک بھی حضرت جیسا نہیں ہے۔

طلبہ سے اس قدر محبت کرنے والے استاد آج کہاں ہیں! ایک طالب علم کپڑے دھو رہا تھا پاس ایک پولیس آفیسر وضو کر رہا تھا حسن اتفاق سے کپڑوں کے چند چھینٹے اڑ کر پولیس افسر پر جا

پڑے اس نے طالب علم کو ایک تھپڑ مار دیا حضرت یہ منظر دیکھ رہے تھے آپ نے جا کر اس پولیس افسر کو اسی طرح تھپڑ مارتے ہوئے فرمایا جنت کے مسافر کو مارتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی اور جمعہ کے موقع پر آپ نے سامعین وحاضرین کے سامنے اس پولیس آفیسر کی مذمت کی اور تبادلہ کی دعا مانگی چنانچہ اگلے جمعہ سے قبل اس آفیسر کا تبادلہ ہو گیا۔

آج بڑی بڑی جماعتیں نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ کا دعویٰ کرتی ہیں۔ ایسے دور میں علامہ ہزارویؒ بہت یاد آتے ہیں بہت یاد آتے ہیں اور بہت یاد آتے ہیں جنہوں نے حالات کی سختیاں دیکھیں قربانیاں دیں تحریکوں کو پروان چڑھایا امراء نے ان کو ذاتی مفاد کی خاطر استعمال کرنے کی کوشش کی مگر آپ فرمایا کرتے تھے "جھوک جلوا سکتا ہوں تڑوا سکتا ہوں مگر مدینہ والے مصطفےٰ ﷺ سے بے وفائی نہیں کر سکتا" حقیقت یہ ہے کہ آج کے دور کا نام محمد عبدالغفور ہونا چاہیے۔ آپ کی ذات' آپ کے نام' اور کردار نے اہل سنت کو اتحاد کا درس دیا ہے۔

آپ کے خطاب کا انداز بڑا والہانہ تھا جب تقریر فرماتے تو لوگ مجبور ہو جاتے کہ آپ کی تقریر پر رقص کرنے لگتے۔ آپ کی گفتگو اور تقریر کا انداز اب مقررین میں نہیں ملتا ہمیشہ آپ اپنے مضمون کے ساتھ مخلص ہوتے آپ کے انداز خطاب میں کیف 'لذت' مستی سبھی کچھ تھا جب حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک لیتے تو تمام سامعین رقص کر رہے ہوتے لوگوں کی آرزو ہوتی کے محمد عبدالغفور کی زبان بن جائیں اور مدینہ والے کی مداح سرائی کرتے رہیں آپ نے عرفان الٰہی کے جلوے بے نقاب دیکھے تھے آپ نے حضور ﷺ کی شخصیت کی خوشبو سونگھی تھی آپ نے قادیانیوں کے خلاف جہاد جاری رکھا ختم نبوت کے پرچم کو بلند کیا حالات کی مایوسیوں سے بددل ہو کر گھر بیٹھ جانا شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کے خلاف تھا آپ نے زندگی بھر عظمت مصطفےٰ ﷺ کے لئے جہاد کیا آج پھر اس چیز کی ضرورت ہے۔

شیخ الحدیث ابوالظفر پیر سید زبیر شاہ صاحب رضوی رحمۃ اللہ علیہ چکوال

حضرت شیخ القرآنؒ عشق رسول ﷺ کے مجسمہ شکل تھے آپ جس طرح میدان

تقریر کے شہسوار تھے اسی طرح معیار تدریس میں بھی لاجواب تھے۔ پھر علمی اصطلاحات تقریر میں استعمال کرنا حضرت شیخ القرآنؒ کا ہی حصہ تھا اس مختصر تحریر میں آپ کے کمالات علمی، روحانی اور فیوض وبرکات، ظاہر وباطنی کا احاطہ ناممکن ہے۔ راولپنڈی میں ایک جلسہ میں تقریر ارشاد فرمارہے تھے کسی منکر حیات النبی ﷺ نے سوال کیا انك میت وانهم میتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام اب بھی میت ہیں جواب میں فرمایا کہ یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے دائمہ مطلقہ نہیں سائل کامدعا ثابت نہیں ہوتا نیز ہماری موت کو قرآن مجید نے علیحدہ ذکر کیااور حضور ﷺ کے وصال کاذکر علیحدہ فرمایا پس ثابت ہوا آپ کا انتقال ایک آن کے لئے تھا اب بھی زندہ ہیں جیسے پہلے تھے۔

فقیر نے حضرت شیخ القرآنؒ کو انتہائی قریب سے دیکھا ہے جب کہ ایک سال رمضان شریف میں آپ کی معیت میں دورہ تفسیر القرآن مجید وزیر آباد میں پڑھانے کا بھی شرف حاصل ہوا ہے دوران تدریس ایک دن کسی نے مسلم شریف کی مشہور حدیث کے متعلق سوال کیا جیسا کہ حدیث میں ہے کہ "قیامت کے دن کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے جائیں گے میں عرض کروں گا اے میرے مالک یہ تو میرے امتی ہیں جواب میں کہا جائے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں" علم غیب کی نفی پر مخالفین کے اعتراض پر آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا اس کے کئی جواب ہیں ایک جواب یہ ہے کہ جو واقعہ آپ دنیا میں بیان فرمارہے ہیں کہ قیامت میں میں یوں کہوں گا اور جواب میں یوں کہا جائے گا جب علم نہیں تھا تو جو واقعہ قیامت میں پیش آنا ہے دنیا میں کیسے بیان فرمادیا ایسا لطیف جواب حضرت صاحب ہی کا حصہ تھا۔

معروف کالم نگار سید سبط الحسن ضیغم روزنامہ نوائے وقت لاہور

ہر دھرتی کا جغرافیہ حدود اربعہ آب وہوا پانی اور مٹی کا اپنا اور الگ الگ تشخص اور فیضان ہے ہزارہ ڈویژن بھی انہی جغرافیائی وحدتوں میں ایک نمایاں اکائی ہے جہاں جید ترین علماء، طبیبوں

شعر اور جنگ حریت کے مجاہدین نے جنم لیا اس دھرتی کے فرزندوں نے پورے پاک و ہند پر اپنے اثرات مرتب کیئے۔ حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ ہری پور کے نزدیک گاؤں چمبہ پنڈ میں پیدا ہوئے اور اکتوبر ۱۹۷۰ کو وزیر آباد میں سفر آخرت پر روانہ ہو گئے ہزاروں لوگوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کر کے ان سے والہانہ عقیدت کا اظہار کیا وہیں اب آپ کا مزار زیارت گاہ کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ مولانا ہزارویؒ متحدہ ہندوستان کی جنگ آزادی میں باقاعدہ شریک ہوئے جیل جانا پڑتا تو خوشی سے جاتے یہی افتاد طبع انہیں حلقہ مولانا ظفر علی خاں میں لے گئی اور ان کی معیت میں برما تک تبلیغی اور سیاسی دورے کیئے۔ تحریک نیلی پوش اور اتحاد ملت میں بھی شریک رہے انہی کی تحریک پر اتحاد ملت کو با لآخر مسلم لیگ میں شامل کر دیا گیا۔ مولانا مجلس احرار اسلام کے مقررین کی طرح اپنے سامعین پر اپنی جادو بیانی سے سحر کر دیتے مگر ان کے تحریک کشمیر مسجد شہید گنج اور تحریک ختم نبوت میں ہمنوا اور ہم سفر ہونے کے باوجود متحدہ ہندوستان کے حوالے سے مسلمانوں کی قومی تحریک کے موید و حامی تھے چنانچہ مولانا کو یہ فخر حاصل ہے کہ مشہور آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منٹو پارک لاہور ۱۹۴۰ میں نہ صرف شامل ہوئے بلکہ مولانا ظفر علی خاں کی پچھلی نشست پر انہیں جگہ دی گئی جو یقیناً اعزاز ہے مولانا کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ قائداعظم مرحوم آپ ہی کی دعوت پر وزیر آباد تشریف لے گے اور وہاں جلسہ عام میں خطاب کیا جس کے نتیجہ میں قوم پرست سیاست پر اوس پڑ گئی اور ان کا تمام اثر زائل ہو گیا۔

اگست ۱۹۴۷ میں مولانا غیر مسلم آبادی کے انخلاء میں غیر معمولی سرگرم رہے بلکہ مہاجرین کی طرح دن رات ایک کر کے وزیر آباد اور اس کے گرد و نواح میں انہیں بسانے کی خدمات بھی سرانجام دیں آپ کے اصل جوہر قیام پاکستان کے بعد خاص طور ایوبی آمریت کے زمانہ مین کھلے جو اتفاق سے ان کا ہم وطن ہی تھا ۱۹۴۸ میں جمعیت علماء پاکستان کے نام سے مولانا عبدالحامد بدایوانی اور ان کی کوشش سے بریلوی علماء کی الگ تنظیم معرض وجود میں لائی گئی ایوب نے محکمہ اوقاف کے حوالے سے علماء حضرات کو ہم سفر بنانے کے لئے وقف کا رائٹرز گلڈ بنایا تو سب سے زیادہ مخالفت مولانا ہزارویؒ نے کی مگر اس سے بھی اہم کردار وہ ہے جو مادر ملت کی حمایت اور تائید

میں ادا کیا گیا ۱۹۶۴ میں جمعیت علماء کے صدر صاحبزادہ سید فیض الحسن مرحوم تھے صدارتی انتخاب کے آغاز میں ہی انہوں نے جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے ایوب کی حمایت اور مادر ملت مرحومہ کی مخالفت میں قرار دادیں پاس کیں اور ایوب کی حمایت اور مادر ملت کی مخالفت میں دورے شروع کر دیے مولانا ہزارویؒ نے بھی طوفانی دورے شروع کر دیے تاکہ ایوب کے خلاف ہونے والے اجتماع کو کامیاب بنایا جا سکے مقامی مشترکہ متحدہ حزب اختلاف کی نمائیندگی چودھری محمد احسن علیگ مرحوم نے کی لیکن آج جو لوگ بھارت میں بیان دیتے ہیں کہ وہ متحدہ حزب اختلاف کے عہدیدار تھے ایوب خان کی حمایت کے لئے بنیادی جمہوریتوں کے الیکشنوں میں حصہ لینے کے باوجود ایک درجن ووٹ بھی نہ لے سکے ان میں سے کوئی فرد بھی اجلاس کے نزدیک نہ پھٹکا کیونکہ ایوب کا راج ہو گورنر امیر محمد خان رئیس کالاباغ ہو اور میٹنگ میں مادر ملت کی حمایت میں اور ایوب خاں مخالفت میں گرما گرم تقریریں ہو رہی ہوں وہاں مروجہ صفات کا حامل ہی کوئی فرد شمولیت کر سکتا ہے ان صفات سے عاری شخص نہیں یہ اجلاس مسلسل پانچ گھنٹے جاری رہا جمعیت علماء پاکستان کی ایوب کی حمایت اور مادر ملت کی مخالفت میں منظور کی جانے والی قرار دادوں کی مذمت کرتے ہوئے اس جمعیت سے بیزاری اور علیحدگی کی قرار داد منظور کی گئی اور اس کے بعد نئی تشکیل کردہ جمعیت کا انتخاب عمل میں لایا گیا مولانا ہزارویؒ مرحوم صدر اور سید محمود شاہ مرحوم کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا اس اجلاس میں ملک بھر میں مادر ملت کی حمایت کے لئے جلسے کرنے کا طویل پروگرام تشکیل دیا گیا اور وہیں سے دوروں کا آغاز ہوا مادر ملت نے مغربی پاکستان میں انتخابی دوروں کا پروگرام بنایا تو مولانا ہزارویؒ مادر ملت سے پہلے اس مقام پر پہنچ جاتے جہاں سے مادر ملت نے گذرنا ہوتا تھا مادر ملت کے لئے انہیں تیار کرتے کہ بنیادی جمہوریت کی بحالی کے لئے ان افراد کو ووٹ دیا جائے جو مادر ملت کو اعلانیہ ووٹ دینے کا حلف اٹھاتے ہیں مادر ملت کے دوسرے پروگرام کے مطابق انہیں لائلپور سے براستہ شیخوپورہ گوجرانوالہ پہنچنا تھا گوجرانوالہ سے براستہ ڈسکہ سیالکوٹ سے وزیر آباد گجرات پہنچنا تھا مادر ملت سے عقیدت اور ہزارویؒ صاحب اور ان کے ساتھیوں کے تبلیغی دوروں کی وجہ سے راستہ سے دور دراز واقع دیہات سے بھی بچے بوڑھے مرد

عورتیں اپنے علاقہ سے گذرنے والی شاہراہ پر مادر ملت کی آمد سے کئی کئی گھنٹے بیشتر ہی مادر ملت کی
زیارت اور تقریر سننے کے لئے ٹھٹھ لگ چکے تھے اس طویل ترین علاقہ میں انتظام وانصرام ہمارے
سپرد تھا مولانا مرحوم بھی ہمارے ہمراہ تھے اور لوگوں کا لہو گرماتے تھے قدم قدم پر استقبالیہ
محرابیں اور دروازے بنے ہوئے تھے ہر علاقہ کے لوگوں کی خواہش ہوتی کہ مادر ملت ان سے ضرور
خطاب کریں مادر ملت کی گاڑی میں سردار شوکت حیات بیٹھے ہوئے تھے جہاں اصرار زیادہ بڑھتا
مولانا آگے بڑھ کر مادر ملت سے گذارش کرتے تو مادر ملت کچھ نہ کچھ ضرور کہتیں یہی وجہ ہے جہاں
دس بجے صبح پہنچنے کا پروگرام ہوتا وہاں مادر ملت پانچ بجے شام مشکل سے پہنچتیں مگر وزیر آباد میں
مولانا مادر ملت کے وہاں گذرنے سے بیشتر رات ہی کو پہنچ گئے اور تمام رات وزیر آباد کے قرب
وجوار کے دیہات میں رات بھر تقریریں کرتے رہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہو سکیں
پروگرام کے مطابق مادر ملت کو وزیر آباد سے دس بجے کے قریب گذرنا تھا رات انہوں نے ہیڈ مرالہ
کے ریسٹ ہاؤس میں بسر کی رات مجھے مولانا صاحب کہنے لگے تم نے بہت سے لوگوں کو سنا ہے صبح
میری تقریر بھی سننا۔ میں بھی بہت صبح اپنے ساتھیوں کے ساتھ وزیر آباد پہنچ گیا وہاں خوبصورت
اسٹیج سجی ہوئی تھی کہ مولانا ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے پہنچے۔ جو واقعی فقید المثال جلوس تھا
مولانا اسٹیج پر پہنچے اور نو بجے تقریر کا آغاز کیا کہنے لگے جب تک مادر ملت فاطمہ جناح اس مقام تک
نہیں پہنچیں گی یہ فقیر آمریت کے بخیے ادھیڑے گا جمہوریت کی اہمیت بیان کرے گا اور گذشتہ
چودہ صدیوں میں علماء کے طاغوت اور جبر کے خلاف جہاد پر گفتگو سنی جائے یہ تقریر مسلسل تین
گھنٹے جاری رہی لوگ ہنس بھی رہے تھے اور رو بھی رہے تھے واقعی وہ تقریر مثالی تھی گذشتہ سنی
تقریریں فراموش ہوتی محسوس ہونے لگیں مادر ملت کی آمد کے بعد بھی بیس منٹ تک ان کی
تقریر جاری رہی خود مادر ملت بھی مبہوت ہو گئیں اور فرمانے لگیں کہ اسلام کی آج تک بقا انہی علماء
حق کے مرہون منت ہے انشاء اللہ جبر اور آمریت دم توڑ جائے گی پاکستان زندہ باد۔

حضرت مخدوم سجاد حسین قریشی سابق گورنر پنجاب وسجادہ نشین درگاہ بہاؤالدین زکریاؒ

حضرت شیخ القرآن پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑی خوبیوں کے مالک تھے انہوں نے اسلام اور قوم کی جو درخشاں اور قابل قدر خدمات سرانجام دیں وہ رہتی دنیا تک فراموش نہ ہو سکیں گی میری مخلصانہ دلی دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں امین۔

حضرت صاجزادہ میاں سعید احمد شرقپور شریف سابق ایم پی اے

عشق مصطفےٰ ﷺ میں مخمور ہو کر شیخ القرآن وشیخ الحدیث محقق زماں علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ نے دین اسلام کی خدمت کی پاکستان کے گوشے گوشے میں حضرت کا فیض پھیلا ہوا ہے آپ عاشق رسول تھے' صاحب درد' صاحب فراست تھے' صاحب علم تھے' اور صاحب عمل تھے لوگ کہتے ہیں کہ وہ عالم دین تھے' شیخ القرآن تھے' محقق تھے میں کہتا ہوں کہ وہ ایک ولی کامل تھے انکے علم اور ولایت میں کوئی شک شبہ نہیں ہے بیعت وارادت گولڑہ شریف تھی شرقپور تشریف لاتے تو آپ کا والہانہ خطاب ہوتا تو یوں لگتا کہ گویا آپ ''چشتیت ونقشبندیت کا سنگم تھے''

اپنے علم اور عمل کے لحاظ سے علماء کرام کی اس صف بندی میں شامل تھے جو ملک قوم کی تقدیر بدلنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ھیں آپ نے قیام پاکستان کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور قیام پاکستان کے بعد خاموشی اختیار نہ کی بلکہ یہاں نفاذ اسلام کے لئے جدوجہد جاری رکھی آپ کا انداز بیان اتنا فصیح وبلیغ تھا کہ اپنی مثال آپ تھے۔

حضرت صاجزادہ سلطان فیاض الحسن قادری آستانہ دربار حضرت سلطان باہوؒ

حضرت علامہ شیخ القرآن ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ ملت اسلامیہ

پاکستان کے عظیم محسن تھے ان جیسا حق گو خطیب قریب قریب نظر نہیں آتا۔ جذبہ حب رسول ﷺ سے سرشار دل رکھنے والے علامہ ہزاروی کی نشست برخاست کا خلاصہ ذکر مصطفے ﷺ ہوتا تھا وہ مبالغہ آرائی سے کوسوں دور تھے۔ تحریک پاکستان میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں انہوں نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کے ساتھ مل کر پاکستان بنایا اور تحریک ختم نبوت کے دوران قوم کی صحیح راہنمائی فرمائی علامہ شیخ القرآنؒ اسلاف کی عظیم یادگار اور انکے عالی افکار کے وارث تھے ھمارے علماء اور سیاستدان علامہ ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ کی طرح بے لوث خدمت کا جذبہ لے کر میدان عمل میں اتریں اور قوم کی رھبری کا فریضہ سرانجام دیں اللہ تعالیٰ علامہ ہزاروی کے درجات بلند کرے اور حضرت علامہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی کے ذریعے انکا فیض جاری فرمائے امین۔

حضرت شیخ الفقہ مولانا شمس الزماں قادریؒ غوث العلوم سمن آباد لاہور

پیر طریقت رہبر شریعت منبع علم وحکمت رازدار حقیقت حضرت شیخ القرآن ابوالحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی پہلی تقریر دلپذیر بندہ نے ۱۹۴۸ء میں "پیر محل" میں سنی جب بندہ طالب علم تھا آپ علم کا بحر ذخائر تھے اور حقائق کا دریائے بے کنار تھے آپکی تقریر میں کئی مرتبہ دیکھا کہ لوگ وجد کرتے اور بے خود ہو جاتے تھے۔ حضرت قبلہ شیخ القرآن مسلسل ہر سال تادم زیست غوث العلوم میں سالانہ جلسہ پر تشریف لاتے تھے۔ آپ ہر سال رمضان المبارک میں لوہاری دروازے کے باہر اور باغ بیرون موچی گیٹ میں تشریف لاتے اور خطاب فرمایا کرتے کچھ اور علماء بھی ہوتے مگر لوگ حضرت شیخ القرآن کے شیدائی تھے مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حضرت نے ایک مرتبہ "ھو الاول والاخر والظاھر والباطن" کی وضاحت فرمائی کہ خدا بھی اول ہے آخر ہے ظاہر ہے باطن ہے حضور ﷺ بھی اول آخر ظاہر باطن ہیں اسطرح کا سماں طاری ہوا کہ لوگ چیخیں مار مار کر رو رہے تھے اور علماء کرام میں مولانا مہر دین مرحومؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی کا حال دیکھنے والا تھا اور مولانا غلام دین مرحومؒ بھی ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے اور

ہمارے جیسے نوجوان نڈھال ہو گئے تھے یہ پر اثر تقریر اور حقائق سے بھر پور گفتگو حضرت شیخ القرآنؒ کا حصہ تھا آپ نے بہت سے خطوط بندہ کو لکھے مگر محرومی قسمت وہ محفوظ نہ رکھ سکا۔ اس وقت جبکہ کئی ایک نظریات اسلام کے خلاف موجود ہیں حضرت شیخ القرآنؒ کی اشد ضرورت تھی کیونکہ آپ کی شخصیت وجاھت روحانیت غیر اسلامی نظریات کا مجسمہ ڈھال تھی اور آپ کے دلائل قاہرہ مخالفین کے لئے برق بار تھے آپ تشنہ الفت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار تھے۔

محترم جناب ضیاء شاہد چیف ایڈیٹر روزنامہ خبریں

میں نے حضرت شیخ القرآن رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق جو پڑھا اور سنا ہے اس میں مجھے یہ بات بہت خوبصورت لگی کہ صحافت میں مولانا ظفر علی خان کا نام بہت بلند ہے انہوں نے آپکے متعلق اشعار لکھے ہیں آپکی زندگی کے متعلق جو تھوڑا بہت مطالعہ کیا ہے میں نے دیکھا ہے کہ آپ ایک مذہبی سکالر اور شیخ القرآن تو تھے ہی اسکے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے نامور کارکن بھی تھے اور آپ ایک ایسی شخصیت تھے کہ قائداعظم نے بھی آپکی تقریر سن کر آپ کو بہت سراہا تھا اور آپکی دعوت پر وزیر آباد تشریف لے گئے تھے آپ نے اپنے آپ کو وزیر آباد تک محدود نہ رکھا بلکہ ۱۹۴۷ء کے فسادات میں نوجوانوں کو جمع کر کے باقاعدہ طور پر ہندوں اور سکھوں کے خلاف جہاد کیا تو یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ اتنی بڑی شخصیت کو خراج عقیدت پیش کیا جائے۔

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت علامہ ہزارویؒ نے اپنی زندگی کے آخری سانس تک خواہ سوشلزم ہو، کمیونزم ہو، آمریت ہو، جمہوریت کے خلاف اقدامات ہوں یا دین کے خلاف سازشیں ہوں جس طرح پوری زندگی آپ نے پاکستان کے لئے وقف کی آج کے مذہبی سکالر اور اسلام کا نام لینے والے ہر فرد کیلئے لازم ہے جس بات کو وہ حق سمجھتا ہے اس کے لئے میدان عمل میں نکلے میں واضح طور پر کہتا ہوں جوں جوں دین کا رشتہ کمزور ہو گا چاروں صوبوں کے درمیاں نفاق بڑھتا جائے گا علماء حجروں سے باہر نکلیں اور مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی طرح کھل کر برائی کی طاقتوں کے خلاف جہاد کریں۔

ڈاکٹر ظفر اقبال نوری سابق صدر اے ٹی آئی

تاریخ اسلام کی چودہ صدیوں پر نظر ڈالیں تو جگہ جگہ ' موڑ موڑ گام گام ' راہ راہ علم وخلمت کے بلند مینار نظر آتے ھیں اگر آپ ان کو مصور کی نگاہ سے دیکھیں تو انھوں نے اپنے دور میں اپنے ماحول کو بقعہ نور بنائے رکھا اور آج تک ان سے فیض حاصل کرنے والے اکتساب فیض کر رہے ہیں حضرت شیخ القرآن اسی روشن سلسلے کی ایک کڑی ھیں یہ میری خوش قسمتی ھے کہ آپ کا ذکر کر کے میں اپنے لئے خوش بختیوں اور سعادتوں کو خرید رہا ہوں ایک بڑے انسان کے حضور خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے کچھ لوگ مل کر بیٹھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس تاریخ ساز شخصیت کے قد میں نہیں بلکہ اپنے وقار میں اضافہ کرتے ہیں آج بہت سے لوگ زندہ ہیں جنھوں نے حضور قبلہ شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا جمال دیکھ رکھا ہے میرا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کسی اہل دل اور صاحب بصیرت کے ایمان کی آب و تاب کو دیکھنا ہو تو وہ شیخ القرآنؒ جیسی شخصیت کا جمال دیکھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ حضور شیخ القرآن کو دیکھنے والے اس بات کی گواہی دیں گے کہ ہر وقت آپ کی نگاہوں میں جمال مصطفےٰ ﷺ کی چمک ہوتی تھی آپ کی آنکھ چشمہ مازاغ البصر اور والضحیٰ کے چہرہ انور کی یاد میں آنسو بہانے والی آنکھ تھی یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے لوگ حضور شیخ القرآنؒ کو دیکھ کر مرعوب ہو جایا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے سارے فلسفے اور عمل کی بنیاد آقائے نامدار کی محبت پر رکھی اور فرمایا۔ ؎

میرا قبلہ توں میرا کعبہ توں میرا دین بھی توں ایمان بھی توں

میرا مطلب توں مطلوب بھی توں میرا دلبر توں جانان بھی توں

حضرت شیخ القرآنؒ نے علم قرآن سے معرفت کے نور بکھیرے لوگ آپ کے ہاتھ چومتے اپنے دامن کو پھیلاتے آپ ان سے فرماتے آؤ میرے محبوب کو دیکھو آپ نے اپنی شخصیت کی بجائے لوگوں کو نبی علیہ السلام کی طرف لے گئے اور فرمایا کرتے تھے جب حسن ناز کرتا ہو جب

چہرہ پہ والضحیٰ کے جلوے چمکتے ہوں جب آنکھوں میں مازاغ کی سرمگیں تجلیاں ہوں جب واللیل کی زلفوں میں خوشبوئیں بکھری ہوں جب زمین و آسمان ان کے نظارے کو بار بار چومتے ہوں جب نسیم سحر ان کی اداؤں کا طواف کرتی ہو جب فرشتہ اذن مانگنے کے لئے کھڑا ہو جب افضل البشر حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ کہتے ہوں اگر سجدے کی اجازت ہوتی تو میں آپ کو سجدہ کرتا جب کیفیت یہ ہو پھر ساری محبتوں الفتوں اور چاہتوں کا مرکز کیوں نہ سرکار دوعالم ﷺ کی ذات مقدسہ ہو۔

جس ٹرک کے حادثہ میں حضرت شیخ القرآنؒ نے جام شہادت نوش فرمایا وصال سے قبل آپ نے اس ٹرک ڈرائیور کو معاف کر دیا آج کے نفسا نفسی اور دہکتی ہوئی آگ کے دور میں اس رویہ کو اپنانے کی ضرورت ہے کہ برداشت اور معاف کرنے کا انداز اختیار کیا جائے۔

پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر (ستارہ امتیاز) پنجاب یونیورسٹی لاہور

جو قومیں علم اور علماء کی قدر کرتی ہیں ان قوموں پر کبھی زوال نہیں آتا اور ہمیشہ روئے زمین پر رفعت و عظمت کی طرف رواں دواں رہتی ہیں۔ اہل علم کی عزت افزائی اور قدردانی اہل ایمان و اسلام کا خاصا ہے اگر ہم اپنے اُن علماء کی قدر کریں جنہوں نے اپنی زندگیاں اسلام اور اہل اسلام کے لئے وقف کیں تو میں سمجھتا ہوں یہ انتہائی خوشی کی بات ہے ہمارے دوستوں میں یہ احساس بڑے خوبصورت انداز میں پیدا ہوا ہے کہ اپنا سلسلہ روایت زندہ رکھا جائے ماضی کی روشنی میں مستقبل کی طرف گامزن ہونے کے لئے اپنے اسلاف بزرگوں کی یاد تازہ رکھنا بہت بڑی کامیابی ہے۔

حضرت شیخ القرآن علامہ ہزارویؒ ان علماء میں سے ہیں جنھوں نے اسلام بالعموم ملت پاکستان کی شاندار خدمت کی میں نے علامہ ہزارویؒ کے چند ایک خطاب سنے ہیں جو بات آج بھی میرے ذہن میں موجود ہے وہ یہ کہ آپ ہمیشہ لوگوں کے ایمان اور دلوں کو گرمانے کیلئے قرآن کریم سے دلائل پیش کرتے تھے آپکا استدلال کا طریقہ ایسا ہوتا جو بھی آپکی محفل میں بیٹھتا قائل ہو

کر واپس جاتا انہیں بلا شک وشبہ شیخ القرآنؒ کا لقب زیب دیتا ہے یہ فضیلت کیا کم ہے کہ آج ہم انھیں اُس نام سے یاد کرتے ہیں آپ صاحبِ طریقت تھے اور دینی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے ضرورت اس بات کی ہے کہ آج ہم اُن کے منصب کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں مجھے خوشی ہے کہ حضرت کے پوتے عزیزم پروفیسر محمد آصف ہزاروی اس ضمن میں گراں قدم کام کر رہے ہیں۔ علم کی عظمت اور قدر اہل اسلام سے زیادہ کون کر سکتا ہے کہ جنکی کتاب کے نزول کے وقت اقراء کا حکم ملا ابتدائی آیات میں علم واہلِ علم کی قدر اور انسان کی کرامت کو واضح کیا گیا مقصود یہ تھا کہ حضور ﷺ سے غارِ حرا سے علم کی روشنی پھوٹنے سے قبل جو تاریک تھی وہ چھٹ جائے گی اب اُجالا ہو جائے گا اشارہ اسطرف ہے انسانیت اگر محترم ہے تو علم کی وجہ سے ہے اس لحاظ سے وہ علماء جو علم کی روشنی عام کر رہے ہیں وہ امت کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر سابق جنرل سیکرٹری اہل حدیث پاکستان

مجھے مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ سے براہ راست ملنے کے مواقع میسر نہیں آئے لیکن اپنے زمانہ طالب علمی میں گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں انکی متعدد تقاریر سننے کا اتفاق ہوا۔ آپکی تقریر سے متعلق میرے ذہن میں جو بات محفوظ رہی ہے وہ یہ کہ وہ تصوف کے خاص مکتبہ فکر وحدۃ الوجود سے تعلق رکھنے کی بنیاد پر اپنی عام عوامی تقاریر میں اس مضمون کو عام اور آسان پیرا ئیں بیان کرتے تھے جس کو سننے والوں میں اکتاہٹ اور بوریت پیدا نہ ہوتی تھی بلکہ وہ اس فلسفیانہ اور صوفیانہ مضمون کو خوبصورت لہجہ میں بڑی دلچسپی کے ساتھ بیان کرتے اور تشبیہات واستعارات سے مزین کر کے اس میں مذید نکھار پیدا کرتے اتنے پیچیدہ اور اہم موضوع کو اس قدر روانی سے عام اجتماع میں بیان کرنا کسی کے بس کی بات نہیں آپ کی تقریر عموماً ایک شعر کے گرد گھومتی تھی آپ اپنی خوبصورت آواز اور اسلوب کی خوبی کی بنیاد پر اشعار کا تکرار فرماتے تھے اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان کی تقاریر سے علوم عقلیہ ونقلیہ سے گہری واقفیت کا اندازہ ہوتا تھا۔

حضرت مولانا عبدالحق ظفر چشتی لاہور

انہیں دیکھا، تصدق کر دیا دل کسی کو کیا' میری آنکھیں میرا دل

اگر کسی نے چاند نہ دیکھا ہو تو وہ اتنا مان لے کہ ایک خلق خدا نے چاند کو دیکھا ہے یہ ۱۹۶۰ کی بات ہے جب میں نے انہیں تھوڑا سا قریب ہو کر دیکھا۔ میں نے انہیں دیکھا تو وہ مرد کامل چاند سا لگا میری روح مستعد ہو گئی اور میرا وہی حال ہوا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے لباس کی خوشبو سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہوا تھا پھر اس کے بعد ہزاروں حسین و جمیل سامنے آئے' دل کسی کی طرف متوجہ ہی نہ ہوا۔ اس دن احساس ہوا محبوب کی دید نہ ہو تو اس سے اندھا ہونا زیادہ بہتر ہے پہلے اندھا ہی تو تھا بلکہ حاسدوں کی حسد کی آگ اس قدر پھیلی ہوئی تھی کہ اس آگ کے دھوئیں سے مرغولوں میں مجھے کچھ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ جب دن کا وجود بھی محتاج دلیل ہو جائے تو کوئی بات بھی بھلی نہیں لگتی لیکن بھلا کرے ایک کرم فرما سید بادشاہ کا ہزاروں رحمتوں کا نزول ہو اس پر جواب "کروڑ پکا" میں اپنے مزار میں محو استراحت ہے وہ میرے لئے موصل الی المطلوب بنا ان کے ایماں پر دورہ تفسیر قرآن میں شامل ہونے کی اجازت ملنے پر وزیر آباد حاضر اقدس ہوا وہ نقشہ آج بھی میری آنکھوں' میری روح اور میرے انگ انگ میں سمایا ہوا ہے علم کی دولت کسی نیچ کو مل جائے تو وہ متکبر و مغرور ہو جاتا ہے اور اگر کسی شریف النفس کی جھولی میں آگرے تو وہ فرط مسرت سے مزید عجز وانکساری کا پیکر بن جاتا ہے میری پہلی نظر نے یہی نظارہ دیکھا کہ علم و فضل، تقوی وطہارت' خطابت والامت 'فہم و فراست' زہد وورع 'بصیرت وبصارت کا امام جس کمرے میں تشریف فرما ہے اس کمرے میں ایک خوبصورت بڑا سا فریم آویزاں ہے اور اس پر بہادر شاہ ظفر کا ایک شعر صاحب خانہ کی کیفیات درد دل کا عکاس ہے۔

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں' نہ کسی کے دل کا قرار ہوں

جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشت غبار ہوں

اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ اس کے حضور کچھ نذر کروں لیکن میرے پاس ہے ہی کیا جو ان کی نذر کیا جائے سوائے اس کے کہ اس خوش خصال واحوال اور صاحب قال وحال کا ذکر کروں تاکہ زمین و آسمان ہنس پڑیں اور عقل وروح کی آنکھ سوگنا ہو جائیں وہ خوش خصال ایسا کہ برصغیر میں ہزاروں حاسدوں کے حسد کی آگ میں بجھے ہوئے لوگ اس کے سامنے آتے ہی عقیدت واحترام سے اٹھ کھڑے ہوتے وہ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی وراثت علمی کا وارث جب مسند دعوت وارشاد پر بیٹھتا تو بڑے بڑے علماء وفضلاء داد دیئے بغیر نہ رہتے غزالی زماں حضرت سید احمد سعید کاظمیؒ ہوں یا سید ابوالبرکاتؒ ہوں شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب لائلپوریؒ ہوں یا مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عمر اچھرویؒ اور ایسی بے شمار نابغہ روزگار شخصیتیں ان کا دل سے احترام کرتیں۔ علم ومعرفت کے اسرار و رموز اور تصوف کے سربستہ راز عام فہم زبان میں یوں بیان کر جاتے کہ عامۃ الناس بھی محظوظ ہوتے اور خاصان علم ومعرفت تو جھوم جھوم جاتے پنجابی میں اکثر اور اردو میں کبھی کبھی تقریر فرماتے۔ تقریر کا محور کسی معروف صاحب درد شاعر کا شعر ہوتا محبت رسول ﷺ سے سرشار گھنٹوں گفتگو فرماتے مجمع پر سحر طاری ہو جاتا۔

وہ کیا سہانا سماں تھا کہ رمضان المبارک میں ہر روز موچی اور لوہاری دروازہ کے باہر باغ میں علماء کرام تقاریر فرمایا کرتے اور اتوار کے روز تعطیل عام ہونے کی وجہ سے لوگوں کا ایک جم غفیر ہوتا پھر اس روز کسی بہت معروف اور جید عالم دین کو خصوصاً دعوت دی جاتی ایسی ہی سہانی اتوار تھی کہ شیخ القرآن ابوالحقائق حضرت پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی آمد آمد کا شہرہ پورے لاہور میں ہوا لوگ جوق در جوق پنڈال میں جمع ہوئے آپ سٹیج پر تشریف لائے سبحان اللہ کیا شان تھی 'زلف وکاکل کے دائرے کے اوپر سفید دستار مبارک کا تاج 'عقابی نگاہوں کی حد نگاہ تک سامعین پر گرفت 'انتہائی خوبصورت نکھرتا چہرہ تصنع اور ریا کی گرد سے مکمل صاف 'جوان رعنا کثیر علماء وفضلاء کے جھرمٹ میں باوقار چال کے ساتھ چلتا 'حسن وجمال کا پیکر جمیل 'شانوں پر کاڑھے ہوئے سفید رومال کی سج دھج کے ساتھ سٹیج پر تشریف لانے والا منتظر نگاہوں کا محبوب جلوہ گر ہوا فضا نعرہ تکبیر ورسالت سے جھوم اٹھی۔ لحن داؤدی کی لذت سے بھری ہوئی آواز میں خطبہ مسنونہ

کانوں میں رس گھولنے لگا خطبہ کے بعد گونج دار آواز میں مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر پڑھا۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے

کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حاضرین کو احساس ہو گیا کہ آج فن خطابت کا شاہکار، خطبہ "ومایںطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی" کی کمال فصاحت وبلاغت کے گرد ہالہ بنائے گا خطیب خطاب الٰہی ﷺ کے حضور، دور حاضر کا خطیب شہیر نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرے گا اور عاشقان ذات محمد ﷺ کے مشام جان ایمان میں خوشبوؤں کے حلقے بکھیرے گا۔

پھر ایسا ہی ہوا۔ ہر شخص روزہ دار، پاک صاف ماحول، داتا علی ہجویریؒ کے دامن کی چھاؤں اور درود و سلام کی مہکار میں مہکی ہوئی فضاء میں سائیں گوہر کا تراشیدہ گوہر، پیر مہر علی شاہ کی مہر کا مرکز، اللہ تعالیٰ کے محبوب کی فصاحت کے ذکر سے علم و فضل کے موتی بکھیرنے لگا ہر ادا کا ذکر اور ہر بات کا تذکرہ سنتے حاضرین جھوم جھوم جاتے نہ جانے بولنے والوں نے بادلوں کے کانوں میں یہ کیا کہہ دیا کہ وہ ساری فضا پہ کالی گھٹا کی صورت چھا گئے اور بھری ہوئی مشک کی طرح آنکھوں سے مینہ برسانے لگے حاضرین میں ہلچل پیدا ہوئی تو خطیب ذکر محمد ﷺ نے حاضرین سے فرمایا یاد رکھو میرے اور تمہارے آقا محمد ﷺ کے ذکر سے مسرور رحمت کی برسات ہونے لگی ہے آج یہ برسات بھی نظارہ کرلے کہ ساری کائنات کے محبوب کے ذکر کے سحر میں مخلوق خدا یوں بیٹھی ہے جیسے۔ کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

بس یہ فرمانا تھا کہ واقعی ان گنہگار آنکھوں نے دیکھا دنیا پہ سحر چھا گیا، بادل برستا رہا اور جان جان کے ذکر جمیل سے سرشار مخلوق خدا بھی اپنی آنکھوں سے موتیوں سے قیمتی اشکوں کی برسات برساتی رہی جب یہ سارے موتی بہتے بہتے ایک دھارے کی شکل اختیار کر گئے تو آپ نے وما علینا الا البلاغ کا آخری جملہ ارشاد فرما کر عاشقان مصطفےٰ ﷺ کو درود و سلام پیش کرنے کا حکم ارشاد فرمایا

درود و سلام کے بعد دعا ہوئی اور یوں یہ لمحہ دنیاء عشق و مستی کے ایک نئے باب کا اضافہ فرما کر تاریخ میں امر ہو گیا

بولو! کچھ کہو! کوئی ایسا خطیب 'کوئی ایسا مقرر 'کوئی ایسا مبلغ نظر میں ہے۔ وہ خطیب ہی نہیں تھا' وہ شیخ القرآن بھی تھا' وہ ابو الحقائق بھی تھا' وہ پیر بھی تھا' وہ فقیر بھی تھا' وہ محبت رسول ﷺ کا پیکر جمیل بھی تھا' وہ تخلیق پاکستان کے مسافروں میں " السابقون الاولون " کا تاج پہننے والا تھا۔ میرے دل کی دھڑکنوں میرے کانوں کی سماعت اور میری آنکھوں کے نور میں سمانے والا کل بھی میری محبت کا مرکز تھا' آج بھی ہے کروڑوں رحمتوں کا سایہ اسے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

دل کو تھاما' ان کا دامن تھام کے
اپنے دونوں ہاتھ نکلے کام کے

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حضرت شیخ القرآن ابوالحقائق علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ سحر بیان خطیب ' قادر الکلام مقرر ' بے باک عالم دین ' قرآن و حدیث اور علوم دینیہ کے متبحر فاضل تھے علمی اور تحقیقی گفتگو کے ساتھ خوش بیانی بہت کم کسی شخصیت میں جمع ہوتی ہے لیکن علامہ ہزارویؒ میں یہ دونوں وصف بدرجہ اتم موجود تھے، بڑے بڑے علماء ان کے خطابات دم بخود ہو کر سنتے اور عوام الناس ہمہ تن گوش ہوتے تھے، ان کی طبیعت میں بلا کا سوز و گداز تھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا، انہیں مشکل سے مشکل مسائل نہایت عام فہم انداز میں بیان کرنے کا کامل ملکہ حاصل تھا موری دروازہ لاہور کے بیرونی باغ میں رمضان المبارک کے ہر اتوار کو آپ کا خطاب ہوتا تھا، میری طرح دوسرے سینکڑوں افراد کھڑے کھڑے آپ کا طویل خطاب سنتے تھے، ایک دفعہ فرمایا' ہم کہتے ہیں یہ درخت ہے' یہ لاؤڈ سپیکر ہے' یہ مائیکروفون ہے' یہ تو درخت ہوا' یہ لاؤڈ سپیکر ہوا' اور یہ ہے کیا ہے ؟ پھر اپنے مخصوص انداز میں فرمایا " یہ ہے ہی تو ہے اور ہے کیا " ؟ مسلہ وحدۃ الوجود اس عام فہم انداز

میں بیان کرنے کے بعد فرمانے لگے صوفیو! ذرا غور سے سنو میں کیا کہہ گیا ہوں؟

اللہ تعالیٰ نے انہیں وجاہت اور محبوبیت کا بڑا وافر حصہ عطا فرمایا تھا اسی لئے احباب ان کی سخت سے سخت باتیں بھی خندہ پیشانی سے برداشت کر جاتے تھے اس کے برعکس بعض اوقات تواضع کا اظہار بھی بڑے دلکش پیرائے میں کر جاتے تھے، جامع نظامیہ رضویہ لاہور کے اجلاس میں ایک صاحب نے پر شکوہ الفاظ کے ساتھ آپ کا تعارف کرایا آپ نے خطبہ پڑھنے کے بعد فرمایا "میں بڑا تو نہیں ہوں لیکن " کَبَّرَنِی مَوْتُ الْکُبَرَاء "بڑے لوگ دنیا سے چلے گئے تو لوگوں نے ہمیں بڑا سمجھ لیا۔ اس میں لطافت یہ تھی کہ یہ نہیں فرمایا کہ ہم بڑے بن گئے بلکہ فرمایا کہ لوگوں نے ہمیں بڑا سمجھ لیا۔

حضرت علامہ ہزارویؒ کا حافظہ غضب کا تھا، درس و تدریس کا سلسلہ ایک عرصہ سے ترک کیا ہوا تھا اس کے باوجود منطق و فلسفہ کی اصطلاحات نوک زبان پر رہتی تھیں۔ ایک دفعہ معراج شریف کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے قبض زمان اور بسط زمان پر گفتگو کر رہے تھے کسی نے پرچہ بھیج کر پوچھا یہ کس نے لکھا ہے؟ علامہ ہزاروی نے تفسیر کبیر کا حوالہ دیا اور ساتھ چند اور کتب سے بھی تفصیلی حوالے دیئے۔ راقم الحروف کو بہت دفعہ آپ کی تقریر سننے کے مواقع ملے اور ہر دفعہ عقیدت و محبت کو جلا ملی، چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

☆ انسان آئینہ خریدتے وقت آئینے کو دیکھتا ہے کہ آئینے کو دیکھتا ہے اور گھر آکر آئینے کو دیکھتا ہے کہ اس میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ اللہ نے نبی اکرم ﷺ کو پیدا کر کے آپ کو دیکھا یعنی آپ کو دیکھا اور شب معراج آپ کو بلا کر دیکھا کہ اس آئینہ میں اپنا جمال دیکھا۔

☆ انسان زمین پر کھڑا ہوتا ہے اور اس کا علم عرش مجید تک پہنچتا ہے، جس ذات اقدس کے قدم عرش مجید پر پہنچے ان کے علم کی رسائی کہاں تک ہو گی۔

☆ نبی اکرم ﷺ بشر بھی ہیں اور نور بھی عرش سے آگے جانا آپ کی بشریت مبارکہ کا اعجاز ہے اور کھانا پینا، ازدواج اور دیگر تعلقات نورانیت کا معجزہ ہیں۔

☆ ایک دفعہ جامعہ رضویہ فیصل آباد میں حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں تقریر

کر رہے تھے کچھ دیر بعد معراج پر گفتگو شروع کی لیکن پھر محدث اعظم کا ذکر شروع کر دیا اجلاس کے بعد کمرے میں جا کر بیٹھے تو فرمانے لگے لوگ کہتے ہیں یکسوئی حاصل نہیں ہوتی لیکن مجھے دوسوئی نہیں حاصل ہوتی معراج شریف کا تذکرہ شروع کیا ذہن پھر محدث اعظم کی طرف چلا گیا۔ اسی مجلس میں ایک قوال آ گیا اسے کچھ سنانے کی فرمائش کی اس نے حضرت امیر خسرو کی ایک غزل سنائی جس کا ایک مصرعہ تھا "تن پیر گشت و آرزوئے دل جواں ہنوز" بار بار یہ مصرعہ سنا اور خود بھی اشکبار آنکھوں کے ساتھ پڑھتے رہے، مجلس پر عجیب کیف چھایا ہوا تھا

☆ ایک دفعہ فرمایا دہلی کے ایک مجذوب "پتے شاہ" کے ذریعے مجھے کشف قبور حاصل ہوا حضرت سلطان اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا تو مجھے ان کے صرف پاؤں دکھائی دیئے حضرت پتے شاہؒ سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا جس نے سلطان الاولیاء کے قدم دیکھے ہیں وہ بڑوں بڑوں کے سر دیکھے گا اور واقعی مجھے کئی بزرگوں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا

☆ دہلی سے واپسی پر جنید ھڑ شریف حاضر ہوا تو حضرت خواجہ گوہر دینؒ نے سفر کے حالات اور مشاہدات کے بارے میں دریافت کیا میں نے دوسری باتیں تو بتا دیں لیکن کشف والا معاملہ گول کر گیا حضرت سائیں گوہر دین صاحبؒ نے کرید کرید کر پوچھا کچھ اور بتاؤ؟ تو بالآخر میں نے کشف کے بارے میں بھی بتا دیا خواجہ صاحب نے فرمایا "یہ تو کچھ بھی نہیں ہے" اور سچ مچ میرے پاس کچھ نہ رہا ان سے تو کچھ نہ کہا البتہ ان کے حجام سے جو حضرت سے کسی قدر بے تکلف تھا کہلوا دیا کہ آپ حضرت صاحب خود تو کچھ دیتے نہیں ہیں جو دوسروں نے دیا تھا وہ بھی سلب کر لیا۔ جب حضرت صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو فرمایا مولانا آپ کا دل ہی ایسا ہو جائے گا کہ تمام امور و حوادثات بغیر کشف کے اس پر عیاں ہو جائیں گے اور یہ کشف کی اعلیٰ قسم ہے۔ پھر خود ہی علامہ ہزارویؒ فرمانے لگے کہ ہم اہل سنت وجماعت کو کشف کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارا سماع موتی پر عقیدہ ہے جو کچھ کہنا ہو حاضر ہو کر کہہ دیا

علامہ ہزارویؒ عموماً کسی شعر یا مصرعے کو بطور موضوع منتخب کر لیتے تھے' اور پوری تقریر میں اس شعر کو بار بار پڑھتے تھے جس سے سامعین کو ہر دفعہ نیا لطف حاصل ہوتا تھا کسی نے

اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا دوسرے علمائے کرام قرآن پاک کی دوسری سورتوں کی تفسیر ہیں اور میں سورۂ الرحمٰن کی تفسیر ہوں۔

جب آپ نے جام شہادت نوش فرمایا راقم اس وقت جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ میں مدرس تھا شہادت کی خبر سن کر شدید صدمہ ہوا اسی وقت حضرت پیر طریقت صاحبزادہ طیب الرحمٰن مدظلہ العالی کے ہمراہ روانہ ہو کر وزیر آباد پہنچا اور نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی راقم اگرچہ شعر و سخن کا ذوق نہیں رکھتا لیکن اس موقع پر جذبات نے اشعار کی صورت اختیار کر لی جو انہی دنوں حضرت علامہ مولانا عبدالحق غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "عقد الجید" کے آخر میں شائع کر دیئے گئے تھے۔

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ سے زیادہ ملاقاتیں تو نہیں ہو سکیں چند بار خطاب سننے کا موقع ملتا رہا ایک دفعہ موچی دروازہ کے باہر باغ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی شان میں ہونے والے جلسہ میں شرکت کی وہاں حضرت علامہ ہزارویؒ کا خطاب دلپذیر سنا بہت متاثر ہوا اور بڑی لذت آئی جو بیان سے باہر ہے مجھے آج بھی ان کا یہ فقرہ یاد ہے فرمایا "ہم اُن کے ساتھ ہیں جو آج بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں" اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی قبر کو منور فرمائے اور ہم سارے حنفیوں کو ایک اور نیک ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی صدر جمعیت علماء پاکستان

حضرت مولانا شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزارویؒ کے ساتھ میرا تعلق تین حیثیت سے تھا اول تحریک پاکستان دوم تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء سوم جمعیت علماء پاکستان میں نظام مصطفےٰ کے نفاذ اور مقام مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے میں نے ان کے ساتھ مل کر کام کیا۔

تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت نے بھرپور حصہ لیا خاص طور پر ۱۹۴۰ء کے قومی انتخابات میں مختلف سلاسل چشتیہ قادریہ نقشبندیہ اور سہروردیہ کے سجادگان نے قائداعظم کے مطالبہ پاکستان کی حمایت کی اس موقع پر آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے سجادہ نشین حضرت پیر بابو جی غلام محی الدین ؒ نے ہندوستان میں دارالسلام پاکستان کے قیام کے لئے جدوجہد کی چونکہ حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی ؒ مرحوم و مغفور اس سلسلہ عالیہ سے وابستہ تھے حضرت پیر مہر علی شاہ ؒ کے حلقہ ارادت میں شامل تھے اس لئے انہوں نے اپنے پیر خانے کی ذمہ داری کو نہایت ہی احسن طریقہ اور جوش و خروش کے ساتھ نبھایا ملک کے طول و عرض میں دورے کیے پاکستان کے لئے ملک بھر میں جو کانفرنسیں منعقد ہوئیں آپ ان میں بھاری جمعیت کے ساتھ شرکت کرتے تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس ۱۹۴۰ء منٹو پارک میں قرارداد لاہور جس کو بعد میں قرارداد پاکستان کا نام دیا گیا علامہ ہزاروی ؒ اپنے احباب و اقربا ارادت مندوں اور برادران طریقت کے عظیم لشکر کے ساتھ شریک ہوئے۔ میں نے بحثیت صدر پنجاب مسلم سٹوڈنس فیڈریشن۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی کانوکیشن کمیٹی میں خلافت پاکستان سکیم پیش کی تھی جس میں خلافت علی منہاج النبوت کا جامع پروگرام دیا گیا تھا حضرت مولانا مرحوم و مغفور نے ہماری سکیم کا دلچسپی سے مطالعہ کیا اور ہمیں ہر ممکن حمایت کا یقین دلایا اس لئے میرے ساتھ ان کا ایک خصوصی برادرانہ اور مخلصانہ تعلق تھا۔

علامہ ہزاروی ؒ نے تحریک پاکستان کو ملک بھر میں کامیاب بنانے کے ساتھ ساتھ وزیر آباد کو خصوصی طور پر مرکز دعوت و ارشاد بنایا اور کئی پبلک جلسوں کا اہتمام کیا مجھے یاد ہے کہ کیبنٹ مشن کے ارکان کے موقع پر جب ہم قائداعظم کے نقطہ نگاہ کی بھرپور اشاعت کر رہے تھے تو مولانا ہزاروی ؒ نے غلہ منڈی وزیر آباد کے وسیع و عریض احاطہ میں ایک بہت بڑا عظیم اور مثالی جلسہ کا اہتمام کیا تھا۔

آپ ۲۶، ۲۷، ۲۸۔ اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس آل انڈیا سنی کانفرنس میں شریک ہوئے خطاب فرمایا اور قیام پاکستان کے بعد اہل سنت کی نمائندہ تنظیم جمعیت علماء پاکستان کے تاسیسی

اجلاس میں شریک ہوئے اور تا حیات جمعیت علماء پاکستان کے مقاصد مقام مصطفےٰ ﷺ اور نفاذ اسلام کے لئے مصروف عمل رہے۔ حضرت شیخ القرآن کی عظمت واخلاص کا اعتراف بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے بھی کیا تھا وہ آپ کی دعوت پر وزیر آباد تشریف لے گئے تھے اور آپ کی جامع مسجد سے ملحقہ گراونڈ میں خطاب فرمایا۔ آپ نے قیام پاکستان کے لئے قربانیاں دیں قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں آپ ایک بے مثال خطیب اور سچے عاشق رسول ہونے کے ساتھ ساتھ ہر ملکی وملی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت میں حضور خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کی سنت مطہرہ کو کتاب الٰہی کے احکام وفرامین کی قطعیت اور ختمیت کو ماخذ آئین وقانون بنانے کے ساتھ ساتھ ختمیت احکام رسالت کو دوسرا ماخذ قانون تسلیم کروانے کے لئے انگریز کے خود ساختہ امیر کی اطاعت کو مسترد کرنے اور تمام اہل اسلام کو جمع کرنے کی تحریک شروع کی تو علامہ ہزارویؒ نے اس تحریک کے مطالبات منوانے کے لئے ملک بھر کا دورہ کیا اور قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اس تحریک کے دوران خصوصی طور پر میری ذات کے ساتھ محبت وابستگی کا یہ عالم تھا کہ جب مجھے سزائے موت ہوئی تو آپ نے سجادہ نشین گولڑہ شریف اور حضرت خواجہ نظام الدینؒ تونسہ شریف کو مل کر اس مقصد کے لئے تیار کیا کہ وہ حکومت وقت کو مجبور کریں کہ وہ میری سزا کی منسوخی کا اعلان کرے۔ میری رہائی کے لئے آپ نے ہر ممکن قربانی کا اعلان کیا مجھے مولانا مرحومؒ نے بتایا تھا کہ ان کی تحریک پر علماء ومشائخ نے کمانڈر انچیف مارشل لا چیف ایڈ منسٹریٹر اور حکومت کے عمائدین پر دباؤ ڈالا گیا۔ بیرون ملک مختلف سربراہان ممالک کو ٹیلی گرام دیئے گئے ان کی مداخلت اور مختلف جرنیلوں کے دباؤ پر میری سزا کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔ مجھے نہایت افسوس ہے کہ موت کے ظالم ہاتھ نے اُن کو ہم سے چھین لیا ورنہ وہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو حکومت کی جانب سے ہمارے مطالبات کی آئینی منظوری کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے جس کے لئے پہلے ۱۹۵۳ پھر ۱۹۷۴میں تحریک چلائی گئی تھی۔

جمعیت علماء پاکستان کے اہم عہدوں پر آپ نے کام کیا مرکزی صدر منتخب ہوئے اور پھر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عظیم الشان سنی کانفرنس منعقد ہونے پر آپ نے اہل سنت کے اتحاد کی خاطر

رضاکارانہ طور پر استعفیٰ دے دیا اس کے باوجود آپ کا مقام ومرتبہ بلند وبالا رہا حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی صدر منتخب ہونے کے بعد آپ سے ہر طرح کا مشورہ کرتے۔ ۱۹۷۰ء میں مجھے جمعیت کا پنجاب کا کنونیئر پھر صدر منتخب کیا گیا تو میں نے حضرت علامہ ہزارویؒ مرحوم ومغفور کے خلف الرشید مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی کو مجلس عاملہ اور شوریٰ کا رکن مقرر کیا تاکہ وہ اپنے والد ماجد کے کارناموں کے تسلسل کو قائم رکھ سکیں۔

دیگر خدمات کے علاوہ مولانا ایک زبردست عالم اجل اور معلم علوم الٰہیات تھے ان کے دورہ تفسیر قرآن مجید میں ہر سال ملک بھر سے علماء وطلباء شامل ہوتے تھے مولانا مرحوم اپنے درس کے ضروری اشارات ونوٹس لکھواتے تھے آج بھی ان نوٹس کو ایک زبردست علمی وتحقیقی حیثیت حاصل ہے۔ درس وتدریس کے علاوہ آپ کی فصاحت وبلاغت اور شہرہ آفاق خطابت کے نقوش آج تک علماء ومحققین کے قلوب میں ثبت ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں خطابت کا وہ ملکہ عطا کیا تھا کہ وہ علمی حقائق کو علماء میں اس طرح سمودیتے تھے کہ علم الیقین، حق الیقین اور عین الیقین کے مراحل طے کرتے تھے آج تک عرس مبارک آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ بھور شریف میں ان کی تقریر دلپذیر کا نقشہ یاد ہے جس میں انہوں نے نفس امارہ کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو ختم کرنے کے لئے نور ایمان وایقان کی ضرورت پر دلائل وبراہین کے انبار لگادیئے تھے۔ آج ہمیں پھر علامہ ہزارویؒ جیسے عاشق رسول اللہ ﷺ کی ضرورت محسوس ہورہی ہے وہ تو علامہ اقبال کے اس شعر کی عملی اور مجسم تصویر تھے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

حضرت شیخ القرآنؒ قرآن وسنت کی بالادستی چاہتے تھے جس کے لئے آپ نے زندگی بھر جدوجہد کی آپ کے متعلق تو حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف نے بڑا عالم دین بننے کی پیشین گوئی کی تھی اور خصوصی دعاؤں سے نوازا تھا اللہ تعالیٰ آپ کے درجات ومراتب بلند فرمائے (آمین) آپ کے وصال کے بعد مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی اپنے والد ماجد کے جانشین بنے ان کی تقریر میں والد محترم کا سارنگ اور شکل وشباہت، گفتگو، چال ڈھال

میں وہی نقشہ موجود ہے میری دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں والد ماجد کا صحیح مقام عطا فرمائے (آمین)

مولانا محمد عبد الشکور رضوی شاہدرہ لاہور

آج کوئی عالم دین اپنے آپ کو مولوی کہلانے کے لئے تیار نہیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت شیخ القرآن استاذ العلماء قبلہ پیر محمد عبد الغفور ہزارویؒ اپنی زندگی میں فخریہ طور پر ارشاد فرمایا کرتے تھے میں مولوی ہوں اور نبی علیہ السلام کا گدا ہوں اور ان کے دین کی خدمت کررہا ہوں آپ علماء کرام کے لئے ایک نمونہ اور مشعل راہ چھوڑ گئے ہیں آپ ہمیشہ علماء کو خودی کا درس دیتے فرماتے تھے دنیا میں زندگی اس انداز سے گذارو کہ دنیا سے جاتے وقت لوگ کہہ اٹھیں کہ واقعی دنیا سے عالم دین چلا گیا ہے آپ نے وزیر آباد کو محبت کا مرکز اور اہل سنت کے لئے نمونہ بنا دیا آج بھی جب وزیر آباد سے گذریں تو کانوں میں یہ صدائیں گونجتی ہیں یہ وہ شہر ہے جہاں ایک عاشق رسول ﷺ نے زندگی گذاری ہے وزیر آباد کی فضائیں اور ہوائیں گواہ ہیں کہ دورہ تفسیر قرآن پاک پڑھانے کا زمانہ آتا تو ملک بھر سے بڑے بڑے علماء اور مشائخ داخلہ لینے کے لئے آپ کے پاس تشریف لاتے اب پاکستان میں اس طرح کا دورہ قرآن پاک کہیں نہیں ملتا جب عشق مصطفےٰ ﷺ کے چشمے جاری ہوتے، قرآن پاک سے شان مصطفےٰ ﷺ پر دلائل کے انبار لگاتے تو علماء حیران ہو جاتے فرماتے میں تمہیں وہ حوالے لکھوا رہا ہوں جس کا فائدہ تمہاری پشتوں کو بھی ہوگا۔ آج بڑے بڑے بے مثال مدرس اور خطیب موجود ہیں مگر ان میں ایک بھی آپ جیسا نہیں۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے جو علم کا چراغ میں نے جلایا ہے اس میں تیل گولڑہ شریف کا پڑا ہوا ہے۔

حضرت صاحبزادہ پیر عبد الصبور ہزاروی منشور آستانہ عالیہ سالک آباد حسن ابدال

میرے استاد محترم اور مخدوم مکرم سید المحققین زبدۃ العارفین استاذ العلماء حجۃ الکاملین علامہ شیخ القرآن ابو الحقائق حضرت پیر محمد عبد الغفور ہزاروی قدس سرہ العزیز کی پروقار

شخصیت ایک جامع اور منفرد حیثیت کی حامل 'نور و بصیرت اور علم و عمل کا حسین شاہکار تھی آپ بڑے معاملہ فہم دور اندیش' ذہین و فطین تھے آپ طبعی طور پر وجیہ 'نفاست پسند 'خوش گفتار اور خوش پوش بزرگ تھے یہ انفرادیت آپ کو علماء کرام اور مشائخ عظام میں ہمیشہ ممتاز رکھتی تھی آپ ذکر و فکر حق گوئی و بیباکی 'تدریس و خطابت اور رشد و ہدایت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اپنے وقت کے بے مثال شعلہ نوا خطیب اور بے نظیر نکتہ آفریں محقق تھے عشق الٰہی کی سرشاریوں' بارگاہ رسالت ﷺ کی سرمستیوں نے ان کی سیرت و کردار میں سورج کی تابناکی اور نگاہوں میں جلال خداوندی کی جھلک پیدا کر دی تھی تبلیغ دین' فقہ کی تعلیم و تدریس مسلک اہل سنت کی پاسبانی اور اصلاح معاشرہ کی تحریک میں گراں قدر خدمات سر انجام دیں سیاسی فضاؤں سے سماجی ماحول تک دین حق کی شمع روشن کیں عشق رسول ﷺ کے نغمے گونجے اور بزرگان دین سے عقیدت کے پھول کھلے اس نیاز مندی میں خلوص و عقیدت کا درجہ اس قدر بلند رہا کہ بدترین دشمن بھی آج تک شیخ محقق اور استاذ مکرم کی مخلصانہ اور فقیرانہ خدمات کے منکر ہونے کی جرأت نہیں کر سکے

برگزیدہ دوراں' قطب زماں 'رازی وقت حضرت اقدس قبلہ شیخ القرآنؒ اپنے دور کی عظیم شخصیات میں سے تھے۔ بندہ مومن کی نمایاں خصوصیات' حق گوئی و بیباکی 'صداقت شعاری انکے کردار کے اجزائے ترکیبی تھے۔ آپ نے زندگی بھر کسی مادی فائدے کے لئے یا دنیاوی طمع و منافع کی خاطر حق و صداقت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا سیاست ہو یا مذہب دونوں میں بے حد نڈر اور بے باک حق آگاہ تھے۔ زندگی کے آخری لمحات تک سید دو عالم حضور نبی اکرم ﷺ صحابہ کرام اہل بیت اطہار اور سرکار غوث اعظمؒ کی محبت لازوال اور عشق بے مثال کی دولت سے مال مال رہے عشق رسول ﷺ اور محبت اہل بیت کے ضمن میں فخریہ فرماتے تھے میری آرزو ہے کہ کارکنان قضا و قدر کیطرف سے مجھے اہل بیت کا میراثی کہہ کر پکارا جائے میرے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کوئی نہ ہوگا پھر مصلح الدین سعدی شیرازیؒ کی الہامی اور مقبول رباعی جھوم جھوم کر ترنم سے پڑھتے۔ ؎

الٰہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایماں کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول من دست و دامان آل رسولؐ

وعظ و تقریر کے دوران شعر خوانی اور والہانہ ترنم ریزی آپکا خاصا اور محبوب انداز تھا سننے والوں پر بھی ایک کیفیت طاری ہو جاتی لیکن خود شیخ القرآنؒ کی کیفیت الفاظ میں مقید نہیں ہو سکتی اور فرماتے "شعر کا تکرار میرے اندر چشتیت کا فیضان ہے اور یہی میرا عمل نجات ہے" خطابت کا انداز انوکھا اور دلپذیر تھا ہر جملے کا محور نبی پاک ﷺ کی ذات گرامی اور ہر شعر کا مرکزی خیال اتباع رسول ﷺ ہوتا تھا۔ آپ زندگی بھر سرکاری درباری مشائخ و علماء کے طلسم سے مسحور نہ ہو سکے کچھ ابن الوقت لوگ جب قبلہ عالم کو حکومت وقت سے تعاون اور سرکاری و درباری مشائخ و علماء کے نقش قدم پر چلنے کا مشورہ دیتے تو آپ مسکرا کر قلندرانہ انداز میں فرماتے یہ ٹھیک ہے۔

قلندر جز دو حرف لا الہ کچھ بھی نہیں رکھتا

فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی

لیکن میرے لئے یہ سادہ لباس اور حجرہ کی چٹائی تخت سلیمان سے بہتر ہے۔

جو بچھ گیا ہو کوچہ دیوار یار میں

اس بوریئے پر تخت سلیمان نثار ہو

طریقت و معرفت کا بیان ہو یا نزاعی مسائل کا ذکر آپکی نقطہ آفرینی ہمیشہ قابل داد ہوتی تھی یوم سیدنا صدیق اکبرؓ کے سلسلے میں ایک جلسہ میں فرمایا "ہم انکو مانتے ہیں جو زندگی بھر حضور ﷺ کے ساتھی رہے اور اب بھی ان کے ساتھ ہیں" علماء و مشائخ عظام بالعموم گولڑہ شریف، جیندھڑ شریف علی پور شریف، شرقپور شریف بالخصوص آپکے طرز بیان حسن ادا اور داد فکر کے شیدائی تھے دربار عالیہ غوثیہ گولڑہ شریف میں ۳۵ سال تک وعظ کہنے کا اعزاز و شرف آپ کا ہی حصہ ہے۔ بڑے اشتیاق و عقیدت سے جیندھڑ شریف حاضر ہوتے اور وہاں کی تقریبات میں شامل ہوتے فرماتے "مجھے یہاں سے وہ دولت اور نعمت حاصل ہوئی جو بادشاہوں کے خزانوں

میں سے نہیں ملتی اور جسکے لئے میں زندگی بھر سرگرداں اور متلاشی رہا" گو آج قبلہ عالمؒ ہم میں جلوہ گر نہیں لیکن انکے فیوض وبرکات کا چشمہ آج بھی جاری وساری ہے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز چشتی خطیب اعظم گوجرانوالہ

خذینہ علم وعرفاں استاذ العلماء ومشائخ رئیس الفلاسفہ شیخ القرآن ابوالحقائق خواجہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتیؒ کا فیض جس طرح آپ کی زندگی میں جاری وساری رہا آج بھی جاری ہے آپ کے پروردہ ہزاروں مدرسین علماء خطباء شیخ الحدیث دنیا بھر میں دین متین کی خدمت پر مامور ہیں میں نے اپنی زندگی میں آپ جیسا ایک بھی مدرس نہیں دیکھا کہ جس کے سامنے بڑے بڑے علماء گھٹنے ٹیکنے میں فخر محسوس کرتے ہوں آج ہماری جماعت میں آپ جیسا کوئی مدرس نہیں ہے جو بیک وقت عالم باعمل، محقق واعظ' پیر' مفتی' محدث مفسر شاعر ادیب فقیہہ منتظم سیاستدان اور سب سے بڑھ کر عاشق رسول ﷺ ہو۔ آپ کا وجود ہماری جماعت کے لئے ایک سند کی حیثیت رکھتا تھا جامع مسجد غوثیہ کے در و دیوار گواہ ہیں یہاں ہزاروں علماء نے آکر وعظ کیے مگر علامہ ہزاروی جیسا وعظ کسی نے نہیں کیا جو سوز اور کیف آپکی تقریر میں ہوتا تھا اسکی نظیر اب ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ میں نے آپ جیسا حسین عالم نہیں دیکھا سفید شلوار قمیض میں ملبوس سر پر خوبصورت پگڑی سجا کر جلسوں میں رونق افروز ہوتے تھے تو علماء دیکھتے تھے تو پکار اٹھتے تھے کہ واقعی سلسلہ چشتیہ کا بدر تاباں طلوع ہوا ہے دبدبہ اور رعب اسقدر تھا کہ میں نے دیکھا بڑی بڑی عظمتوں والے علماء بڑے بڑے مناصب کے حامل مشائخ آپ کے سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے ہیں اور جب خطاب فرماتے تو علماء کا جم غفیر ہوتا تھا سب پر چھا جاتے تھے۔ علماء دینی مسائل کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے ایسے ایسے دلائل سے مسائل حل فرماتے کہ عقلیں دھنگ رہ جاتیں ایک بار گوجرانوالہ میں جلسہ سے خطاب فرما رہے تھے قبر کے اندر کیے جانے والے سوالات کا ذکر ہو رہا تھا ایک شخص نے چٹ دی جس پر لکھا تھا قبر کے سوال میں " ما کنت

تقول فی حق ھذا الرجل" کے سوال میں آپ لوگوں کا موقف ہے کہ نبی علیہ السلام تشریف لاتے ہیں یہاں تولفظ رجل آیا ہے آپ نے کمال فراست سے فوراً فرمایا رجل کا لفظ بھی ہمارے دعوی کی دلیل ہے کہ رجل روح اور جسم دونوں کے مجموعہ پر بولا جاتا ہے معلوم ہوا قبر میں سرکار دو عالم ﷺ کی شبیہ نہیں یا روحانی طور پر نہیں بلکہ روحانی و جسمانی یعنی مع روح و جسم کے تشریف لاتے ہیں

علماء سمجھتے ہیں کہ آپ صرف ایک مدرس، محقق، مدقق، فقیہ، خطیب تھے لیکن میں کہتا ہوں وہ ایک ولی کامل تھے میں آپ کی کرامت کا چشم دید گواہ ہوں۔ آستانہ عالیہ کیلیانوالہ شریف کا سالانہ عرس تھا بڑے بڑے علماء و مشائخ اسٹیج پر جلوہ افروز تھے حضرت خطاب فرمارہے تھے کہ دوران تقریر بارش کے آثار ظاہر ہوئے چاروں طرف سے بادلوں کی گرج چمک کی وجہ سے سب پریشان ہوگئے۔ منتظمین بے چین تھے چند قطرے بارش کے گرے بھی لوگوں نے اٹھنے کی کوشش کی تو حضرت شیخ القرآنؒ نے فرمایا سب بیٹھ جاؤ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں بارش نہیں ہوگی یہ بادل تو سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر پاک سننے آئے ہیں۔ آپ نے جس اطمینان اور سکون بھرے لہجہ میں ارشاد فرمایا علماء حیران ہوگئے آج آپ نے کتنی بڑی بات کہہ دی ہے بارش تو بس شروع ہونے والی ہے لیکن دیکھنے والے حیران و ششدر تھے آپ کا خطاب جاری رہا بادل گرجتے رہے دو گھنٹے سے زائد خطاب فرمایا مگر دورانِ خطاب بارش نہ ہوئی۔

گم گشتگان راہ ہدایت اور کج راہوں کو راہِ راست پر لانا آپکی حیات مبارکہ کا عظیم مشن تھا متعدد بار دیکھا کہ آپ کی تقریر سن کر اجتماع عام میں لوگ کھڑے ہو کر اپنے مسلک سے تائب ہو جاتے یہی وجہ ہے جن احباب نے آپسے اکتسابِ علم کیا وہ تو آپکی عظمت ورفعت کے معترف ہیں، ہی دیگر مسالک کے اہلِ علم کو بھی آپکے سامنے سر تسلیم خم کرتے دیکھا ہے۔

حضرت مولانا عبد الغفار صابری برادر مولانا عبد الحکیم شرف قادری لاہور

از پئے سر دار احمد بازوے بالضرور

یک نگاہ لطف فرما سیدی عبد الغفور

میں نے استادِ محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا سر دار احمدؒ کی خدمت میں دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا آپنے مجھے خصوصی طور پر فرمایاوزیر آباد چلے جاو چنانچہ میں آپ کے حکم پروزیر آباد حاضر ہوااور حضرت شیخ القرآنؒ سے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھا۔

ایک روزدورانِ تدریس حضرت شیخ القرآنؒ نے دورہ تفسیر القرآن مجید کے آغاز کے بارے میں فرمایاکہ میں دورہ حدیث کی غرض سے دھلی گیالیکن طبیعت مطمئن نہ ہوئی ایک روز مولاناسر دار احمد صاحب سے ملاقات ہوئی انھوں نے مجھے بریلی شریف جانے کا مشورہ دیاچنانچہ میں نے حجۃ الاسلام مولاناحامد رضاخاں بریلویؒ کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کئیے ایک روزاستاد گرامی نے طلبہ سے کہاکہ "ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی کوبلاکر لاؤجب میں استاد محترم کے پاس حاضر ہواتو فرمایا"توابوالحقائق" ہے (چنانچہ یہ کنیت مجھے استاد گرامی نے عطاکی)میں اجمیر دارالخیر گیا وہاں مدرسہ معینیہ عثمانیہ میں ایک طالب علم علاقہ پنجاب ضلع گورداسپور کار ہنے والاہے اس کانام سر دار احمد ہے تم اوروہ دونوں جوہر قابل ہومیں امید کرتاہوں جب اپنے اپنے علاقے مین جاؤگے تو دین کی خوب خدمت کروگے" چنانچہ حضرت شیخ القرآنؒ نے فرمایاکہ میں اکثر سوچاکرتاتھاکہ مولاناسر دار احمد صاحب نے تودورہ حدیث شروع کر کے استاد گرامی کافرمان پوراکر دیاہے لیکن میں نے کچھ نہیں کیااس پر آپ نے اپنے مخصوص انداز میں یہ شعر پڑھا۔

ماؤمجنوں یک سبق بودیم دردیوان عشق

اوبصحرا رفت ماور کوچہ ہا رسوا شدیم

فرمایاجب میں نے دورہ تفسیر قرآن پڑھانے کا اعلان کیاتو پہلی ملاقات محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ڈنگہ ضلع گجرات ایک جلسہ میں ہوئی آپ نے مجھے گلے لگالیااور فرمایا مولانا

حجۃالاسلام کا فرمان اب پورا ہو چکا ہے جو طالب علم مجھ سے دورہ حدیث پڑھے گا وہ آپ سے دورہ تفسیر القرآن مجید پڑھے گا

حضرت محدث اعظم اور حضرت شیخ القرآن رحمۃاللہ تعالیٰ دونوں کو حجۃالاسلام مولانا حامد رضا خان بریلویؒ سے خلافت ملی تھی اس لحاظ سے دونوں آپس میں استاد اور پیر بھائی تھے اور ایک دوسرے سے بہت محبت رکھتے تھے ایک مرتبہ حضرت نور شاہ ولیؒ پکی ماڑی فیصل آباد کے دربار اقدس سے متصل مسجد میں حضرت شیخ القرآنؒ نے خطاب کے بعد دعا فرمائی کہ الٰہی اس صاحب مزار کا صدقہ اور ایک ولی کامل جو شہر مین بیٹھا ہے اس کے ماتھے کے نورانی محراب کا صدقہ ہم پر کرم فرما" حضرت محدث اعظمؒ نے بڑے محبت بھرے لہجے میں ہزاروی صاحب کے بارے میں فرمایا "ہزاروی صاحب موجی مولانا ہیں بعض اوقات ایسی بات کر جاتے ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے اور پھر اس طرح دامن بچا کر نکل جاتے ہیں کہ عقل اور بھی حیران ہو جاتی ہے"

حضرت محدث اعظمؒ کے وصال پر رسم قل خوانی پر حضرت شیخ القرآنؒ نے تقریر میں فرمایا پاکستان کے اس حصہ (مغربی پاکستان) میں بریلی کے پڑھے ہوئے تین عالم آئے ہیں ایک محدث اعظم دوسرا اشارہ اپنی طرف اور تیسرے مولانا غلام جان صاحب لاہور والے باقی کوئی امروہے کا پڑھا ہوا ہے کوئی مراد آباد کا تو کوئی دہلی کا۔ فرمایا میری جماعت میں اور بھی شیخ الحدیث ہیں کئی حضرات کے نام لئے لیکن فرمایا جو مقناطیسی قوت محدث اعظمؒ میں تھی وہ اور کہیں نہیں ہے ایک بار مولانا محمد سلیمؒ کی مسجد جھال خانو آنہ والا میں تقریر کرتے ہوئے صاجبزادہ قاضی محمد فضل رسول صاحب اور ان کے بھائی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا میں ان کی عزت اس لئے کرتا ہوں "وکان ابوھما صٰلحاً"

حضرت شیخ القرآنؒ نے فرمایا ۱۹۳۴ء میں جب مسجد وزیر خاں میں دیوبندیوں سے حفظ الایمان کی عبارت پر مناظرہ ہوا مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کو آنا تھا۔ مگر نہ آئے اہل سنت کی طرف سے مولانا حشمت علی خاں مناظر طے پائے۔ اس موقع پر حضرت صدر الشریعہ نے مجھے (شیخ القرآن) فرمایا مولوی حشمت علی کو مناظرہ رشیدیہ کا تکرار کراؤ اور ساتھ فرمایا اگر آج مولانا

سر دار احمد یہاں ہوتے تو یہ تکرار کرانے کے لئے اُن سے کہتا۔ ان واقعات سے ان بزرگوں کے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ استاد کی نظر میں ان کا مرتبہ کتنا بلند تھا۔ اور باہمی طور پر ایک دوسرے سے کس قدر محبت کرتے تھے۔ حضرت شیخ القرآن تو بیک وقت مفسر قرآن' مناظر' مفکر' مدبر' مقرر' صوفی' خوش اخلاق' خوش مزاج اور تمام صفات حسنہ بدرجہ اتم آپ میں موجود تھیں جب بھی دیکھا آپ خوش نظر آئے اور ہمیشہ خوش آوازی کو پسند فرمایا۔

ممتاز صحافی عبد الکریم شورش کاشمیری مدیر ہفت روزہ چٹان لاہور

حضرت مولانا محمد عبد الغفور ہزارویؒ خطیب جامع مسجد وزیر آباد بہت سی خوبیوں کے مالک تھے ان سے ذاتی نیاز تو نہیں تھا بس ایک آدھ دفعہ کی سرسری ملاقات تھی وہ بھی مولانا ظفر علی خاں کے زمانے میں ہم مولانا کے عقیدت کیش تھے وہ مولانا کے نیاز مند تھے مولانا بھی ان سے محبت کرتے تھے ان کے متعلق چند شعر بھی لکھے ہیں جو اس وقت حافظہ میں نہیں آرہے ہیں اتحاد ملت میں وہ مولانا کے ساتھ رہے مولانا لیگ میں شامل ہوئے تو وہ بھی لیگ میں چلے گئے اور تحریک پاکستان کے دوران خطابت کی دلنشینی سے لوگوں کو مسحور کرتے رہے مسلکاً بریلوی مکتب فکر کے جید علماء میں شمار ہوتے تھے لیکن ہر مسلک کے لوگوں میں ان کے لئے احترام و محبت کے جذبات رہے مسلمانوں میں سوشلزم کے متعلق مدافعت کا جو شعور اور جذبہ ابھر کر متشکل ہو تا رہا وہ بھی اس جذبے اور شعور کے ابھارنے والوں میں شامل رہے اس سلسلہ میں وزیر آباد کے گرد و نواح کی آبادیاں ان کی شکر گذار تھیں۔

مولانا محمد عبد الغفور ہزارویؒ ملک کے ان پرجوش اور مخلص علماء میں سے تھے جو ہر ملی تحریک میں پیش پیش رہے وہ بڑے زندہ دل اور شگفتہ آدمی تھے مگر حمیت اسلامی میں شمشیر برہنہ مصالح ذاتی پر مصالح قومی کو ترجیح دیتے تھے فتنہ و فساد اور جنگ اقتدار سے گریزاں رہتے تھے جب بھی ان کی جماعت پر غلط فضا طاری ہوئی وہ اس سے الگ ہو کر درس و تدریس میں لگ جاتے رہے

اس آخری دور میں ایسے علماء کا وجود مغتنم ہے وہ بھی مغتنمات روزگار میں سے تھے ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے بہت اجر ہے وہ بارگاہ ایزدی سے اس کا بہت صلہ پائیں گے خدا تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے (آمین)

جناب قاضی عبدالمصطفیٰ کامل روزنامہ نوائے وقت لاہور

شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ ان نادر روزگار شخصیتوں میں سے تھے جو کسی قوم میں صدیوں کے بعد پیدا ہوتی ہیں آپ بلند پایہ خطیب تھے زبان میں بلا کا جادو اور لہجے میں شہد کی سی شیرینی تھی۔ ان کی تقریر عشق مصطفےٰ ﷺ کے سوز میں ڈوبی ہوتی تھی دوران تقریر پورے مجمع پر ایک ایسا سحر طاری کر دیتے کہ ہر نفس ان کے آگے مسخر معلوم ہوتا۔ ان کو سامعین کے جذبات پر اس طرح قابو تھا کہ وہ انہیں موضوع کی مناسبت سے بیک وقت ہنسا بھی لیتے اور رلا بھی لیتے ان کی تقریر کے دوران سامعین کو بور ہونے کا موقع کبھی نہ آتا تھا بلکہ لطف وکیف کا ایسا سماں بندھ جاتا تھا کہ وہ گھنٹوں بولتے رہتے اور سننے والے وجد کرتے رہتے آپ کی تقریر کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ افسانوی قصے کہانیوں کی بجائے قرآن وحدیث کی بات کرتے اسوہ رسول پیش کرتے صحابہ کرام کے واقعات حالات زندگی سناتے یا آئمہ کرام اور بزرگان دین کی تبلیغی کاوشوں سے مثالیں پیش کرتے تصوف کی طرف آپ کا رجحان نمایاں تھا اور یہ پہلو آپ کی تقریروں میں بھی جھلکتا تھا سلوک کی راہ میں پہلا درس توجہ کا ایک نقطے پر مرکوز کرنا ہوتا ہے اور علامہ ہزارویؒ اپنے سامعین کی توجہ دوران تقریر ہمیشہ ایک مرکز پر باندھے رکھتے یوں ان کی تقریر سننے والے غیر شعوری طور پر سکون قلب اور ایک روحانی کیف اور شگفتگی لے کر واپس آتے مثلاً اپنی تقریر کے دوران ایک شعر کو ساری تقریر کا مرکز بنا لیتے اور مضمون کی مختلف وسعتوں اور جہتوں میں گھومتے ہوئے بار بار اس شعر پر آتے اور ہر بار جب وہ شعر پڑھتے تو خود بھی وجد میں بے خود سے معلوم ہوتے اور سارا مجمع بھی کیف وسرور کی فضا سے لبریز ہوتا ہر بار جب آپ شعر پڑھتے یہی کیفیت پیدا ہوتی تقریر

میں قرآنی آیات پڑھنے کا انداز منفرد اور نہایت دلکش تھا الغرض وہ ایک صاحب طرز جادو بیاں خطیب تھے۔

علامہ ہزارویؒ کا ایک وصف یہ بھی تھا کہ حالات حاضرہ سے باخبر رہتے ملک کی سیاسی صور تحال قومی مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار مجلسی گفتگوؤں میں بھی اور عوامی اجتماعات میں بھی کیا کرتے تھے نئی معلومات حاصل کرنے اور وقت کے نئے تقاضوں کے چیلنج قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے مسائل اور نظریات پر تازہ لٹریچر کا مطالعہ بھی کرتے مجھے یاد پڑتا ہے کہ وزیر آباد میں اپنے مکان پر چند خصوصی احباب کو دوران گفتگو بتایا کہ میں نے سوشلزم کے موضوع پر تمام ضروری لٹریچر کا مطالعہ کر لیا ہے آخری دو سال آپ کی تقریر سننے والے اور بیانات پڑھنے والوں کو اس بات کا اندازہ ہو گا کہ سوشلزم کے رد میں آپ کی گفتگو کتنی موثر اور جامع ہوتی تھی آپ کو کئی سوشلسٹ مولویوں اور لیڈروں نے بڑی بڑی پیش کش کیں لیکن آپ کا یہی جواب ہوتا کہ وہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہیں چھوڑ سکتے غالباً اکتوبر، نومبر ۱۹۶۹ میں جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں احبابؓ کی ایک مجلس میں فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ سوشلزم اور اسلام کی موجودہ کش مکش میں سوشلزم تو ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد یہ فتنہ نئے حربوں کے ساتھ شدت سے سر اٹھائے گا اس لئے میرا ارادہ ہے کہ اب چند برس بیٹھ کر ایسے ٹھوس عالم تیار کر جاؤں جو کم از کم آئیندہ پچاس برس تک سوشلزم کے خلاف نبرد آزما سکیں اور ملک کو سوشلزم سے بچا سکیں۔

آپ محکمہ اوقاف کے سخت خلاف تھے اور اس کی موجودہ ہیت کو نص قطعی کے خلاف سمجھتے تھے اپنی نجی مجلسوں میں کہا کرتے تھے کہ ایوب خاں نے محکمہ اوقاف قائم کر کے سوشلزم کی طرف پہلا قدم اٹھایا ہے اور دین کو قومیانے اور سرکاری بنانے کی سازش ہے خصوصاً جب سے اس محکمہ کی سربراہی پر یادش بخیر مسعود صاحب براجمان ہوئے آپؒ بہت مضطرب تھے وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ علمائے حق پر محکمہ اوقاف کی زیادتیاں بڑھتی گئی اور علامہ ہزارویؒ کی تقریروں میں بھی محکمہ اوقاف پر تنقید شدت اختیار کر گئی آپ کی تقریر کا ایک جملہ تاریخی محاورہ بن گیا تھا آپ نے کہا تھا "محکمہ اوقاف کو شریعت کے مطابق موڑ دو یا پھر اسے توڑ دو"

حضرت مولانا قاضی عبدالنبی کوکب رحمۃ اللہ علیہ لاہور

حضرت مولانا ابوالحقائق پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ کے وصال پا جانے سے سینوں کا قافلہ یتیم ہوگیا ہے آپ ایک تبحر عالم' تحریک پاکستان کے نڈر مجاہد اور لاثانی خطیب تھے قائداعظم اور لیاقت علی خاں کے ہمراہ پاکستان کے قیام کے لئے ساری عمر تبلیغ ووعظ کرتے رہے زندگی کے آخری آیام میں ایوب اور سوشلزم کے خلاف خلوص اور جذبہ کے ساتھ علماء حق کی قیادت سنبھالی اور جو ولولہ انگیز تقریریں کیں ان کی یاد برسوں ہمارے دلوں کو گرماتی رہے گی اس دور میں جبکہ لادینی تحریکیں سر اٹھارہی ہیں قوم کو آپ کی رہنمائی کی سخت ضرورت تھی ۔

حضرت مفتی عبدالواحد عباسی سکندریؒ مدرسہ قادریہ سکندریہ سکھر سندھ

مجاہد تحریک پاکستان وتحریک ختم نبوت ابوالحقائق علامہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی نظامی قادری گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ محتاج تعارف نہیں ہیں آپ اہل سنت کی عظیم الشان علمی شخصیت اور ملی اکابرین میں سرفہرست ہیں جہاں تک حضرت سے میری پہلی ملاقات کا تعلق ہے وہ ۱۹۶۰ء میں شہر سکھرباب الاسلام سندھ میں ہوئی اس وقت میں عربی کا ابتدائی طالب علم تھا آپ کی شخصیت کا چرچا سن کر آپ کی تقریر سننے کے لئے حاضر ہوا جیسا نام سنا اس سے کہیں زیادہ پایا آپ کی تقریر دو حصوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی پہلا حصہ خالص علم کے لئے علمی تحقیقات مثلاً نحو' منطق اور فلسفہ وتصوف اور علم الکلام کے نکات پر مشتمل ہوتا تھا اور دوسرا حصہ جذب' ذوق' محبت' عشق مصطفی ﷺ اور وجدانی کیفیت سے بھرا ہوا ہوتا یہاں تک کہ مرد' عورت اور چھوٹا بڑا تقریر سن کر جھوم اٹھتا آپ اپنی تقریر میں ترنم کے ساتھ اشعار پڑھتے اور فرماتے اب میں ھجے کرتا ہوں تاکہ چھوٹا بڑا محظوظ ہو اور سب کو سمجھ آجائے

ایک مرتبہ آپ کے خطاب سے پہلے ضلع سکھر کے ای۔ڈی۔ایم جو مکتبہ فکر دیوبند سے تعلق رکھتے تھے مخالفوں کے ایما پر آپ کی تقریر سے پہلے لمبی چوڑی تمہید باندھ کر نماز روزہ اور

اصلاح احوال کے بہانے حضرت کا وقت ضائع کرنے لگا جب آپ خطاب فرمانے لگے تو اس افسر پر ایسے برسے کہ شرم کے مارے افسر نے سر جھکا لیا اور آپ کی تقریر ختم ہونے پر معذرت مانگ لی اور آپ کا مرید ہو گیا۔ سکھر میں آپ کا خطاب تین تین چار چار روز مسلسل جاری رہتا تھا الغرض علامہ ہزارویؒ سکھر والوں کے محبوب ترین خطیب اور انقلاب برپا کرنے والے فاضل تھے۔

صاحبزادہ پیر عتیق الرحمٰن فیض پوری آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف میرپور

حضرت شیخ القرآنؒ کے ساتھ ہمارا کئی طرح کا تعلق ہے میرے لئے یہ تعلق حرف آخر ہے کہ جب آپ قیام پاکستان سے قبل گجرات شہر میں درس و تدریس کے فرائض ادا فرما رہے تھے تو میرے والد گرامی قدر نے آپ کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کئے تھے میرے والد ماجد حضرت شیخ القرآن ابو الحقائقؒ کا بے حد احترام کرتے تھے ان کی درخواست پر آپ اکثر و بیشتر اور ۱۹۶۴ سے ۱۹۷۰ تک مسلسل سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ ڈھانگری شریف تشریف لاتے رہے۔ اُستاد آج بھی بہت ہیں اللہ تعالیٰ سب اہل نظر و اساتذہ کرام کو زندہ و سلامت رکھے میرے والد شاگرد ہونے کے ناطے سے اپنے استاد مکرم کا اس قدر ادب و احترام کرتے عرس مبارک کے اختتام پر آپ کو الوداع کہنے کے لئے باہر کافی دور تک ساتھ ساتھ چلتے اور اس وقت تک واپس تشریف نہ لاتے جب تک آپ کی سواری نظر آتی رہتی۔ مجھے بڑی اچھی طرح سے یاد ہے کہ ایک مقام پر جلسہ ہو رہا تھا میرے والد مکرم تشریف فرما تھے ایک مقرر تقریر کر رہے تھے دوران گفتگو اُس مقرر نے حضرت شیخ القرآنؒ کا ذکر کیا اس نے آپ کے نام کے ساتھ حضرت اور صاحب کے الفاظ بھی بولے تھے میرے والد ماجد نے اسی وقت فرمایا جو حضرت کا تعارف ان کی شایان شان نہیں کراتا وہ میرے سامنے نہ بیٹھے اٹھ کر میری مجلس سے نکل جائے۔

آپ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ جن کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے والے نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام میں موجود ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تقریر ایک کمال و فن

ہے جسے اللہ تعالیٰ چاہے نواز دیتا ہے آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس کمال سے خوب نوازا میں آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کا خطاب سنا کرتا تھا آپ کے خطاب کو سننے کے لئے علماء بھی آتے اور عوام بھی جوق در جوق آتے جس نے ایک بار آپ کا خطاب سن لیا وہ مرتے دم تک اسے یاد کرتا ہے ہندوستان میں بڑے بڑے مقرر گذرے ہیں آج بھی ان کا بڑا شور ہے لیکن مولانا ظفر علی خاں نے اس شعر کے بعد ؂

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفورؒ کا

چشمہ ابل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

بڑے تدبر، تفکر اور سوچ کے بعد یہ بھی کہا تھا ؂

بند اس کے سامنے ہے ناطقہ بخاری کا

کیا اس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا

آپ چشتی ہیں لیکن آپ کے پاس چاروں سلاسل ہیں میں بجا طور پر یہ کہتا ہوں کہ آپ اس شخصیت کے مالک تھے کہ جس اسٹیج پر تشریف لے جاتے خواہ چشتیوں کا ہو نقشبندیوں، سہروردیوں یا قادریوں کا ہو ہر ایک آپ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور آپ کی بارگاہ میں ہدیہ سلام پیش کرتا تھا۔ ایک بات آپ کے اندر بڑی نمایاں تھی کہ آپ اپنی نسبت اور عقیدہ کا بھرپور طور پر اظہار فرماتے تھے آپ کے یہ الفاظ میں نے کئی بار سنے فرماتے تھے "یہ کمال تاجدار گولڑہ اور مجدد بریلوی کا ہے"

اگست ۱۹۶۴ء میں میرے جد امجد کے چہلم کے موقع پر آپ نے جو تقریر ارشاد فرمائی اس وقت سے لے کر آج تک ہمارے خاندان کے تمام احباب کو آپ کی تقریر کا ایک ایک جملہ یاد ہے اس روز آپ کے خطاب فرمانے کا انداز بڑا ہی منفرد اور جامع تھا ہمارے اسٹیج پر دو تقاریر نمایاں ہوا کرتی تھیں ایک مناظر اعظم مولانا محمد عمر اچھرویؒ دوسری اور آخری تقریر آپ ارشاد فرماتے تھے مجھے آج بھی وہ گفتگو یاد ہے جو ان دونوں بزرگوں کے درمیان اسٹیج پر خطاب سے قبل

ہوئی تھی وہ سارے مناظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہیں مسلک اور عقائد اہل سنت کی جس انداز سے اشاعت فرماتے وہ انہی کا حصہ ہے آج جتنے بھی اہل علم اور اہل نظر ہیں تبلیغ دین' اشاعت علم واسلام کیئے انہیں اس اخلاص اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرنا چاہیے جو آپ کے اندر پایا جاتا تھا۔

جہلم میں مہاجرین کی بستی میں سید حبیب اللہ شاہ صاحب جن کا وصال ۱۹۹۳ میں ہوا مجھے خود انہوں نے یہ واقعہ حضرت شیخ القرآنؒ کی ہزارہ کی زبان میں سنایا تھا اسی بستی میں شاہ صاحب نے جلسہ کا اہتمام فرمایا حضرت نے خطاب فرمانا تھا آپ حسب وعدہ جہلم بس سٹاپ پر پہنچ گئے مگر شاہ صاحب کی طرف سے وعدہ کے مطابق لینے کے لئے کوئی بھی وقت مقررہ پر وہاں موجود نہ تھا آپ انتظار کرتے رہے کافی تاخیر سے سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے بھائی سید عبداللہ شاہ آزاد جو آزاد کشمیر کے وزیر بھی رہ چکے ہیں بس سٹاپ پر پہنچے تو حضرت نے فرمایا "بھائی تم لوگ وقت مقررہ پر یہاں نہیں آئے میں خاصی دیر سے انتظار کر رہا تھا اب میں واپس جاؤں گا" سید عبداللہ شاہ صاحب واپس آئے اور معاملہ سے سید حبیب اللہ شاہ صاحب کو آگاہ کیا تو انہوں نے کہا میں جا کر لے آتا ہوں عبداللہ شاہ صاحب نے کہا وہ اب نہیں آئیں گے سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے کہا میں ضرور لے کر آؤں گا چنانچہ وہ فوراً بس سٹاپ پر آئے تو دیکھا کہ آپ بس پر سوار ہو رہے ہیں سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے عرض کیا حضرت میں آپ کو لینے کے لئے آیا ہوں فرمانے لگے جو پہلے آئے تھے کیا وہ بیوقوف تھے جو اب تم آئے ہو۔ حبیب اللہ شاہ صاحب نے عرض کیا میرے پاس ایک بات ہے آپ ضرور ہمارے ساتھ چلیں گے فرمانے لگے کیا بات ہے تو سید حبیب اللہ شاہ صاحب نے کہا "میں سید ہوں آپ کو میرے ساتھ جانا پڑے گا" یہ کہنے کی دیر تھی میں سید ہوں آپ نے اپنے کندھوں پر پڑے ہوئے رومال کے دونوں کونے پکڑے اور فرمایا اچھا اے سید اگر یہ بات ہے تو مجھے یہاں سے پکڑ کر لے چل چنانچہ آپ نے وہاں جلسہ سے خطاب فرمایا۔

حضرت مولانا علی احمد سندیلوی منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور

ملت اسلام نے بخشے ہمیں وہ دیدہ ور   جن کی خاک پا کے آگے گرد ہیں شمس و قمر
سرمہ چشم یقین ہے ان کے پاؤں کا غبار   چومتے ہیں ان کی خاک رہ گذر کو تاجدار

سرزمین بر صغیر نے بڑے بڑے اکابر علماء و صلحاء اور دانشوران امت کو پیدا کیا جن کی علمی، دینی، اصلاحی اور تبلیغی خدمات تاریخ بر صغیر کے زریں ابواب میں رہتی دنیا تک ان کی عظیم الشان خدمات کی یاد دلاتی رہیں گی اور آنے والی نسلیں بجا طور پر ان پر فخر کریں گی۔ انہی نمایاں علماء امت میں حضرت شیخ المشائخ، استاذ الاساتذہ، امام المتکلمین، شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ مولانا پیر محمد عبد الغفور ہزاروی چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ ہیں میرے لئے یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ ایسے جلیل القدر عالم دین کے بارے میں لکھوں گا جس کو اللہ تعالیٰ نے قلعہ اسلام کا محافظ بنایا تھا جس کی ذات سے حق و صداقت کو فتح و نصرت حاصل ہوئی جس کی عالمانہ بصیرت سے شکوک و شبہات کا ازالہ ہوا اور جس نے اسلام کی وکالت و حمایت کا فرض ان حالات مین انجام دیا جس وقت اس طرح کا کام اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا

حضرت شیخ القرآنؒ چودہویں صدی کی ان اہم شخصیتوں میں سے ہیں جن کی علمی اور فکری محاذ پر ولولہ انگیز فتوحات کو تاریخ ساز کارنامہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ اپنے عہد کے ایک متبحر عالم دین، ایک ممتاز محدث اور بے مثال مناظر تھے۔ آپ کا دور غیر معمولی عصری تقاضوں کے بڑے انسانوں کا دور تھا اُن بڑے انسانوں کے درمیان آپ خود ایک بہت بڑے انسان تھے۔ آپ کے علمی مطالعہ میں جو وسعت اور خدمت دین کا جذبہ۔ اس میں بالیدگی و قوت تھی۔ کتب کے متون و حواشی ان کے متعلق علمی مباحث پر جو ذہنی دسترس اور جرح و تعدیل کے علمی ضابطوں اور تحقیقی اصولوں پر جو بصیرت آپ کو حاصل تھی وہ ہر دور میں صرف خواص کا حصہ رہی ہے بلاشبہ آپ کا شمار انہی خاصان امت میں ہوتا ہے۔

راقم الحروف کو ۱۹۶۵ء میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب فیوض و برکات کا

موقع ملا حضرت شیخ القرآنؒ کی زیارت تو پہلے بھی کئی مرتبہ کی تھی مگر آپ کی ہمہ گیر اور جامع العلوم شخصیت کے گہرے اثرات آپ کے درس میں شامل ہونے پر قلب صمیم پر مرتب ہوئے

آپ خوش پوشاک اور نظیف الطبع تھے اللہ تعالیٰ نے حسن وجمال سے بہرہ وافر آپکو عطا فرمایا تھا اپنے بارعب چہرہ مبارک اور باوقار شخصیت کے ساتھ مجلس درس میں تشریف لاتے اور سکون واطمینان کے ساتھ اپنی نشست پر رونق افروز ہو جاتے درس قرآن کریم کا آغاز فرماتے تو "کان علی روسهم الطیر" کا منظر قابل دید ہوتا تھا سب حاضرین آپ کی تقریر کی طرف ہمہ تن گوش ہو جاتے۔ دوران درس طلبہ جس قدر بھی سوالات کرتے آپ ان کے تسلی بخش جواب عنایت فرماتے ان میں سے کچھ سوال موضوع سے غیر متعلق بھی ہوتے مگر آپ خندہ پیشانی سے ان کے بھی جواب دیتے مقصد یہ ہوتا کہ طلبہ کو مسائل کماحقہ ذہن نشین ہو جائیں اور کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے لیکن اگر کوئی طالب علم آپ کا امتحان لینے کے لئے سوال کرتا بالخصوص جب ایسا طالب علم غلط حوالہ دیتا تو اس کی خوب گت بناتے آپ کو علوم اسلامیہ کی امہات کتب کے علاوہ تصوف ومعقولات کی کتب کے حواشی تک یاد تھے ایک دن دوران درس ایک طالب علم غلام رسول نے آپ سے ایک سوال کیا آپ نے پوچھا یہ بات کہاں لکھی ہوئی ہے تو اس نے کہا "مسلم الثبوت" کے فلاں صفحہ کے حاشیے پر آپ نے فرمایا وہاں نہیں لکھی ہوئی اور کتاب منگوا کر دکھا بھی دیا وہاں قطعاً اس طرف اشارہ تک نہ تھا۔

آپ کی مجلس درس کا رنگ علمی وتحقیقی ہوتا سائل کے سوال کا مدلل وشافی جواب دیتے اور مطمئن فرماتے اگر سوال جاندار ہوتا تو طالب علم کی تحسین فرماتے اور ایسا جواب دیتے کہ بحث وتحقیق کے بعد بہت سے گوشے واضع اور منقح ہو کر سامنے آجاتے۔ طلبہ سے بے تکلفانہ خطاب فرماتے اور بحکم حدیث "انما انا لکم مثل الوالد لولده" انتہائی شفقت ومحبت سے پیش آتے ایسا محسوس ہوتا کہ ایک مشفق باپ اپنی اولاد سے گفتگو کر رہا ہے حضرت شیخ القرآنؒ کے علمی تبحر کی بنا پر درس قرآن کریم صرف علوم قرآن تک ہی محدود نہ ہوتا بلکہ ضمناً لطیف نسبتوں کے ساتھ ہر علم وفن کی بحث ہوتی اگر معنی وبلاغت کی بحث کرتے تو محسوس ہوتا کہ علم معانی کا یہ مسئلہ واضح

نے اسی آیت کے لئے وضع کیا ہے معقولات کی بحث چل نکلتی اور آپ کسی معقولی مسئلہ کا رد فرماتے تو اندازہ ہوتا گویا یہ آیت معقولات کے اس مسئلہ کی تردید کے لئے قلب نبوی ﷺ پر نازل ہوئی ہے غرض نقلی وروایتی فنون میں نقل و عقل دونوں کی تشفی ہوتی کہ تحقیق و تفسیر کے علاوہ فنی مسئلہ بھی فی نفسہ پوری وضاحت سے واضح ہو کر سامنے آجاتا۔

حضرت شیخ القرآنؒ جس طرح امام العلماء تھے امام الصوفیاء بھی تھے مسائل تصوف میں آپ کو اجتہاد کا درجہ حاصل تھا لوگوں کو صوفیانہ موشگافیوں میں نہیں الجھاتے تھے بلکہ عام فہم انداز میں تصوف کا مشکل ترین مسئلہ ان پڑھوں تک کو سمجھا دیتے۔

آپ ایک جامع الصفات شخصیت کے مالک تھے آپ کا بچپن معصوم تھا' جوانی محفوظ تھی' بڑھاپا عبادت وریاضت کا شباب تھا زندگی کا سفر مثل آفتاب تھا۔ آپ کا عزم مثل کوھسار تھا' نطق گہربار تھا' کلام باوقار تھا' علم بحر بے کنار تھا' عمل گلشن بہار تھا' کردار غیرت وحیا کا آئینہ دار تھا' آپ کے چہرے پر وجاہت تھی' اداؤں میں متانت تھی' فطرت میں شجاعت تھی' ہاتھوں میں سخاوت تھی' ارادوں میں استقامت تھی' مزاج میں لطافت تھی۔ علامہ ہزارویؒ اخلاق واوصاف کا ایک گلدستہ تھے جس میں نظافت ونفاست کی کلیاں تھیں۔ نجابت وشرافت کے پھول تھے' خندہ جبینی اور خوش مزاجی کے گلاب تھے' طبیعت میں وفا تھی' لبوں پر ہر کسی کے لئے دعا تھی' آنکھوں میں حیا تھی۔ چشم بینا رکھنے والوں نے ان کی صورت میں امام ابو حنیفہؒ کی فقاہت دیکھی امام مالکؒ کا ادب واحترام' امام احمد بن حنبلؒ کی استقامت' امام رازیؒ کی مناظرانہ صلاحیت' اور جرجانی وزمخشریؒ کی وسعت نظری دیکھی اور دیکھنے والے پکار اٹھے

ولیس علی اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی واحد

آخر کچھ تو اوصاف حمیدہ تھے ہمارے شیخ رحمۃ اللہ علیہ میں جن کو دیکھ کر تاجدار صحافت مولانا ظفر علی خاں وجد میں پکار اٹھے ؎

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفورؒ کا
چشمہ ابل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

شہزادہ محدث اعظم حضرت غازی محمد فضل احمد صاحب رضویؒ

حضرت علامہ شیخ القرآن ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی قدس سرہ دنیائے الفت و محبت کا اوج بن کر اہل سنت و جماعت پر چھائے اور فریضہ عشق و محبت ادا کرنے کے لئے سراپا آرزوئے تبلیغ بن کر اٹھے۔ نسیم خوشگوار کی طرح شہر شہر' قریہ قریہ' گاؤں گاؤں' گلی گلی' کوچہ کوچہ پھرے اور خوشبو کی طرح پھیلے' آنکھوں میں بسے' دلوں میں سمائے' خوابیدہ زندگی کو جگا کر دل کی پیاس بجھی نہ تھی کہ ایک اور آگ لگا کر لبوں کو تھر تھراتے چھوڑ کر نگاہ ملاتے ہی رخصت ہو گئے۔ آپ کی یادیں ہیں اور دل بے تاب ہے اور آپ کا وہ مسکراتا ہوا چہرہ لبوں پر موج تبسم' نگاہوں میں جلوؤں کی دنیا یاد آ آ کر دل کی تسکین لوٹ کر اور بے قراریاں بخش رہا ہے۔

حضرت شیخ القرآنؒ آپ کی ہر ہر ادا دنیائے شوق کی پیامبر تھی آپ صرف عاشق رسول ﷺ ہی نہ تھے بلکہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی عظیم دولت کے قاسم ہونے کے اعلیٰ منصب سے مشرف تھے۔ آپ کی شخصیت بحر عشق رسول ﷺ کی غواصی سے ہی ابھری اور دنیائے عقیدت میں محبت کے لولو ولالہء تقسیم کر کر کے مرجع خواص وعام بن گئی۔

جو محبت کے موتی آپ کے مقدس ہاتھوں میں دیکھے گئے سچے تھے یا جھوٹے پرکھنے کے لئے بڑے بڑے جوہری آئے ہاتھوں میں لیا ادھر سے الٹا' ادھر کو پلٹا' ہر طرح دیکھا' ہر لحاظ سے جانچا نگاہیں جھکا کر آپ کے مقدس ہاتھوں کو چومتے ہوئے موتیوں کی اصلیت کا اقرار کیا۔ شی کمیاب تھی بلکہ نایاب' دلوں کی دھڑکنیں بھیک کا دامن بن کر پھیل گئیں' ایمان کے تقاضے دست طلب بن کر دراز ہوئے۔ جو نقاد بن کر اکڑے ہوئے آئے وہ سوالی بن کر جھکے اور آپ ایسے بحر جود وسخا سے عشق و محبت کے چمکتے ہوئے موتیوں کے ہار لے کر دھلیز آستان کو چومتے ہوئے دوسروں کو تقسیم کرنے کے لئے چل دیئے۔

میرے پیارے شیخ القرآنؒ آپ کی عظیم شخصیت میں عشق رسول ﷺ رچ بس چکا تھا آپ کے ہر ہر انداز میں عشق و محبت کی کیفیتوں نے ایک نفیس سوز گداز بھر دیا تھا اس لئے آپ کی

ہر ہر بات عشق کا اظہار، محبت کی پھوار بن کر برستا، مرجھائے دلوں کو سرسبز و شاداب کرتا، مردہ دلوں کو زندگی بخشتا اور ہر قلب کی گہرائیوں میں اترتا چلا جاتا۔

محقق العصر مفتی غلام سرور قادری بانی جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

حضرت شیخ القرآن ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزارویؒ اپنے دور میں ایک مثالی عالم، فاضل محدث اور مفسر قرآن تھے۔ رموز شریعت اور اسرار معرفت سے نہ صرف واقف بلکہ ماہر تھے قبلہ شیخ القرآنؒ سے میرا تعارف ۱۹۵۸ء سے ہے جب میں سکھر میں ایک دینی درس گاہ میں زیر تعلیم تھا۔ میں نے پہلی مرتبہ آپ کا خطاب سنا بہت سے علماء نے تقاریر کیں جلسہ میں تمام مکاتب فکر کے علماء و طلباء حاضر تھے مجھے یاد ہے جب آخری مقرر نے تقریر ختم کی تو محسوس ہو رہا تھا کہ لوگ اب زیادہ دیر نہیں بیٹھیں گے۔ رات کا کافی حصہ گذر چکا تھا آپ نے تقریر شروع فرمائی آپ کی تقریر میں ایسی تاثیر تھی، آواز میں ایسی کشش تھی، نگاہ میں ایسا اثر تھا اور الفاظ میں ایسی کیفیت تھی کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپ نے جب خطبہ کے بعد وعظ شروع فرمایا تو صرف یہ کہ جو اٹھ کر جانے لگے تھے وہ واپس بیٹھ گئے بلکہ ایسا لگا کہ بہت لوگ چھپے بیٹھے تھے اور اس انتظار میں تھے کہ آپ کی تقریر شروع ہو تو پنڈال میں جائیں قبلہ ہزاروی صاحب کی تقریر شروع ہوتے ہی حد نگاہ تک لوگ ہی لوگ نظر آنے لگے اور آپ نے تقریباً رات دو بجے تک خطاب فرمایا لوگ اٹھنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے آپ نے ایک شعر پڑھا پھر قرآنی آیات واحادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں حضور ﷺ کی شان بیان کی میں نے یہ منظر دیکھا کہ لوگوں پر ایسی کیفیت طاری تھی کہ کئی لوگ کھڑے ہو کر حالت وجد میں محو رقص ہو گئے کوئی ادھر وجد کر رہا ہے کوئی اُدھر وجد کر رہا ہے اور حضرت جھوم جھوم کر شعر پڑھ رہے تھے میں نے اس طرح کا وعظ اپنی زندگی میں پہلی بار سنا اور آج تک نہیں بھول سکا۔ آپ کی تقریر کا اصل نقطہ نظر عشق رسول ﷺ ہوا کرتا تھا چنانچہ جو آپ کا مخالف ہوتا وہ بھی آپ کی تقریر سن کر آپ کا قائل ہو جاتا میں جہاں کہیں

حضرت کا خطاب ہو تا تھا کوشش کر کے وہاں پہنچتا اور آپ کا خطاب سنا کرتا تھا۔

ایک بار میں نے عرض کیا حضرت مجھے نصیحت کریں۔ فرمایا میری تقاریر طلباء کے لئے نصیحت ہی ہوا کرتی ہیں میں نے پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا تقریر با قائدہ دلائل سے کیا کرو چنانچہ آج تک میں اس نصیحت پر عمل پیرا ہوں۔ حضرت شیخ القرآنؒ کو علم طریقت و شریعت دونوں میں بکمال وصف حاصل تھا اس لئے کہ آپ نے حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہؒ اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قادریؒ سے اکتساب فیض کیا یہی وجہ ہے کہ آپ چشتیت و قادریت کا مجمع البحرین تھے آپ کی صحبت میں بیٹھنے والا یوں محسوس کرتا کہ آپ شریعت وطریقت کا بحر رواں ہیں آج ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ کے خطبات اور قرآنی تفاسیر کو منظر عام پر لایا جائے اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت صاحبزادہ غلام قطب الدین فریدی گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خاں

مجھے خوشی ہوئی ہے کہ حضرت شیخ القرآنؒ کی اولاد ان کے فیوض وبرکات سے عوام کو روشناس کروانے کی خوبصورت کوشش کر رہی ہے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگوں نے اپنے اسلاف کی سوانح اور کاوشوں کو بھلا دیا ہے حضرت شیخ القرآنؒ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے انہوں نے اسلاف کے طرز پر تعلیم حاصل کی آج کے دور میں ایسے طلباء نہیں ملتے جو چار چار روز تک بھوکے رہ کر علم حاصل کرتے ہوں۔ آپ نے انتہائی قلیل وقت میں تعلیم کی منازل طے کر کے گولڑہ شریف سے نسبت حاصل کر لی اور اہل سنت کے مرکزی اداروں میں تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے جید علماء کرام کو آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے کا موقع ملا علامہ ہزارویؒ جیسی عظیم ہستی مادر زمانہ بار بار پیدا نہیں کرتی یہ اعزاز شاید ہی کسی کو ملا ہو کہ تعلیم سے فراغت کے وقت استاد نے ''ابوالحقائق'' کے لقب اور خلافت سے نوازا ہو۔ آپ ایک جید عالم، مدرس، منطقی، محقق، عاشق رسولؐ اور ایک عظیم شاعر بھی تھے۔ آپ نے اردو پنجابی اور فارسی

میں اشعار کہے ایک فارسی شعر میں اپنی زندگی کا مقصد یوں بیان کرتے ہیں۔ ے

عمرم دریں بسر شد کہ گہے تو رخ نمائی

ہر دم دریں خیالم کہ شبے نخوانم آئی

حضرت پیر ابو الضیاء میاں غلام محمد بھوروی دربار عالیہ بھور شریف میانوالی

بندہ ناچیز نے دسمبر ۱۹۶۹ء رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ میں دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھا جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد حاضر ہو کر قبلہ شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ محمد عبد الغفور ہزارویؒ کی خدمت بابرکت میں باریابی اور سعادت نصیب ہوئی اس سال حاضر طلباء کی خاصی تعداد تھی ایک سو کے لگ بھگ طلباء پاکستان کے کونے کونے سے بلکہ مشرقی پاکستان (سقوط ڈھاکہ سے پہلے کا واقعہ ہے) سے بھی طالب علم دورہ شریف میں شامل ہوئے۔ سند فراغت یعنی جمعۃ الوداع سے ایک جمعہ پہلے استاذی قبلہ نے اپنے وعظ سحر بیاں میں ارشاد فرمایا کہ چند طلباء بنگال چاٹگام سے دورہ پڑھنے آئے ہیں انہوں نے سند فراغت حاصل کر کے واپس بنگال جانا ہے بائی ائیر ٹکٹ اور ان کے زاد سفر کی ضرورت ہے بس یہی فرمانا تھا کہ نوٹوں کی بارش ہونے لگی جب شمار کرنے کی باری آئی تو بائی ائیر ٹکٹوں سے کہیں زیادہ رقم جمع ہوئی یہ تمام رقم بنگال کے طلباء کے حوالے کر دی۔ اس وقت آپ کی موجودگی میں رمضان المبارک میں جمعہ کا اجتماع دیدنی منظر ہوا کرتا تھا مسجد کا صحن بھر جاتا مسجد کے اطراف حتی کہ تھانہ کا صحن بھی فل ہو جاتا آپ کا انداز بیان نرالہ ہوا کرتا تھا سامعین پر رقت طاری رہتی تھی۔

دن کو دورہ قرآن پاک میں جو حقائق و معارف اور دقائق کے خزانے انڈیلے جاتے تھے ہر ایک طالب علم اپنے ظرف کے مطابق حصہ پاتا۔ تین چار گھنٹوں کا یہ پیریڈ استاذی قبلہ کی سحر بیانی اور وہ پیارا پیارا انداز دلنواز خدا گواہ ہے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ چند منٹ میں ختم ہو گیا۔ یہ طلب رہ جاتی کہ ابھی یہ سلسلہ جاری رہتا پھر ارشاد ہوا کرتا تھا کہ روزانہ کی تقریر کے تفسیری فوائد

ونکات ازبر کر کے اپنی کاپیوں پر صاف لکھے جائیں اور میں خود کاپیاں ملاحظہ کروں گا۔ خوشخطی بھی ملحوظ خاطر ہوا کرتی تھی خدا کے فضل سے اس فقیر کا خط بھی قدرے اچھا تھا کالی روشنائی اور موقع بموقع سرخ روشنائی کے امتزاج سے مزید نکھار آجاتا تھا۔

روزانہ صبح سحری کرنے کے بعد قبلہ استاذیؒ گھر سے تشریف لاکر دارالعلوم میں بالائی منزل پر اپنے حجرہ میں رونق افروز ہوتے بندہ بھی اس موقع کو غنیمت جان کر نماز فجر تک آپ کی خدمت میں رہ کر ارشادات عالیہ سے فیض یاب ہوتا ایک صبح حاضری کے وقت ہاتھ میں دورہ کی کاپی موجود تھی مجھ سے مخاطب ہوتے تو اس پیارے انداز سے فرماتے صاحبزادہ۔ اُس وقت بھی فرمانے لگے صاحبزادہ کاپی دکھا کیا کچھ لکھا ہے کاپی حاضر خدمت کی ورق گردانی کے بعد آپ کی ایک پنجابی کی مشہور نعت جو وہاں کے طلباء سے سنی تھی وہ بھی دورہ کی کاپی میں لکھ لی تھی۔ یہ بھی یادرہے کہ آپ باری تعالیٰ کے فضل سے جس طرح دوسرے فنون میں حد درجہ کمال کی بلندیوں کو چھو چکے تھے اس طرح فن شاعری میں بھی کمال درجہ ملکہ حاصل تھا۔ فرمانے لگے یہ نعت کس نے لکھ کر دی ہے عرض کیا ایک طالب علم سے حاصل ہوئی ہے فرمانے لگے اس نعت کا خصوصی شعر جو نچوڑ ہے وہ رہ گیا ہے میں نے عرض کی اگر وہ بھی لکھا جائے تو مزید لطف ہو گا ارشاد فرمایا میں خود لکھ دیتا ہوں جو آج تک میری کاپی میں درج ہے۔ ؎

پئی کھلی اڈیکاں راہواں تے دیوے بال رکھے خانقاہواں تے

تیری ول موڑ مہار کدے میر اپنن بھی توں میری جان بھی توں

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد پھر ملاقات کے لئے دل بے تاب تھا چند ماہ بعد پھر حاضری ہوئی دربار شریف کا سالانہ عرس مبارک بھی قریب تھا دعوت پیش کی تو خوشی قبول فرما کر ڈائری منگائی تاریخوں کا پوچھا تو فرمانے لگے کیا عرس کی تاریخ تبدیل نہیں ہو سکتی عرس پاک پر بارش ہو گئی میں نے عرض کیا حضور قمری تاریخ کے مطابق عرس ہو رہا ہے ڈائری میں تاریخ نوٹ فرمالی جب بھور شریف تشریف آوری فرمائی رات عشاء کی نماز کے بعد آپ کا خطاب تھا کافی علماء ومشائخ کی جماعت اسٹیج پر موجود تھی جس میں خصوصی طور پر جگر گوشہ شیخ الحدیث جناب

صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی مدظلہ رونق افروز تھے جب آپ کا بیان شروع ہوا تو اسی دوران بارش بھی ہونے لگی اس بات کو یاد دلا کر فرمایا میں نے تو اپنے یار صاحبزادہ کو کہا تھا کہ بارش آئے گی اللہ اللہ یہ ہیں خاصان خدا جن کو آنے والے حالات سے بھی مطلع فرما دیتا ہے۔ ؎

بندگان خاص علّام الغیوب

در جہان جاں جواسیس القلوب

ایک دفعہ صرف میں اور استاذی قبلہ اپنے حجرہ خاص جس میں جائے نمازیں بچھی ہوئی تھیں مجھ سے فرمانے لگے صاحبزادہ میں اس حجرہ میں دروازے بند کر کے تنہائی میں نماز ادا کرتا ہوں اور جب میری نماز ہوتی ہے تو حجابات اٹھ جاتے ہیں اور در و دیوار سے باہر بھی مجھ پر عیاں ہو جاتا ہے لوگوں کے ہجوم میں اپنی نماز نماز ہی نہیں سمجھتا۔ اور آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ فرض نماز مسجد میں ادا فرماتے اور سنتیں و نوافل اسی حجرہ میں تنہائی میں ادا فرماتے یہ ہے اللہ والوں کے خشوع و خضوع کا مقام۔

ایک بار مجھے فرمانے لگے دربار عالیہ گولڑہ شریف حاضر ہو کر حضرت قبلہ بابو جیؒ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا تو عرض گذار ہوا کہ حضور وحدۃ الوجود کیا ہے اور وحدۃ الشہود کسے کہتے ہیں بس یہی کہنا تھا کہ حضرت قبلہ بابو جیؒ فرمانے لگے تو میرا امتحان لینا چاہتا ہے تو تو بڑا عالم ہے۔ واللہ میرا تو کوئی امتحان لینے والا خیال نہ تھا کہ پیر و مرشد کے بارے میں ایسا خیال بھی کر تا یا سوچتا مقصد صرف وضاحت اور پوشیدہ نکات جاننا تھا اس صورت حال میں پریشان ہو گیا اور سیدھا قبلہ عالم تاجدار گولڑہؒ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر سب عرض کر دیا اور سر نگوں بیٹھا ہوا تھا کہ عجیب کیفیت طاری ہونے لگی دل کو سکون واطمینان آنے لگا اور اپنے کانوں سے یہ ارشاد عالیہ سنا کہ "پھر اس کے پاس جاؤ" اب جو وہاں حاضر ہوا تو وہاں کا سماں ہی اور تھا ادھر سے تار مل چکی تھی مسرت اور خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے قبلہ بابو جی صاحب نے بڑی شفقت فرمائی اور پہلے جو کچھ فرمایا تھا اس کا ازالہ اور مہربانی اور دلجوئی کی حد نہ چھوڑی اپنے سینے سے لگایا اور ایسے ایسے حقائق

و معارف سے آگاہ فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ وہ بڑا ہی عجیب وقت تھا۔

آپ کا مجھ پر خاص کرم تھا جہاں کہیں وعظ کے لئے تشریف لے جاتے واپس آنے پر مجھے وہاں کی خاص خاص باتیں بتاتے ،ہنسی مزاح بھی فرماتے تھے آپ کا ایسا کرم کہ جس کمرہ میں ہم چار ساتھی رہتے تھے دوبار تشریف لائے حالانکہ ساتھی بتاتے تھے کہ طلبہ کے کمروں میں جانے کی عادت مبارکہ نہ تھی ایک بار تشریف لائے تو ہم کھانا کھا رہے تھے آپ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے اور چند لقمے تناول فرمائے ایک بار اپنے ایک خاص خادم محمد عالم کو فرمایا کہ صاحبزادہ کو سوا روپیہ دے دو آج غوث الوریٰؒ کی گیارہویں شریف ہے یہ سوا روپیہ میری طرف سے شامل کر لیں اور خود بھی گیارہویں شریف کا اہتمام کیا حسب الارشاد شام کے وقت بازار سے مٹھائی لا کر ایصال ثواب کے بعد تقسیم فرمائی۔

ایک رات ہم کمرہ میں محو مطالعہ تھے کہ رات کے دس بجے ایک شخص وارد ہوا بڑی لمبی اور گھنی داڑھی سر کے بال لمبے اور گھنے بکھرے ہوئے ٹوپی عمامہ کا انداز بھی جداگانہ پر ہیبت شکل قد کاٹھ کا بڑا آدمی اندر آتے ہی کہا بھور شریف کا صاحبزادہ کہاں ہے ساتھیوں نے بتایا یہ بیٹھا ہے وہ مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کشمیر سے قبلہ ہزارویؒ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپ نے فرمایا فلاں کمرے میں بھور کا صاحبزادہ ہے اسے جا کر آپ بیتی سناؤ چنانچہ اس نے ایک عجیب انداز سے آپ بیتی سنائی وادیوں پہاڑوں اور جنات کی طویل داستان سنائی حتیٰ کہ رات کا ایک بج گیا صبح آپ قبلہ نے ہم سے پوچھا ہم نے عرض کیا آپ کے حکم کی تعمیل میں پورا قصہ سنا ہے آپ تبسم فرما رہے تھے اور سر ہلاتے جاتے بڑی موج میں تھے واللہ عالم رات کو قصہ سنانے والا کون اور اس میں کیا راز پوشیدہ تھا ہم پر آپ کی بڑی شفقتیں تھیں ہماری قسمت میں بس یہی تھا کہ دورہ شریف آخری سال میں نصیب ہوا یہ معلوم نہ تھا کہ علم و رشد کا یہ آفتاب اپنی تابانیوں کے ساتھ کائنات کی وسعتوں کو سمیٹ کر ہم سے چھپ جائے گا آپ کے وصال کے وقت اتفاقاً میں راولپنڈی میں تھا صبح اخبار کے پہلے صفحہ پر آپ کا فوٹو اور ساتھ ہی اس جاں گسل صدمہ کی خبر پڑھ کر دل و دماغ کو ماؤف کر گئی۔ سیدھا وزیر آباد پہنچا خلقت کا سیلاب تھا اس ہجوم میں آخری دیدار کرنا بھی مشکل تھا

جناب صاحبزادہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ سے عرض کیا تو فرمانے لگے کہ جس گراونڈ میں جنازہ پڑھا جانا ہے وہاں پہلی صف میں پہنچنے کی کوشش کریں کیونکہ حضرت قبلہ بابو جی گولڑوی صاحب مدظلہ نے دیدار کرنا ہے ان کے ہمراہ زیارت کر لینا چنانچہ مقدر میں دیدار لکھا تھا حضرت بابو جی تشریف لائے تو ان کے ساتھ دیدار کر لیا ایک بات قابل ذکر ہے کہ جب قبلہ بابو جی صاحب تشریف لائے لوگوں کی طرف سے آواز بلند ہوئی کہ آپ ہزاروی صاحب کا جنازہ پڑھائیں تو آپ نے فرمایا" جنازہ علامہ محبّ النبی صاحب پڑھائیں گے میں جانو اور علامہ ہزاروی جانے"

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت پیر طریقت غلام محی الدین صدیقی نقشبندیؒ نیریاں شریف

حضرت علامہ ابوالحقائق شیخ القرآن امام اہل سنت پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ کے ساتھ اگرچہ ظاہری ملاقات نہیں ہوئی مگر میں ان کی سیرت وصورت اور کمال علمی سے بہت ہی واقف ہوں میرا بیٹا علاؤالدین صدیقی آپ کی ذات سے فیض یاب تھا آپ اہل سنت کے روحانی دینی پیشوا تھے کوئی ماں ایسا فرد کامل دنیائے اسلام کو عشق و مستی کا درس دینے والا نہیں جنے گی حضرت موصوف صرف عالم محقق نہ تھے بلکہ وہ اعلیٰ درجے کے عارف اور اس زمانہ کے ولی کامل تھے اللہ تعالیٰ اس آستانے کو تاقیامت آباد رکھے (آمین)

حضرت مولانا حافظ فضل قادر ملت کالونی راولپنڈی

آپ کو علماء کرام اور مشائخ عظام میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا ذکر وفکر رشد وہدایت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے اپنے وقت کے بے مثال شعلہ نوا خطیب اور بے نظیر نقطہ آفرین محقق تھے انہوں نے زندگی بھر کسی مادی یا دنیاوی منافع کی خاطر حق وصداقت کا دامن اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑا سیاست ہو یا مذہب دونوں میں بے حد نڈر اور بے باک مرد حق آگاہ تھے خود غرضی اور

مفاد پرستی کو انسانیت کی توہین سمجھتے تھے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات و صفات سے انہیں ایک محبوبانہ وابستگی تھی کہیں سماع کی محفل میں مصرعہ "محمدؐ سے الفت بڑی چیز ہے" پر جھوم جھوم گئے۔ طریقت و معرفت کا بیان ہویا نزاعی مسائل کا ذکر آپ کی نقطہ آفرینی ہمیشہ قابل داد ہوتی تھی یوم صدیق اکبرؓ کے سلسلے میں ایک جلسہ میں ارشاد فرمایا "ہم تو ان کو مانتے ہیں جو زندگی بھر حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھی رہے اور اب بھی ان کے ساتھ ہیں"

آپ نے زندگی بھر کسی مخصوص مکتب فکر کے نام پر اپنا نیلام نہ ہونے دیا اس سلسلے میں انہوں نے بڑی سے بڑی شخصیتوں اور لامحدود مالی منصوبوں کو سراپا حقارت سے ٹھکرا دیا کچھ ابن الوقت لوگ جب انہیں حکومت وقت سے تعاون کا مشورہ دیتے تو آپ مسکرا کر قلندرانہ انداز میں فرماتے کہ یہ ٹھیک ہے۔ ے

قلندر جزء دو حرف لاالہ کچھ بھی نہیں رکھتا

فقیہہ شہر قارون ہے لغت ہائے حجازی کا

لیکن میرے لئے یہ سادہ لباس اور حجرہ کی یہ چٹائی تختِ سلیمانی سے بہتر ہے مجھے یہاں جو سکون کی لازوال لذتیں حاصل ہیں وہ حکومت کے ایوانوں اور سرکاری درباری حاشیہ برداروں میں کہاں ؟ پھر پرسوز ترنم سے یہ شعر پڑھتے۔ ے

جو بجھ گیا ہو کوچہ دیوارِ یار میں

اس بوریئے پر تختِ سلیمان نثار ہو

استاذی مکرم حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبد الغفور ہزاروی چشتیؒ تحریکِ خلافت تحریک اتحاد ملت، تحریک جہاد کشمیر اور تحریک ختمِ نبوت و مسجد شہید گنج کے علاوہ مسلم لیگ میں قائدِ اعظم کے شانہ بشانہ نمایاں خدمات سر انجام دیں مسلم لیگ کیلئے دن رات کام کیا پشاور سے کلکتہ تک قریہ قریہ شہر شہر لوگوں کو پیغامِ حق سنایا۔ قائدِ اعظم آپکی دعوت پر باوجود

مصروفیات کے تحریک پاکستان کے دوران تشریف لائے اور مرکزی جامع مسجد سے ملحقہ میدان میں خطاب فرمایا۔

مرکزی جامع مسجد میں اپنی زیر سرپرستی جامعہ نظامیہ غوثیہ کا قیام فرمایا اور یہاں جو دینی علمی خدمات سر انجام دیں ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں ہزاروں عقیدت منداس سرچشمہ فیض سے استفادہ کے لئے ملک کے طول و عرض سے آتے ہیں گو آج قبلہ عالم جسمانی طور پر ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن ان کے فیوض و برکات کا چشمہ آج بھی جاری و ساری ہے۔

حضرت صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم رضوی سابق صوبائی وزیر اوقاف

حضرت علامہ شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور ہزارویؒ مقتدر عالم با عملؒ، تصوف کے بے تاج بادشاہ، اور روحانیت کے روح رواں تھے۔ انکی شخصیت اُنکا مقام اُنکے اپنے دور کی کارکردگی ایک مسلمہ حقیقت ہے جتنا قریبی تعلق آپکا ہمارے خاندان کے ساتھ تھا شائد کسی اور کے ساتھ نہ ہو گا یہی وجہ ہے کہ میں نے انتہائی قریب سے آپکو دیکھا ہے۔

اکتوبر ۱۹۴۶ کو تحریک پاکستان زوروں پر تھی اس وقت مسلم لیگ کے اندر بہت سے معاملات چل رہے تھے اُن حالات میں محدث علی پوریؒ، حضرت مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی مولانا عبد الحامد بدیوانی اور دیگر علماء نے قائد اعظم سے کہا تھا جناب قائد اعظم آپ کو ہم نے قائد تسلیم کیا ہے ہم اعتراف کرتے ہیں کہ تحریک کو پروان چڑھانے کے لئے آپ نے جو کردار سر انجام دیا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں لیکن ہم آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کے مقاصد کو لے کر آپ کے ساتھ چل رہے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد اس ملک کا قانون حنفی ہو گا اور مکمل طور پر نظام مصطفےٰ ﷺ کا نفاذ ہو گا۔

تحریک پاکستان کے لئے حضرت شیخ القرآنؒ کی خدمات اتنی گراں قدر ہیں کہ اس دور میں جب حضرت قائد اعظم محمد علی جناح برصغیر کے حالات سے مایوس ہو کر برطانیہ چلے گئے تو

قائداعظم کو واپس بر صغیر لانے کے لئے جو کوششیں علماء اور سیاستدانوں کی طرف سے ہوئیں حضرت شیخ القرآنؒ نے اس موقع پر بھی نمایاں کردار ادا کیا اور قائداعظم کو ایک خط لکھا جس میں علماء و مشائخ کی طرف سے بھرپور تعاون کا یقین دلایا چنانچہ اکابرین کی یہ کوششیں کامیاب ہوئیں اور قائداعظم نے واپس تشریف لاکر اس تحریک میں نئی جان ڈال دی۔

قیام پاکستان کے بعد جب سوشلزم کا سیلاب عروج پر تھا کوئی شخص دم مارنے کی جرأت نہ رکھتا تھا مجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ ۱۹۷۰ میں مولانا عبدالمجید بھاشانی نے ڈھاکہ سے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آکر "کسان کانفرنس" منعقد کی اور اپنے نظریات پیش کیے اور کہا اسلام صرف عبادات کا نام ہے اسلام معاشی معاشرتی اور تمدنی مسائل کا حل پیش نہیں کرتا تو حضرت شیخ القرآنؒ نے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے وہاں پر جواباً کانفرنس کی اور تین گھنٹے دس منٹ تک خطاب فرمایا اور ثابت کیا کہ قیامت تک کے مسائل کا حل قرآن مجید پیش کرتا ہے۔ اس وقت جب بھٹو نے سوشلزم کا نعرہ لگایا تو حضرت شیخ القرآنؒ نے اس فکر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آپ نے فرمایا تھا کہ "جب تک محمد عبدالغفور ہزاروی موجود ہے سوشلزم نہیں آسکتا" چنانچہ ایسا ہی ہوا آج ملک کے حالات اپنے داخلی و خارجی مسائل کی بنا پر پھر ان شخصیات کو ڈھونڈ رہے ہیں جو میدان عمل میں اتریں اور شیخ القرآن کے مجاہدانہ کردار کو نشان راہ بنائیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا فیض احمد اویسی رضوی بہاولپور

محسن اہل سنت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی زیارت سے فقیر ۱۹۴۴ میں خانپور ضلع رحیم یار خاں کے سالانہ جلسہ میں پہلی بار مشرف ہوا اس وقت فقیر عمر ۱۲ سال حفظ قرآن کا متعلم تھا ۳ روزہ جلسہ میں درجنوں علماء کرام کی تقاریر ہوئیں یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت علامہ ہزارویؒ صاحب کا سحر انگیز بیان جلسہ میں نمایاں رہا اس کے بعد نہ صرف جلسہ مذکور کی علامہ ہزاروی صاحب زینت ہوتے بلکہ ہر جلسہ کے روح رواں سمجھے جاتے۔

۱۹۵۱ء میں فقیر دورہ حدیث شریف پڑھنے کے لئے لائل پور (فیصل آباد) حاضر ہوا جب علامہ ہزارویؒ نے دورہ تفسیر کا آغاز فرمایا تو اس کارنامے کو حضور سیدی علامہ محمد سردار احمد قدس سرہ خوب سراہتے تھے بلکہ اپنے تلامذہ کو اس میں شمولیت کی ترغیب دلاتے فقیر بعد فراغت خود تو آپ کے ہاں دورہ تفسیر پڑھنے کے لئے حاضر نہ ہو سکا لیکن اپنے ذی استعداد تلامذہ کو ہر سال آپ کے ہاں بھیجتا رہا اور حق یہ ہے کہ اہل سنت کے اس کارنامہ کی اولیت علامہ ہزاروی قدس سرہ کو حاصل ہے اب جہاں جہاں دورہ تفسیر اہل سنت پڑھایا جا رہا ہے اس کا اجر و ثواب حضرت علامہ ہزارویؒ کو بھی مل رہا ہے اس لئے کہ اس شعبہ میں اولیت آپ کو حاصل ہے۔

۱۹۶۱ء میں فقیر نے دورہ تفسیر کا آغاز کیا تو آپ نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا ۱۹۶۳ء میں دارالعلوم جامعہ اویسہ رضویہ کا سنگ بنیاد رکھا آپ کو دعوت بھجوائی مگر نامعلوم کیوں تشریف نہ لائے فقیر نے ان کے استغنا کا تصور کیا لیکن رہا نہ گیا ۱۹۶۴ء میں خود در اقدس پر حاضری دی جمعہ کا دن تھا آپ جامع مسجد کے بالائی حجرہ میں اوراد و وظائف میں مشغول تھے فقیر نے ایک رقعہ برائے استدعا ملاقات بھجوایا فوراً بلا کر بڑی شفقت فرمائی کھانا منگوا کر کھلایا فقیر نے بہاولپور تشریف آوری کا عرض کیا تو فرمایا انشاء اللہ حاضر ہوں گا اور ساتھ ہی فرمایا جوانی میں شوق تھا کہ دور و نزدیک کے ہر جلسہ میں شمولیت کرتا اور بہاولپور ۱۹۶۲ تک تو ہر سال جاتا رہا اب بڑھاپا مہمان ہے اس لئے کہیں آنے جانے کو جی نہیں چاہتا بالخصوص دور کے سفر سے تو دل بھر گیا ہے لیکن زندگی نے وفا کی تو ضرور آؤں گا۔ لیکن افسوس کہ میری یہ آرزو پوری نہ ہو سکی اور آپ جلد ہم سے رخصت ہو گئے البتہ آپ کی روحانیت فقیر کی اب بھی حامی و ناصر ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب پاک ﷺ علامہ ہزارویؒ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے طفیل ہمیں دین کی زیادہ خدمت کرنے کی توفیق دے (آمین)

محترم جناب پیرزادہ فیض القادری لاہور

حضرت شیخ القرآن ولایت کا بانکپن 'شریعت مصطفےٰ کا حسن 'خطابت کا تاجدار 'علماء کا امام 'عشاق رسولؐ کے بے مثال رہبر تھے مجھے آپ کی رفاقت پر بڑا ناز ہے مجھے وہ وقت یاد ہے جب علماء مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ پاکستان کے مذہبی وسیاسی جماعتوں کے صدور کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جب میں مروں تو جماعت کی صدارت کا لفظ میری قبر پر لکھا ہو۔ جب پورے ملک میں بھاشانی نے گھیراؤ جلاؤ کی تحریک چلا رکھی تھی ڈھاکہ سے لے کر خیبر تک عوام میں خوف وہراس پایا جاتا تھا حزب الاحناف لاہور میں جمعیت علمائے پاکستان کے تینوں گروپوں کا اجلاس ہوا وہاں یہ بات چل نکلی کہ وقتی طور پر اپنا اپنا گروہ ختم کر دیا جائے تو قبلہ ہزاروی صاحب مجھے فرمانے لگے صاجبزادہ صاحب یہ لوگ جو مرضی کریں میں نبی اکرم ﷺ کی امت کو منتشر نہیں دیکھنا چاہتا آپ اسے خواہ میری کمزوری سمجھیں میں اتحاد اہل سنت کے لئے سب سے پہلے اپنے گروہ کے خاتمہ کا اعلان کرتا ہوں چنانچہ آپ نے اس وقت جو عظیم قربانی اور ایثار کا مظاہرہ فرمایا اس کی بدولت علماء اہل سنت میں اتحاد قائم ہو گیا۔

آپ کا وجود علماء میں اتحاد کی علامت تھا۔ جب سوشلزم کی آندھی چلی تو اس کے خلاف علم جہاد بلند کیا' قادیانیت کی وبا پھیلی تو اس کی دوا کا بندوبست فرمایا۔ مجھے آپ کی آخری تقریر جو لاہور میں ارشاد فرمائی اس کے یہ الفاظ آج تک یاد ہیں فرمایا "کون کہتا ہے کہ سوشلزم آرہا ہے جب تک محمد عبدالغفور ہزاروی زندہ ہے سوشلزم اس ملک کی تقدیر نہیں بن سکتا سوشلزم میری لاش سے گذر کر آئے گا" پاکستان ہمارے علماء ومشائخ کی محنتوں کا ثمر ہے یہ کتنا بڑا فراڈ ہے کہ آج تاریخ پاکستان میں ان لوگوں کے نام تک نہیں ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانیاں دیں آج ہم شرمندہ ہیں کہ مجاہدین تحریک پاکستان کے یوم نہیں مناتے اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے۔

حضرت الشاہ قمر رضا خاں بریلوی (پوتے حضرت حجۃ الاسلام حامد رضا خاں بریلویؒ)

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ نے بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہو کر دستار فضیلت حاصل کی تھی جد امجد حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحبؒ نے آپ کی سند میں ابوالحقائق کا لقب آپ کو عطا کیا تھا آپ اس دور کی ایک نابغہ روزگار شخصیت 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پیکر تھے آپ کا سن وصال "مستور رضا محامد ۱۳۹۰" سے نکلتا ہے مولیٰ تعالیٰ آپ کے مدارج بلند فرمائے (آمین ثم آمین)

محترم ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی لاہور

ہری پور ہزارہ کی سرسبز پہاڑیوں کے جلوے 'صف باندھے دونوں جانب ہرے ہرے درخت 'نیل گوں آکاش 'ہر سو خوشبودار جھاڑیاں اور پھول 'اجبنی راستے 'بل کھاتی پگڈنڈیاں خاموش ٹمٹماتے ہوئے چراغوں کی بستیاں پھر ان بستیوں میں چمبہ پنڈوہ گاؤں ہے جو روحانیت کے علمبردار کی آماجگاہ ہے اس خوشبودار مٹی سے روحانیت کا وہ پھول کھلا جس نے ہر سو فضا کو معطر کر دیا۔ علوم کے بحر وبر 'عدیم المثال عارف کامل 'میدان خطابت کے شہسوار 'آسمان علم ومعرفت کے مہر درخشاں 'آفتاب ولایت کے نیر تاباں 'مجاہد تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ ایک فقید المثال شخصیت تھے جنہوں نے پاکیزہ دارالعلوم بریلی شریف اور غوث زماں حضرت پیر سیدنا مہر علی شاہؒ سے فیض حاصل کیا وہ عظیم ہستی جن سے بلبائے صحافت بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے وہ مبلغ اسلام جس نے غیر اسلامی قوانین کے خلاف آواز اٹھائی اور سوشلزم کے خلاف جدوجہد کی وہ حق گو اور بے باک مقرر 'شعلہ بیاں خطیب جنہیں گورنر ڈگلس نے باغی قرار دے کر جیل میں ڈال دیا تھا

مہتاب دین وملت 'آفتاب علم وحکمت 'ترجمان اہل سنت حضرت پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ باطل کی شب تاریک میں نور سحر تھے آپ کا اور دیگر اکابرین اہل سنت کا بنایا ہوا پاکستان آج

مسائل کا شکار ہے قتل وغارت کے مہیب سائے ٬خون کی ارزانی ٬دین سے دوری ٬سماجی برائیاں٬ ثقافتی یلغار٬ تخریب کاری ٬لسانی بنیادوں پر منافرت الغرض کشمیر میں قتل وغارت اور بوسنیا میں بہنوں کی عصمت دری سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کس قدر کمزور ہو چکا ہے آج ضروری ہے کہ ہماری صفوں میں اتحاد ہو اور ناموس مصطفےٰ ﷺ کا تحفظ ہو جس کے لئے شیخ القرآنؒ نے ساری زندگی جدوجہد کی۔ وہ ملک جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس میں فقہ اسلامی کا نفاذ ہو ضرورت اس بات کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی نقاہت کا نظام رائج اور فکر شیخ القرآن کو عام کیا جائے۔

ممتاز صحافی مجید نظامی ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت گروپ

جمعیت علمائے پاکستان کے سابق صدر اور تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ علماء کے اس طبقے سے تعلق رکھتے تھے جو سیاسی شعور کی دولت سے مالا مال ہے اور اپنے اندر معتقدات اور نظریات کے مطابق ملکی مسائل اور قومی تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لیتے تھے مولانا ہزارویؒ طویل عرصہ تک مذہب وسیاست کے میدان میں سرگرم عمل رہے اس لئے لامحالہ طور پر ان کے حامی اور مخالف دونوں پائے جاتے تھے۔ آپ نے تحریک بحالی جمہوریت میں نمایاں کردار ادا کیا اور ملک میں نمائیندہ حکومت کے قیام کی جدوجہد میں پیش پیش رہے۔

حضرت مولانا صاجبزادہ محمد محبّ اللہ نوری بصیر پور اوکاڑہ

حضرت شیخ القرآن قدس سرہ العزیز ہمارے اعاظم علماء میں سے تھے جنہوں نے تقریر و تدریس کے ذریعے بے پناہ علمی وملکی وملی خدمات سرانجام دیں آپ کی قد آور شخصیت اور علمی وجاہت کے سبھی معترف تھے آپ جمود و تعطل سے نفور اور اجتہاد کے قائل تھے اور اس سلسلے میں کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرماتے آپ علمائے حق کے قدردان تھے دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے سالانہ جلسوں میں شرکت فرماتے قبلہ والد صاحب کا آپ کے ساتھ خصوصی تعلق اور

انس تھا چنانچہ دارالعلوم بصیر پور کے طلباء رمضان المبارک میں دورہ تفسیر قرآن مجید کے لئے حضرت قبلہ شیخ القرآن کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کے عظیم قد آور شخصیت اور ملت اسلامیہ کے جلیل القدر عالم کے مشن کے فروغ کے لئے ہمت و توفیق عطا فرمائے (آمین)

صاحبزادہ پروفیسر محفوظ الرحمٰن نعیمی جامعہ نعیمیہ لاہور

قرآن مجید نے منصب نبوت کے چار فرائض بیان کیئے ہیں "ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایتك ویعلمهم الكتب والحكمه ویز کیهم (ا) تلاوت قرآن مجید (ب) کتاب کی تعلیم (ج) حکمت و دانائی کی باتیں (د) تزکیہ نفس۔ حضرت شیخ القرآن ابوالحقائق حضور قبلہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی نظامی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے انبیاء کرام کے ان چاروں فرائض کو پورا کیا جب وہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تو ایسا انداز ہوتا کہ سامعین پر وجد طاری ہو جاتا۔ جب وہ کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھانے بیٹھتے تو ایسا لگتا کہ ان کی زبان سے علم و دانائی کے موتی نکل رہے ہیں اور جب تزکیہ نفس اور تصوف کی گتھیوں کو سلجھاتے تو کوئی ایسا مسئلہ نہ رہ جاتا جو سلجھ نہ جاتا۔

جب کسی قوم کی قسمت جاگتی ہے تو اُس کو ایسے باصلاحیت افراد دے دیئے جاتے ہیں جو ہر مقام ہر موڑ پر رہنمائی کرتے ہیں جب قسمت گردش میں آتی ہے تو ایسے افراد چھین لیے جاتے ہیں۔ حضرت محمد عبدالغفور ہزارویؒ نے ہر میدان میں مذہب کا میدان' سیاست کا میدان' علم کا میدان' تقویٰ کا میدان' تزکیہ نفس کا میدان' جہاد کا میدان غرضیکہ زندگی کے ہر شعبہ اور گوشے میں عوام کی قیادت کی آپ کی شخصیت سے امت مسلمہ کو بے شمار فوائد ملے اور جب ایسے افراد چلے جاتے ہیں تو قحط الرجال کی کیفیت ہو جاتی ہے جو آج ہم محسوس کر رہے ہیں آپ علم اور فن کے اعتبار سے شریعت و طریقت کے لحاظ سے جو اعلیٰ معیار ہونا چاہیے تھا اس پر فائز تھے شریعت و طریقت کے اعتبار سے جہاں ایمان علماء سے ملتا ہے اور حفاظت اولیاء کرتے ہیں وہاں علامہ

ہزارویؒ نے عوام کو ایمان بھی عطا فرمایا اور ان کے ایمان کی حفاظت کے طریقے بھی اُنہیں سکھائے۔ اکثر علماء جزوی طور پر کسی علم میں کمال رکھتے ہیں کوئی عالم صرف علم تفسیر میں کمال رکھتا ہے کوئی علم حدیث میں، کوئی علم تقریر میں، کوئی علم مناظرہ میں، کوئی علم کلام میں کوئی علم منطق میں، کوئی علم فلسفہ میں اور کوئی علم صرف ونحو میں کمال رکھتا ہے مگر وہ تمام علوم کلی طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت شیخ القرآن کو عطا فرمادیئے تھے۔

آپ کی تقریر سننے والے جانتے ہیں کہ آپ کی تقریر میں رازی کا فلسفہ بھی ہوتا تھا علامہ رازی اگرچہ بظاہر وصال فرماگئے ہیں لیکن ان کا وجود معدوم نہیں ہوا وجود اپنی جگہ پر قائم ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ پارہ اگر زمین پر گر جائے تو وہ ریزہ ریزہ یعنی منتشر ہو جاتا ہے لیکن اگر اس کو جمع کیا جائے تو پارہ دوبارہ اپنی اصلی حالت اور خالص صورت میں ہمارے سامنے آجاتا ہے جو صاحب نظر اور صاحب دل ہیں وہ اس پارے سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں انہیں علماء کرام اور اولیاء عظام کی زندگیاں آج بھی محفوظ ہیں عوام ان سے آج بھی اکتساب فیض کر سکتے ہیں۔ آج علماء اہل سنت کو حضرت شیخ القرآنؒ سے اکتساب فیض اور ان کے نقش قدم پر چل کر عوام اہل سنت کی قیادت کرنی چاہیے۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد صدیقی آزاد کشمیر

استاذی المحترم، بحر العلومؒ استاذ المناطقہ ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزارویؒ بلا شبہ ایک متبحر عالم دین، ایک نڈر خطیب اور ایک کامیاب مناظر تھے۔ راقم جب ۱۹۶۸ء میں وزیر آباد دورہ تفسیر قرآن کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ ہر آنے والے طالب علم سے استفسار فرماتے تھے کہ آپ کون سی کتابیں پڑھتے ہو ملاؔ حسن سے اوپر کی کتابیں پڑھنے والے منطقی معقولی طلبہ پر بہت خوش ہوتے تھے ہمارے درمیان میں جو فوقانی کتابیں پڑھنے والے طلبہ تھے وہ قبلہ ہزاروی صاحب کے دائیں یا بائیں بیٹھتے تھے اور چھوٹی کتابیں پڑھنے والے سامنے بیٹھتے تھے اور یہ اس

لئے ہوا کہ ہم میں سے ہر طالب علم ڈرتا تھا کہ کہیں قبلہ استاذی المکرّم کوئی ایسا سوال نہ کر دیں جس کا جواب ہمیں نہ آتا ہو۔اس طرح ہماری رسوائی ہو گی یہ علامہ ہزاروی صاحبؒ کی کرامت تھی کہ آپ نے ہمارے خیالات کو نور فراست سے محسوس کر لیا تھا فرمایا "میں خوب سمجھتا ہوں کہ بڑے طلبہ دائیں یا بائیں کیوں بیٹھے ہیں اور چھوٹے میرے سامنے کیوں کیونکہ آپ کو صرف کی تعلیلیں اور صیغے نہیں آتے میں چھوٹوں سے کہوں گا وہ تم سے صیغے پوچھیں گے "میں سمجھتا ہوں اس روز مجھے علامہ ابوالحقائق کی فراست کا یقین آگیا۔اس واقعہ کے چند دن بعد ایک طالب علم مدرسہ سے بھاگ گیا جب آپ نے دوسرے طلبہ سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا آپ کچھ دیر خاموش رہے کچھ انجلائی سی کیفیت طاری ہوئی اور ایک طالب علم سے فرمایا جاؤ وہ طالب علم ریل کے ڈبے میں بیٹھا مجھے دکھائی دیا گیا ہے اسے پکڑ لاؤ چنانچہ طالب علم مذکور گیا تو وہ ریل گاڑی کے ڈبے میں موجود تھا اور اسے پکڑ کر لے آیا اس واقعہ کے بعد راقم کو مزید یقین آگیا کہ

"قلندر ہرچہ گوید دید گوید" والی مثال سچی ہے

ایک خاص بات جو حضرت علامہ کی شخصیت کو نمایاں کرتی ہے وہ ہے عشق رسول ﷺ اور اپنے پیرومرشد کے ساتھ والہانہ عقیدت اور اولیاء اللہ کے ساتھ محبت چنانچہ ایک روز لاہور سے ایک نعت خواں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ نعت سناؤ انہوں نے نعت شریف پڑھنی شروع کی تو حضرت نے اپنا سر جھکا لیا اور آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے نعت شریف کے بعد فرمائش کی یہ شعر سنائیں۔؎

دیوا میں بِٹی بالدی خانقاہاں تے

آوندا دیکھاں ڈھول انہاں راہاں تے

جب یہ شعر پڑھا گیا تو حضرت کو وجد آگیا فرمایا اس شعر کا تکرار کرو چنانچہ انہوں نے یہ شعر بار بار پڑھا ہم سب دیکھ رہے تھے کہ آپ جھوم رہے تھے اور محظوظ ہو رہے تھے۔

حضرت ابوالحقائقؒ کی ہیبت علمی کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑا عالم بھی آپ کی مجلس میں

دم نہیں مار سکتا تھا ایک مرتبہ علمی مسئلہ پر بحث شروع ہوئی تو آپ نے حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے علماء سے ایک سوال کیا تو اس کا جواب کسی کو نہ آیا پھر خود بہترین مدلل جواب دیا جس پر ہم دم بخود ہو گئے پھر آپ نے تحدیث نعمت کے طور پر فرمایا کہ "مولویو میرے جیسا استاد نہیں ملے گا جو منبر پر بیٹھے تو مقرر مسند تدریس پر بیٹھے تو مدرس اور کھڑا ہو جائے تو مناظر اور تم مجھے سمجھتے ہو گے کہ یہ صرف تقریر کرتا ہے"۔

ایک روز دوران تدریس آپ نے فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ دیہات میں جمعہ جائز ہے جب لوگوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں ہے اس پر مولوی صاحب مناظرہ کے لئے تیار ہو گئے میں نے کہا کہ اہل علم کی مجلس میں مناظرہ کروں گا چنانچہ ایک مجلس مناظرہ اہل علم کی منعقد ہوئی اور صدر مناظرہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے وائس چانسلر علامہ علاؤالدین صدیقی تھے انہوں نے مولوی صاحب پر ایک سوال کیا مگر وہ جواب نہ دے سکے علامہ علاؤالدین صاحب نے مجھ سے پوچھا تو میں کھڑا ہو گیا اور ان کے سوال کے جواب میں پوری تقریر کی اور کھڑے کھڑے مولوی صاحب پر اعتراض کیا کہ آپ یہ بتائیں کہ جمعہ کی چھ شرائط جمعہ کے لئے علل ناقصہ کی حیثیت رکھتی ہیں یا علت مستقلہ کی اور اگر علل ناقصہ ہیں تو علل ناقصہ مل کر مستقلہ بن سکتی ہیں یا کہ نہیں اور علل مستقلہ کا ورود ایک معلول شخص پر جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو علی سبیل بدلیت جائز ہے یا علی سبیل اجتماع جائز ہے آپ نے فرمایا جب میں یہ سوال کر رہا تھا تو وائس چانسلر صاحب حیرت سے مجھے سر سے لے کر پاؤں تک دیکھ رہے تھے چنانچہ مولوی صاحب موصوف جواب نہ دے سکے اور صدر مجلس وائس چانسلر صاحب میری تقریر سن کر محظوظ ہوئے اور بڑے متاثر ہوئے اور مولانا موصوف مجلس سے ناکام واپس چلے گئے۔ الغرض علامہ ہزارویؒ علم کے ایک سمندر تھے اور آپ کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ تمام کتب درسیہ آپ کو یاد تھیں اور آپ زبانی عبارتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔

آپ کی علمی ہیبت کا ایک واقعہ عرض کروں کہ ایک مرتبہ حکومت وقت کے خلاف وکلاء نے جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا وہ آپ کو قیادت کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر

ہوئے اس وقت ہم سبق پڑھ رہے تھے تقریباًدس بجے کا وقت تھادو تین وکیل حلقہ درس میں داخل ہوئے تو آپ نہایت برہم ہوئے اور فرمایا پیچھے جاکر ان علماء کے جوتوں میں بیٹھ جاؤ تمہیں معلوم نہیں کہ درس ہو رہاہے اور اتنی بھی تمیز نہیں کہ علماء کے دائرے کو توڑ کر اندر آرہے ہو وکلاء نے اس بے ادبی پر ہم سب کے سامنے آپ سے معذرت چاہی۔

حضرت پیر سید محمد اعظم شاہ صاحب دربار عالیہ خواجہ محمد فاضل شاہؒ ٹیکسلا

حضرت علامہ شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزارویؒ بلند پایہ عالم اور محقق تھے کتب تفاسیر اور احادیث سے جن دلائل قاہرہ وباہرہ سے مسئلہ توحید ورسالت پر بیان کیا آپ ہی کا حق تھا علوم عقلیہ ونقلیہ پر جس قدر آپ کو عبور حاصل تھا میں نے اپنی زندگی میں کسی اور کو ایسا محقق عالم نہیں دیکھا ایک بار آپ "گوھدو" تشریف لائے وہاں پر معراج النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب فرمایا دور ونزدیک سے ہزاروں کی تعداد میں علماء اور عوام حاضر ہوئے دوران تقریر صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی بیان فرمایا میں نے لوگوں کو آپ کی تقریر پر رقص کرتے ہوئے دیکھا خطاب کے بعد آپ گڑھی افغاناں حضرت سید خواجہ فاضل شاہ صاحبؒ کے مزار پر تشریف لائے۔ مقامی علماء نے میرے ساتھ تلخ کلامی کرتے ہوئے کہاکہ آج تو حضرت شیخ القرآن نے بھی نبی علیہ السلام کو "عبد" تسلیم کرلیاہے اس پر انھوں نے مولانا غلام اللہ خاں کو گڑھی افغاناں میں جلسہ پر بلایا اس نے حدیث جابرؓ پر اعتراض کیا اس جلسہ کے جواب میں ہم نے بھی گڑھی افغاناں میں ایک عظیم الشان پروگرام ترتیب دیا اور آپ کو دعوت دی جو آپ نے قبول کرلی اور تشریف لائے آپ نے بڑے مدلل انداز میں مولانا غلام اللہ خان کے اعتراضات کا جواب دیا کہ حدیث کی سند اگر صحیح نہیں ہے تو اس موضوع پر مجھ سے مناظرہ کرے اور واضح طور پر چیلنج کیا کہ مناظرہ کی تاریخ طے کرلیں مگر مخالفین نے مناظرہ کی بجائے خاموشی اختیار کرلی مجھے آج بھی آپ کے وہ الفاظ یاد ہیں جو آپ نے اعلانیہ طور پر فرمائے تھے کہ "مولوی بتائے اگر اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو اپنے نور سے پیدا

نہیں فرمایا تو اور کون سی چیز تھی جس سے آپ کو پیدا فرمایا"

ایک مرتبہ واہ فیکٹری انوار چوک میں آپ کا خطاب تھا پہلا حضرت علامہ محمد دین بدھوی رحمۃ اللہ علیہ نے خطاب کیا موضوع توحید تھا حضرت علامہ محمد دین بدھویؒ نے اپنی تقریر میں خود حضرت شیخ القرآنؒ کا تعارف کرایا کہ علماء ان کو بڑے بڑے القابات سے یاد کرتے ہیں مگر میں تو انہیں اپنا عزیز ہی کہوں گا میرا ان کے ساتھ کئی طرح کا تعلق ہے حضرت شیخ القرآنؒ نے اپنے مخصوص انداز میں خطبہ پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا تم لوگوں نے آج دراصل علامہ محمد دین بدھوی جیسے بلند پایہ عالم دین کی تقریر کو سمجھ ہی نہیں سکے پھر اس پر آپ نے توحید جیسے مشکل موضوع پر ایسی والہانہ اور عاشقانہ تقریر فرمائی کہ میں نے اسٹیج پر بیٹھے علماء کو وجد کرتے ہوئے دیکھا دوران تقریر آپ نے ان اشعار کا تکرار کیا۔

عشق مولی نے کم از لیلی بود　　　کوئے گشتنش بہر او اولی بود

گفت مشق نام لیلی میکنم　　　خاطر خود را تسلی میدھم

تقریر کے دوران اس قدر کیف و سرور اور سوز و گداز تھا کہ مجمع عام میں لوگ دھاڑیں مار کر رو رہے تھے اور میں خود بھی بے انتہا کیف میں تھا ایسی تقاریر کرنے والے اب کوئی نہیں رہے۔

عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی تقریریں کرنے والے حضرت شیخ القرآنؒ کو آج بھی زمانہ یاد کرتا ہے میں نے جب آپ کے دورہ تفسیر قرآن مجید کے دوران لکھوائے گئے نوٹس اور عظمت قرآن پر لکھوائے گئے دلائل و ماخذ دیکھے تو فرط محبت سے میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے کہ آپ کس بلند پایہ اور عظیم رتبہ کے مالک تھے علامہ ہزارویؒ جیسا عظیم محقق اب دنیا میں کوئی نہیں ہے وہ بلا شک و شبہ ملک المدرسین والمحققین تھے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات بلند اور مزار پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے (آمین)

حضرت مولانا محمد بخش مسلم (بی۔اے) رحمۃ اللہ علیہ لاہور

پیشوائے اہل سنت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی ہستی محتاج تعارف نہیں یہ جامع علوم وفنون شخصیت ہزاروں لاکھوں میں سے ایک تھی وہ اپنی خوبیوں 'جولانیوں 'راعنائیوں کے لحاظ سے ممتاز 'یکتا 'منفرد حیثیت کے مالک تھے میں ان کا ایک نیاز مند اور مداح ہوں وہ میرے محسن تھے 'کرم فرماتھے 'شفیق رفیق تھے ان کی تمام عمر قرآن مجید 'احادیث رسول حمید ﷺ 'علوم عقلیہ 'ادبیہ 'عربیہ 'تصوف 'شریعت اور فقہ کی خدمت میں بسر ہوئی اور تمام عمر انہوں نے ان معارف وحقائق کو پڑھنے پڑھانے اور ان کو پھیلانے میں بسر کی آپ کہہ سکتے تھے۔

عمر گذری ہے اسی دشت کی سیاہی میں

میں ان گنت تبلیغی 'دینی اور ادبی محفلوں میں ان کے ساتھ گیا میں نے بالعموم یہی کیفیت دیکھی کہ ان کے آنے اور ان کے خیر مقدم کرنے پر یہی کہا جاتا تھا۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے

وہ صاحب قال وحال تھے ظاہری اور باطنی علوم ومعارف سے باخبر اور آگاہ تھے آپ بڑے محب پاکستان تھے 'جہاد حصول پاکستان میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہر ملی وقومی تحریک میں بڑی تندہی اور جوش وخروش سے کام کیا آپ اعلیٰ پائے کے محقق تھے بہت بڑے مناظر 'مفسر 'محدث 'فقیہہ 'شاعر 'سیاسی مفکر اور مدبر تھے۔

حضرت مفتی اعظم مولانا محمد حسین نعیمیؒ بانی جامعہ نعیمیہ لاہور

عمدۃ الواصلین زبدۃ العارفین شیخ القرآن پیر طریقت علامہ الحاج محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی قدس سرہ الشکور اپنے عصر کے عظیم رہنما 'بہترین خطیب اور بے نظیر استاد 'بے مثال مبلغ اور جامع وکامل پیشوا اور اہل سنت وجماعت کی قابل فخر شخصیت کے حامل تھے۔ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اسلام کی تبلیغ 'مسلمانوں کی فلاح وبہبود 'دین متین کے غلبے اور مسلک حقہ اہل سنت کے

فروغ کے لئے وقف تھا شریعت وطریقت کے تمام پہلوؤں پر کامل عبور رکھتے تھے ان جیسی ہمہ صفات خوبیوں اور کمالات کی حامل شخصیت کبھی کبھی عالم وجود میں آتی ہیں۔

محترم جناب محمد حنیف حاجی طیب سابق وفاقی وزیر حکومت پاکستان

حضرت علامہ شیخ القرآن بر صغیر کے ممتاز عالم بے بدل' منفرد مقرر' شیخ کامل اور تحریک پاکستان کے رہنماؤں میں شامل تھے آل انڈیا سنی کانفرنس کی کامیابی اور تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات ہماری قومی تاریخ کا سنہری باب ہیں مولانا محمد عبد الغفور ہزارویؒ نے قیام پاکستان کے لئے جو خدمات سر انجام دیں ظفر علی خاں کا ایک شعر اس سلسلے میں تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ ؎

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفور کا
چشمہ ابل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

دینی خدمات کے لئے مولانا ہزارویؒ پورے ملک میں جانے پہچانے جاتے ہیں لوگ آپ کو شیخ القرآن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے مشاہیر کی یاد منانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت مفتی محمد خان قادری امیر عالمی دعوت اسلامیہ

حضرت شیخ العلام شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبد الغفور ہزاروی چشتیؒ کی زیارت کا شرف مجھے حاصل ہے اور آپ کے خطابات مبارکہ سننے کا بھی۔ آپ کی تقاریر کے نقوش آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہیں سب سے پہلی چیز جو قبلہ ہزاروی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اہل علم سے ممتاز کرتی ہے کہ آپ صرف پڑھے ہوئے نہ تھے بلکہ منجھے ہوئے تھے پڑھ جانا اور چیز ہے اور اس میں مہارت تامہ حاصل کرنا اور چیز ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کوئی خطیب عالم نہیں دیکھا جس نے لفظ محمد ﷺ پر تقریر کی ہو اور عوام پر رقت طاری ہو گئی ہو میرے دیکھنے والوں میں صرف

واحد شخص حضرت علامہ ہزاروی صاحبؒ تھے جو صاحب معرفت تھے ذوق سے اسم محمد ﷺ آدھا آدھا گھنٹہ پڑھتے رہتے اور لوگ رقت انگیز مناظر میں علامہ ہزاروی صاحب کا خطاب سنتے رہتے آپ خوش لباس بھی تھے اور خود دار قسم کے عالم تھے۔ آپ جس شہر میں تقریر کرنے کے لئے تشریف لے جاتے وہاں تمام علماء حاضر ہوتے جب بد عقیدہ لوگ کسی شہر میں جلسہ کرتے تو وہاں کے عوام آپ کو خطاب کے لئے بلاتے آپ اس انداز سے خطاب فرماتے کہ لوگ آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتے آپ نے عالم اسلام کے اندر قرآنی حقائق کو عام کیا طلبہ نہیں بلکہ علماء آپ سے قرآنی حقائق سیکھتے اگرچہ آپ نے بہت زیادہ کتب تصنیف نہیں فرمائیں مگر ایسے افراد تیار کیے جو لاکھوں مصنفین پر بھاری ہیں کیونکہ اس دور کی ضرورت افراد تیار کرنا تھا لوگ کہتے ہیں کہ بریلی شریف نے بہت کم علماء تیار کیے ہیں میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ ہم ہر قسم کا مال تیار نہیں کرتے بریلی شریف نے علامہ ہزارویؒ جیسے علماء تیار کیے جو ہزاروں علماء پر بھاری تھے۔ آپ ظاہری وباطنی علوم کے عارف کامل تھے ہزاروں علماء آپ سے فیض یاب ہوئے۔

خودداری' عزت نفس اور علم کی قدر و منزلت آپ کا خاصہ تھا' نڈر بے باک اور جرأت مندی کے پیکر تھے' فرزانگی کے ساتھ ساتھ دیوانگی کا رنگ غالب تھا۔ آپ نہایت خوبصورت عالم تھے جب عمامہ پہن کر سٹیج پر جلوہ افروز ہوتے تو بارات کا دولہا محسوس ہوتے۔ آپ کی علمی وجاہت کا یہ عالم تھا کہ اس دور کے تمام اہل علم آپ کی تنقید کو بھی اپنے لئے فخر سمجھتے تھے۔ تصوف کے دقیق مسائل کو نہایت ہی آسان اور حسین انداز میں سمجھانا انہی کا حصہ تھا۔ آپ قوم کے صرف مذہبی رہنما ہی نہ تھے بلکہ قوم کی سیاسی اور ملی رہنمائی بھی فرماتے تھے۔

حضرت علامہ عبد النبی محمد خدا بخش اظہر مدرسہ اظہر العلوم شجاع آباد ملتان

حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق پیر محمد عبد الغفور ہزاروی چشتی گولڑویؒ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ مجھ پر خصوصی شفقت فرماتے ایک بار دار العلوم کا سالانہ جلسہ کے

موقع پر ملتان تشریف لائے ہوئے تھے جب آپ کو ہمارے دار العلوم کے پروگرام کا علم ہوا تو نوازش فرماتے ہوئے ہمارے ہاں تشریف لے آئے جلسہ جاری تھا اسٹیج پر غزالی زماں حضرت مولانا سید احمد سعید کاظمی شاہؒ تشریف فرما تھے آپ نے رات کو ایسا خطاب فرمایا کہ علماء حیران ہو گئے علماء کو یہ کہتے سنا گیا کہ ایسا خطاب زندگی میں پہلی بار سنا ہے آپ کی زبان سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کو علماء اپنی ڈائیریوں میں محفوظ کر رہے تھے ایسے مناظر دوبارہ دیکھنے میں نہیں آئے۔ قبلہ علامہ ہزارویؒ علم کے سمندر، تقویٰ کے پہاڑ اور عشق و محبت کے پیکر، حسین و جمیل، جمال مصطفےٰ ﷺ کے دیوانے اور پروانے یقیناً اس شعر کے مصداق

ہر کہ عشق مصطفےٰؐ سامان اوست

بحر و بر در گوشہ داماں اوست

حضرت پیر ابو داؤد محمد صادق رضوی امیر جماعت رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

شیخ القرآن حضرت علامہ محمد عبد الغفور ہزارویؒ عظیم المرتبت علمی وروحانی شخصیت تھے اور آپ کی تقریری وتدریسی و تبلیغی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا بالخصوص جبکہ گستاخان شان رسالت قرآن پاک کے نام کی آڑ میں تحریف قرآن کے ذریعے الحادو بے دینی پھیلا رہے تھے۔ آپ کا دورہ تفسیر قرآن کا کارنامہ بہت اہمیت کا حامل تھا جس کے ذریعے آپ نے قرآن پاک کی صحیح ترجمانی کا آغاز فرما کر شان رسالت وولایت کا تحفظ اور مذہب حق اہل سنت کا خوب دفاع فرمایا آپ کی یہ خدمت قرآنی اس قدر مقبول ہوئی کہ پھر بکثرت مقامات پر دورہ تفسیر قرآن شروع ہو گیا مگر اس میں اولیت کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

جب آپ نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحبؒ کے سامنے دورہ تفسیر قرآن کے آغاز کا اظہار فرمایا تو حضرت شیخ الحدیث بہت خوش ہوئے کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور تعاون کیا خدا تعالیٰ آپ کی علمی دینی تبلیغی وروحانی خدمات کی بہترین جزا عطا فرمائے اور آپ کا ذوق وجذبہ آپ کی اولاد میں جاری وساری رکھے (آمین)

حضرت مولانا محمد صادق قصوری برج کلاں قصور

میں نے پہلی بار حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبد الغفور ہزاروی وزیر آبادی کا خطاب سنا جب آپ قصور ریلوے اسٹیشن کی وسیع و عریض گراونڈ میں شب کو خطاب فرمانے کے لئے تشریف لائے اس خطاب کا شہرہ و تذکرہ مہینوں تک قصور شہر اور اطراف واکناف میں رہا ۱۹۶۱ میں میرے دل میں عالم دین بننے کا شوق غالب ہوا تو میں نے حضرت شیخ القرآن قدس سرہ کی خدمت میں داخلہ کے لئے عریضہ لکھا حضرت والا مرتبت نے جواب میں تحریر فرمایا فوراً پہنچ جاؤ تمہیں ہر سہولت فراہم کی جائے گی اسے میری بد قسمتی کہیے کہ جب میں وزیر آباد پہنچا تو آپ مدرسہ انوار العلوم ملتان کے سالانہ جلسہ پر تشریف لے گئے تھے میں واپس چلا آیا اور علمی استفادہ نہ کر سکا جس کا تا حال افسوس ہے لیکن حضرت سے عقیدت و محبت کا سلسلہ دراز اور پائیدار ہوتا چلا گیا جو بفضل خدا اب بھی قائم و دائم ہے۔

۱۹۶۲ء اکتوبر سرگودھا میں اہل سنت کا سالانہ جلسہ ہوا اسٹیج پر نامور ہستیوں مثلاً مولانا عبد الحامد بدایونی ؒ۔ مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی۔ پیر سید ولایت شاہ گجراتی، سید محمود شاہ گجراتی پیر صاحب دیول شریف بیٹھے ہوئے تھے حضرت شیخ القرآن ؒ کا پنجابی زبان میں خطاب ہوا خطاب کیا تھا فصاحت وبلاغت کا ایک سمندر تھا جس کا کوئی کنارہ ہی نہ تھا موضوع تھا "مقام مصطفیٰ ﷺ" حضرت شیخ القرآن خود جھوم رہے تھے اور ہزاروں کا مجمع بھی عشق رسول ﷺ سے سرشار تھا۔ آسمان سے نور کی بارش ہو رہی تھی حاضرین کے دلوں کی دنیا آباد ہو رہی تھی اور آنکھوں سے حب رسول ﷺ کے آنسو جھلک رہے تھے آج جب اس اجتماع کا تصور کرتا ہوں تو ایک روحانی سکون حاصل ہوتا ہے اور زبان سے بلا ساختہ یہ الفاظ نکلتے ہیں اے کاش گھڑی کی سوئیاں رک جاتیں اور وقت کا پہیہ جام ہو جاتا اور حضرت شیخ القرآن کا نورانی وجدانی ایمانی خطاب جاری رہتا اور تمام عمر اسی طرح ہی تمام ہو جاتی۔

ایک دفعہ لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں شیعہ عالم کفایت حسین کا خطاب ہوا شہر میں ہر سو

اس خطاب کے چرچے ہوئے تو حضرت مولانا غلام قادر اشرفی ؒ نے اس اثر کو زائل کرنے کے لئے حضرت شیخ القرآن ؒ کو خطاب کی دعوت دی لالہ موسیٰ میں جلسہ کا تاریخی انتظام کیا گیارات کو حضرت نے مخصوص عالمانہ خطاب سے جلسہ لوٹ لیا آپ نے حبِ مصطفےٰ ﷺ کی خوشبو کچھ اس انداز سے بکھیری کہ لالہ موسیٰ شہر تو کجا اطراف کی آبادیاں بھی معطر و مطہر ہو گئیں۔

حضرت شیخ القرآن کی شخصیت اپنوں کے لئے ابر رحمت اور اغیار کے لئے ننگی تلوار تھی وہ عشق رسول ﷺ کے پیامبر اور مے مدینہ کے ساقی تھے ان کے ہنسانے سے دنیا ہنستی تھی اور رلانے سے روتی تھی لوگوں کے دلوں کی دھڑکن تھے اسٹیج پر آئے تو شراب معرفت کے ساغر لنڈھائے دلوں کے طاؤس رنگ لائے سامعین نے اشک بہائے اور سننے والے حب رسول ﷺ سے اپنی جھولیاں بھر کر لے گئے آپ کی باتوں میں گلوں کی سی خوشبو تھی فصاحت وبلاغت کے اس طرح دریا بہاتے کہ سامعین عش عش کر اٹھتے مذہب کے میدان میں راس العلماء تھے اور سیاست کی پُر خار وادی میں قدم رکھا تو مولانا ظفر علی خاں جیسے گھاگ سیاست دان پکار اٹھے۔

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفور کا
چشمہ ابل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

وہ کون سی خوبی ہے وہ کون سی صفت ہے وہ کون سا علم ہے جس کو میرے ممدوح سے متعلق ہونے کا شرف حاصل نہیں ہے بعض لوگوں کو علم و فضل کی بنا پر فضیلت حاصل ہوتی ہے مگر میرے حضرت وہ ہستی ہیں کہ جن کی وجہ سے علم و فضل کو فضیلت حاصل ہے میرے حضرت بیک وقت مولوی، صوفی، پیر، عالم، فاضل، ادیب، خطیب، مناظر، مفکر، شاعر، مقرر، مفسر، مدرس اور بلند پایہ سیاستدان تھے قحط الرجال کے اس دور میں ایسے کاملین کہاں نظر آتے ہیں۔

جس طرح مولانا میر حسن ؒ کی نظر کرم سے محمد اقبال علامہ اقبال بن گئے اسی طرح حضرت حجۃ الاسلام کی نظر کیمیا نے آپ کو علامہ سے شیخ القرآن بنا دیا حضرت کی صحبت کیمیا گر میں آپ کے جوہر خفتہ بیدار ہوئے آپ نے ذہانت و قابلیت کے ایسے کرتب دیکھائے کہ فارغ

التحصیل ہونے پر معلمی کے عہدہ پر فائز کر دیے گئے آپ دقیق سے دقیق اور مشکل سے مشکل مسائل کو آن کی آن میں بڑے حکیمانہ اور احسن طریقے سے حل فرما دیتے اسی بنا پر آپ کو ابوالحقائق جیسے جلیل لقب سے نوازا گیا شاید کوئی معترض اس کو مبالغہ آرائی یا حسن عقیدت سمجھے مگر میں حلفیہ کہتا ہوں کہ جن لوگوں نے حضرت شیخ القرآن کو سنا ان کو میری تصدیق کئے بغیر چارہ نہیں ہے وہ مسجد' وہ میدان اور وہ ہر جگہ جہاں جہاں حضرت کا خطاب ہوا آج بھی گواہ ہے کہ حضرت شیخ القرآنؒ جیسی فصاحت وبلاغت اس دور میں کہاں؟ حضرت شیخ القرآنؒ کی طرح جھوم جھوم کر آقائے تاجدار مدنی سرکار مدینہ ﷺ کا ذکر مبارک اب سنانے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ کو باطنی علوم کے علاوہ علوم مناظرہ پر بھی دسترس حاصل تھی اوائل عمر میں چوٹی کے مناظر تھے بڑے بڑے فضلا آپ کا نام سن کر ہی کانپ اٹھتے تھے۔

حضرت کی زندگی بہت سادہ مگر پُر وقار تھی سفید شلوار قمیض اور سفید پگڑی ان کا لباس تھا شانوں پر پھولدار رومال رکھتے تھے پاؤں میں طلائی کھسہ کبھی کبھی گرگابی کا بھی استعمال کر لیتے خوراک انتہائی سادہ اور مختصر تھی خشک روٹی شوربے میں ڈبو کر کھاتے۔ سر کے بال شانوں تک داڑھی گھنگھریالی اور زلفوں کو سنوار کر رکھتے' آنکھیں بڑی بڑی اور خوبصورت قد میانہ' چال بادشاہوں جیسی ڈھال فقیروں جیسی تھی غرور و تکبر کا تو ان میں شائبہ تک نہیں پایا جاتا تھا۔ محبت وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ہر شخص پہلی ہی ملاقات میں گرویدہ ہو جاتا تھا۔ ایسے اللہ والے صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں اور ایک تاریک دنیا کو روشن کرنے کے بعد اپنی یادیں چھوڑ جاتے ہیں جو ان کو تاقیامت زندہ و تابندہ رکھتی ہیں۔ ؎

پیدا کہاں ہوتے ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس کہ تم کو میرؔ سے محبت نہیں رہی

آپ کے وصال پر اپنے تو اپنے غیروں کو بھی میں نے رشک کرتے ہوئے دیکھا بقول میرؔ کے ؎

سامنے اس کے نہ کہتے تھے اب جو کہتے ہیں
لذت عشق بھی گئی میرؔ کے مر جانے سے

آپ کی شہادت پر میں کئی دنوں تک روتا اور آنسوں سے منہ دھوتا رہا آج بھی میرے پاس اُن دنوں کے اخبارات موجود ہیں جو میرے لئے بہت ہی قیمتی سرمایہ ہیں ۔

حضرت مولانا محمد صدیق سالک صدر مدرس جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ

۱۹۵۰ء میں جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں داخلہ لیا تو حضرت پیر کامل علامہ زماں محقق دوراں شیخ القرآن ابو لحقائق مولانا پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی علمیت اور روحانیت سے بہت متاثر ہوا ساڑھے تین سال کا عرصہ آپ کے زیر سایہ گذارا پھر مختلف مدارس میں درس نظامی کی تکمیل کے بعد باطنی علوم کی کمی شدت سے محسوس کرتے ہوئے مجھے میرا بلند بخت دوبارہ ۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ القرآنؒ کی خدمت میں لے آیا آپ کی روحانیت سے میں پہلے ہی بہت متاثر تھا جب میں آپ کے دار العلوم میں زیر تعلیم تھا۔ جس وقت بھی اپنے شیخ کامل کو دیکھتا تو مجھ پر خوف طاری ہو جاتا بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے یہ حضرت کا وہ روحانی رعب تھا جو مجھ جیسے گنہگار پر طاری ہو جاتا تھا جب آپ تحریک ختم نبوت کے دوران راولپنڈی جیل سے رہا ہو کر واپس وزیر آباد تشریف لائے تو جمعۃ المبارک کے موقع پر آپ نے ایک قیدی کا واقعہ بیان فرمایا جس کو جیل میں پھانسی دی گئی حضرت نے فرمایا اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن تھا اور اس کی زبان پر یہ مصرع تھا "مکی مدنی والیا سائیاں وے گل لالے او گنہگاراں نوں" حضرت نے جب اس مصرع کو دہرایا اور چشتیانہ ذوق کے ساتھ بار بار پڑھا تو مجلس کے اندر یک لخت چیخ و پکار شروع ہو گئی اور سامعین پر وجد طاری ہو گیا۔ ؎

محفل میں پیر مغاں نے جب رخسار سے گیسو سرکائے
تو پروانے پر پروانہ کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا

مجھ مسکین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور دل زارو قطار روتا رہا آج بھی جب وہ منظر آنکھوں کے سامنے سے گذرتا ہے تو عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

شیخ زماں قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے جس کارنامے نے میرے دل پر گہرے نقوش چھوڑے ہیں وہ یہ کہ آپ تاجدار مدنی آقائے نامدار حبیب کردگار احمد مختار جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کا سالانہ عرس مبارک "عرس پاک صاحب لولاک ﷺ" منایا کرتے تھے جو پُر کیف، پُر نور پُر ذوق اور پر سرور ہونے کے لحاظ سے بے مثل و بے نظیر تھا جب حضرت عرس مبارک کی آخری نشست میں دعا کیواسطے کھڑے ہوتے تو اس وقت مجلس کے اوپر عجیب کیفیت وجد و سرور، آہ فغاں کی طاری ہو جاتی تھی ۱۹۵۳ء کا ایک واقعہ ہے کہ جب آپ حالت وجد میں آکر مولانا جامیؒ کے اس شعر کو۔

ز مہجوری بر آمد جان عالم

ترحم یا نبی اللہ ترحم

دہرانے لگے تو پھر کیا تھا بس ہر طرف چیخ و پکار تھی پتھر سے پتھر دل والا بھی اس وقت زار و قطار رو رہا تھا اس وقت کی اپنی کیفیت بیان سے باہر ہے بس آنسوں کا سیلاب جاری تھا

۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ القرآن نے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھانے کا اعلان کیا تو میں نے بھی دیگر علمائے کرام کی ساتھ حضرت کی زبان ترجمان سے مستفید ہونے کے واسطے جامعہ نظامیہ غوثیہ میں داخلہ لیا بڑے بڑے ماہر خطباء مدرسین اور ذھین محنتی طلباء پاکستان کے دونوں حصوں سے بلکہ بیرونی ممالک سے بھی حضرت کی تفسیر سحر بیان سے مستفیض ہونے کے واسطے ڈیڑھ سو سے بھی زائد طلبہ شریک درس ہوئے جب حضرت قرآن مجید کے عجیب و غریب نکتے بیان کرتے تو حاضرین و سامعین پر عجیب کیف و سرور طاری ہو جاتا تھا قرآن کریم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے جب قرآنی آیات کا باہمی ربط بیان کرتے تو علماء عش عش کر اٹھتے ایک روز سورۃ بقرہ کی دو آیات زیر بحث تھیں انکا باہمی ربط بیاں کرتے ہوئے فرمایا کہ ارشاد ربانی ہے۔"واذ قال ابرھیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤ من قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی قال فخذ اربعة من الطیر فصر ھن الیك ثم اجعل علی کل جبل منھن جزءاً ثم ادعھن یا تینك سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم ہ مثل الذین ینفقون امو الھم فی سبیل اللہ کمثل

حبة انبتت سبع سنا بل فی کل سنبله مائة حبة واللہ یضعف لمن یشآء واللہ واسع علیم

(۲ : ۲۶۰' ۲۶۱) اور جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے رب دکھادے تو مجھے کیونکر مردے زندہ کرے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین تو ہے مگر چاھتاہوں کہ دل کو اطمینان آجائے۔ تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ مائل کرے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلاوہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ہوئے اور جان رکھو کہ اللہ غالب حکمت والا ہے پھر ان لوگو کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں اس طرح ہے جیسا ایک دانہ سے سات خوشے نکلتے ہیں اور ہر خوشہ میں سو دانہ اللہ اس سے بھی بڑھاتا ہے جس کیلئے چاھتا ہے اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

پہلی آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے چار پرندے (کبوتر' مور' کوا' مرغ) پکڑے انکو اپنے ساتھ مانوس کیا پھر ذبحہ فرمایا ہر ایک کے چار ٹکڑے کیئے اور چار پہاڑوں پر رکھ دیئے ایک پہاڑ پر چار سر دوسرے پر چار دھڑ تیسرے پر آٹھ ٹانگیں اور چوتھے پہاڑ پر آٹھ پر رکھ دیئے اور پہاڑوں کے درمیان کھڑے ہو کر پرندوں کو آواز دی جب مرغ کو آواز دی تو اسکا سر دھڑ ٹانگیں اور پر چل کر آئے اور آپ کے سامنے مرغ بن کر بولنے لگا اسی طرح کوا' مور اور کبوتر نے کیا حضرت ابراہیم نے یہ منظر آنکھوں سے دیکھ کر اطمینان قلب حاصل کیا اس کے بعد حضرت شیخ القرآنؒ نے فرمایا حضرت ابراہیمؑ سے مراد طالب صادق انسان ہے مطلب یہ کہ اے انسان اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھوں کے سامنے تیری مردہ روح زندہ ہو جائے اور تجھے مشاہدہ اور اطمینان قلب حاصل ہو جائے تو اپنی مردہ روح کی چار صفات ذمیمہ کو مٹادے جو پرندوں سے مراد ہیں یعنی مرغ سے مراد شہوت' مور سے فخر' کبوتر سے غفلت اور کوّے سے لالچ مراد ہے جب تو ان بری صفات کو مٹادے گا تو تجھے اطمینان قلب حاصل ہو گا اس کے بعد آپ نے دوسری آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا اس آیت کا پہلی آیت کے ساتھ ربط یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے پرندوں پر اللہ کے حکم کے مطابق فنا ڈالی پھر انہی کے اندر اعلیٰ اور عمدہ زندگی کا مشاہدہ کر لیا یعنی دوسرے الفاظ میں اسطرح ان پرندوں والی صفات انسان اپنے اندر سے ختم کردے اور اس طرح جو

لوگ اللہ کے راستے میں اپنے مالوں کو خرچ اور فنا کر دیتے ہیں وہ بھی اپنے مالوں کے اندر اعلیٰ اور عمدہ ترقی وبرکت کا مشاہدہ کر لیتے ہیں اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ پہلی آیت میں اطمینان قلب کیلئے صفات ذمیمہ فخر شہوت لالچ اور غفلت کو فنا کر دے تو انسان کے اندر اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں اور دوسری آیت میں جو شخص اپنے مال کو خدا کی راہ میں فنا کر دے تو اس کو دنیا کے مال سے بہتر مال ملے گا پھر جو لوگ اللہ کی راہ میں جان قربان کرتے ہیں انکو اعلیٰ پاکیزہ جانیں ملتی ہیں جیسی اس قاعدے کا اصول کے تحت جو مال قربان کرتے ہیں انہیں اعلیٰ وعمدہ مال ملتا ہے۔

دورہ تفسیر قرآن مجید کے ساتھ ساتھ آپ نے تصوف کی بنیادی کتاب لوائح جامی از مولانا عبدالرحمان جامیؒ کا درس بھی شروع کر دیا مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ میں نے حضرت کی زبان سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کو لکھا ۱۹۵۸ء سے لیکر مسلسل چار سال تک مجھے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھنے کا شرف حاصل ہوا یہ حضرت کی خصوصی توجہ اور شفقت تھی ورنہ دو سال سے زائد کسی کو داخلہ لینے کی اجازت نہ تھی دوسرے سال دورہ قرآن مجید کے ساتھ مثنوی شریف بھی شروع کر دی۔ اسکی تقریر لکھنے پر بھی مجھے مامور کیا گیا ۱۹۶۱ء میں حضرت شیخ القرآن کے حکم پر تقریباً ایک درجن علماء جن میں صاحبزادہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی، مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹ، مولانا محمد بشیر پنڈی گھیپ، مولانا محمد سلیمان وغیرہ کے علاوہ میں بھی شامل تھا سب آپ کے ساتھ ملتان گئے اور شیخ الحدیث غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمیؒ کے سامنے بخاری شریف کی عبارت پڑھنے کا مجھے حکم ملا ہم سب کی دستار بندی آپ کے توسط سے کاظمی صاحبؒ نے فرمائی بعد میں حضرت غوث العالمین شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی سبحان اللہ حاضری کے وقت عجیب سماں تھا کیف ہی کیف تھا مزار پر انوار پر انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی دعا کے بعد حضرت شیخ کاملؒ نے اپنے نور نظر حضرت مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مولانا محمد سلیم نقشبندی فیصل آبادی اور مجھے بارگاہ غوث العالمین میں حاضری کیلئے پیش کیا جب قبلہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی صاحب واپس لوٹے تو آپکی زبان پر یہ شعر تھا۔ ؎

کن بدیں گونہ تصور دم بدم

من نیم یار است از سر تا قدم

اور میری زبان پر یہ مصرع تھا۔ "فقر خواہی او بصحبت قائم است" پوری رباعی یوں ہے

حرف خواہی او بفعلے حاصل است

علم خواہی او بقول حاصل است

فقر خواہی او بصحبت قائم است

نے زبانت کار می آید نے دست

مجھے یہ شرف بھی حضرت شیخ کاملؒ کی بارگاہ سے ملا کہ ۱۹۶۷ء میں صوفی بابا عنائیت اللہ اور میری دستار بندی "عرس پاک صاحب لولاک ﷺ" کے موقعہ پر ہوئی اور یوں خلیفہ مجاز ہونے کا شرف ملا۔ غالباً ۱۹۶۸ء کی بات ہے ایک روز شیخ کامل نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے کہ مفتی (محمد عبدالشکور) اور مولوی محمد صدیق کو دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھانے پر مامور کردوں چنانچہ حضرت کا ارشاد عالیہ یوں پورا ہوا کہ مفتی صاحب نے آپکی حیات میں ہی اور میں نے ۱۹۷۶ء سے تاحال مسلسل چوبیس سال سے دار العلوم جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں دورہ تفسیر قرآن پاک پڑھانے پر مامور ہوں اس میں میرا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ یہ بھی میرے شیخ کامل کی کرامت ہے تمام مکاتب فکر کے علماء نے آپ کو شیخ القرآن تسلیم کیا اگر آپکو علماء نے شیخ القرآن کہا تو صوفیا نے شیخ العرفان بھی مانا۔ محمد اعظم چشتی کا شعر ہے۔

زمانے میں بہت چرچا ہے اُنکے علم و عرفان کا

دکھاتے ہیں یہ اہل دل کو رستہ کوئے جاناں کا

حضرت مولانا محمد صدیق ہزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

برصغیر پاک وہند انگریزوں کے غاصبانہ قبضے سے آزاد کرانے اور ملت اسلامیہ برصغیر کو ایک آزاد خطے میں قرآن وحدیث کی روشنی میں انفرادی اور اجتماعی زندگی گزارنے کی سعادت سے بہرور کرنے کیلئے جن قابلِ قدر شخصیات نے جدوجہد کی تاریخ اسلام ان کی خدمات کو کبھی نہیں بھول سکتی اور حقیقت یہ ہے کہ تاریخ پاکستان کے حوالے سے جب کسی شخصیت کا ذکر آتا ہے تو جذبہ امتنان وتشکر کا پیدا ہونا ایک لازمی امر ہے اس لئے ان شخصیات نے اپنی بے مثال قربانیوں کے ذریعے مسلمانان پاکستان کو انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی سے نجات دلا کر آزادی کا پروانہ عطا کیا ان عظیم شخصیات میں سے ایک بہت بڑا نام حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ کا ہے حضرت شیخ القرآنؒ تحریک پاکستان کے ایک بے باک نڈر سپاہی ہی نہ تھے آپ علم وفضل کے بحر بیکراں، میدان تدریس کے شاہسوار اور فن خطابت میں یگانہ روزگار تھے گویا آپ ایک جامع شخصیت کے مالک تھے تحریک پاکستان کے ضمن میں پشاور سے کلکتہ تک پیغام حق پہنچایا اور پابند سلاسل رہے لیکن پائے استقلال میں ذرہ بھر بھی لرزش نہ آئی تحریک پاکستان کے دوران ایک بار قاتلانہ حملہ بھی ہوا مگر بال بال بچ گئے آج علامہ پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن انکی زندگی بھر کی اسلام اور دین کیلئے خدمات ہمارے لئے ہمیشہ مشعل راہ کا کام دیتی رہیں گی آپ کی جدوجہد قربانیاں اور مذہب سے لگن خصوصاً نوجوانوں کے لئے تقلید اور دلچسپی کا باعث بنتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مزار مبارک پر رحمتوں کی بارش نازل فرمائے۔

حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری امیر ادارہ منہاج القرآن

مجھے اپنے زمانہ طالب علمی کے دوران چند بار حضرت علامہ شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی محفل میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا اور کئی بار آپ کے خطابات سننے کا موقع ملا آپ اکثر جھنگ میں تبلیغی دورہ پر آتے تو میں آپ کا خطاب سننے کے لئے جایا کرتا تھا۔

علامہ ہزارویؒ ایک بلند پائے کے محقق، محدث، مفسر، صوفی، مدرس، سیاستدان اور دلپزیر خطیب تھے دنیا میں بڑے بڑے مقرر گذرے ہیں مگر علامہ ہزارویؒ کا انداز سب سے انوکھا منفرد اور مختلف تھا آپ دوران خطاب ایک شعر کے گرد گھومتے تھے اُس شعر کو اپنی تقریر کا مرکز بنا لیتے اور اس ایک شعر پر گھنٹوں خطاب کیا کرتے تھے آپ ترنم کے ساتھ شعر پڑھتے اور محفل کے اندر اس قسم کا ذوق پیدا کر دیتے کہ لوگ جھومنے لگتے اور ایک عجیب وغریب کیف وسرور سامعین پر چھا جاتا اگر کوئی نو وارد آپ کی تقریر سنتا تو وہ اس سے یہ تاثر ہرگز نہ لیتا کہ آپ صرف اور صرف اشعار کے بل بوتے پر خطاب فرما رہے ہیں

علامہ ہزارویؒ کی جن خوبیوں کی وجہ سے دنیائے اہل سنت میں آپ کو ایک خاص منفرد مقام ملا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ عام طور پر دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ علماء یا صرف مدرس ہوتے یا صرف خطیب ہوتے یا صرف سیاستدان ہوتے یا صرف حسن کے مالک ہوتے مگر علامہ ہزارویؒ میں یہ تمام خوبیاں بیک وقت پائی جاتی تھیں آپ جس محفل میں ہوتے بڑے سے بڑے علماء آپ کے سامنے کھل کر بات نہ کر سکتے تھے آپ کو حسن ملا تو بے نظیر، خطابت ملی تو بے مثال، فن تدریسی ملا تو لاثانی اور سیاست میں اس طرح گہری نظر رکھتے تھے کہ جب سیاست کے میدان میں قدم رکھا تو بڑے بڑے سیاستدان ہیچ نظر آئے۔

علامہ ہزارویؒ کا شمار ان مشائخ عظام میں ہوتا ہے جنہوں نے حصول پاکستان کی تحریک میں نمایاں کردار انجام دیا آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شرکت کی اور مطالبہ پاکستان کی حمایت میں زبردست خطاب کیا اور بالآخر آپ کی یہ کوششیں رنگ لائیں اور پاکستان معرض وجود میں آگیا۔ حضرت شیخ القرآن کا ایک نمایاں وصف یہ بھی تھا کہ آپ نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد گوشہ نشینی نہ اختیار کی بلکہ پہلے سے زیادہ سرگرم نظر آنے لگے اور پاکستان میں نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لئے دن رات جوش وخروش سے کام کیا۔ آپ کا شمار ۱۹۵۳ میں چلنے والی تحریک ختم نبوت کے ہراول دستہ میں ہوتا ہے آپ نے جو لازوال کردار سر انجام دیا وہ زریں حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ علامہ ہزارویؒ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے اس پر مزید اضافہ یہ

ہوا کہ آپ کا روحانی تعلق آستانہ عالیہ گولڑہ شریف سے جا ملا آپ کے پیر و مرشد حضرت سیدنا مہر علی شاہؒ کی تربیت نے آپ کے اندر پائے جانے والے عشق مصطفےٰ ﷺ کو اور تصوف و فلسفہ کو مزید جلا بخشی۔ آپ کو یہ فخر حاصل ہے کہ آپ کا شمار ان عظیم علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے ملک میں سب سے پہلے دورہ قرآن مجید کا آغاز کیا اس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو قرآن مجید کے علوم میں کس قدر مہارت حاصل تھی اور قرآنی تعلیمات سے آپ کی محبت کا یہ تقاضا تھا کہ آپ نے اس کلاس کا اجراء کیا تو پھر ملک بھر سے علماء و طلباء نے آپ کے علمی خزانے سے استفادہ کیا یہی وجہ ہے کہ آج بھی آپ کے تلامذہ ٗارادت مندوں ٗعقیدت مندوں اور مریدوں کی تعداد ہزاروں تک ہے۔

میرے والد ماجد حضرت فرید الدین قادریؒ کے ساتھ علامہ ہزارویؒ کا ایک خاص تعلق تھا علامہ ہزارویؒ جھنگ میں ایک موقع پر خطاب کرنے کے لئے آئے تو علماء کی ایک محفل میں میرے والد ماجد نے اپنی ایک خواب کا تذکرہ کیا جو میرے متعلق تھی تو علامہ ہزارویؒ نے اس خواب کی جو تعبیر بتائی وہ حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی اور آج میں اپنے حالات پر نظر ڈالتا ہوں اور غور کرتا ہوں کہ جو علامہ ہزارویؒ نے بتایا تھا بالکل ویسا ہی ہو رہا ہے اس واقعہ سے یہ بات عیاں ہو رہی ہے کہ آپ نہ صرف ایک کتابی عالم تھے بلکہ تعبیر رویا کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔

آپ کی خوبیوں میں سے ایک اور نمایاں خوبی یہ ہے کہ آپ نے اپنے بیٹے مفتی محمد عبد الشکور ہزاروی کی تربیت اس انداز سے کر دی کہ وہ آج اپنے والد ماجد کے صحیح جانشین ثابت ہوئے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے پسماندگان ارادت مندوں ٗتلامذہ ٗعقیدت مندوں اور مریدوں کو آپ کا مشن جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی ادارہ منہاج القرآن لاہور

شیخ القرآن ابو الحقائق علامہ محمد عبد الغفور ہزارویؒ ان نادر روزگار ہستیوں میں سے ایک

تھے جو بلا مبالغہ صدیوں کے بعد جنم لیتی ہیں۔ قدرت نے آپ کو گوناگوں فضائل و شمائل سے نوازا تھا۔ میں نے غالباً ۱۹۵۶ء میں پہلی بار جہلم شہر میں آپ کی تقریر سنی پہلی ہی دید شنید نے انکار گرویدہ کر دیا تھا قدرت نے وجاہت شخصی و علمی سے خوب خوب نوازا تھا فہم و فراست کی دولت سے مالا مال فرمایا، علم و عمل جرأت و بے باکی کی نعمت سے سرفراز تھے حق گوئی و شجاعت میں اپنی مثال آپ تھے۔

تحریک پاکستان کے خلاف ہندو کی عیاری کے ساتھ ساتھ ہندو سیٹھوں کی دولت بھی کرشمے دکھا رہی تھی بڑے بڑے مذہبی لیڈر اس چمک سے مسحور ہو گئے زبانیں پاکستان کے خلاف زہر اگلنے والی مشینیں گالم گلوچ، تہمت طرازیاں، الزام تراشیاں اور فتوی بازیاں سبھی عروج پر تھیں علامہ ہزارویؒ علمائے حق کے ساتھ باطل کے ان بد تمیز طوفانوں کے آگے حق و صداقت کی چٹان بن گئے، طوفان کے رخ مڑ گئے، آندھیاں ختم ہو گئیں باطل کے گرد و غبار نیست و نابود ہو گئے اور آزادی کا کارواں باوقار انداز سے منزل مقصود کی طرف بڑھنے لگا

علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ اس طبقہ علماء و مشائخ کے سر خیل تھے جنہوں نے پاکستان کے قیام کیلئے انتھک محنت اور کوشش کی آپ نے کانگرس اور احرار کی عیاریوں سے عوام کو آگاہ کیا تحریک کے دوران سیالکوٹ میں مسلم لیگ اور کانگرس و احرار کے جلسے بیک وقت آمنے سامنے منعقد ہوئے ایک طرف عطاءاللہ شاہ بخاری اپنی شعلہ نوائی میں مصروف تھے تقاریر ہو رہی تھیں ادھر مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کو تقریر کے لئے کہا گیا آپ نے پاکستان کے حق میں پرزور، پر مغز اور مدلل تقریر کی تو چشم فلک نے کچھ اور ہی منظر دیکھا جوں جوں وقت گزرتا گیا "شاہ جی" کا مجمع کھسک کھسک کر ہزاروی صاحب کی طرف آتا گیا جس شخص کو اپنی جادو بیانی اور بزلہ سنجی پر ناز تھا مبہوت تکتا رہ گیا اور اس کے سامنے سے حاضرین اٹھ کر عاشق رسول ابو الحقائق علامہ ہزاروی کے سامعین میں شامل ہوتے گئے حتی کہ مجاہدین اسلام کے جلسہ میں تل دھرنے کی جگہ نہ رہی اور صدر جلسہ مولانا ظفر علی خاں نے جب "اس شعلہ نوائی" کا یہ حشر دیکھا تو اعتراف حقیقت کیا

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا

چشمہ ابل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

بند اس کے سامنے ہے ناطقہ بخاری کا

کیا اس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا

علامہ شیخ القرآن گوناگوں خوبیوں کے مالک تھے قابل ترین مدرس' شعلہ نوا خطیب کامیاب ترین مناظر' تحریک آزادی کے نڈر سپاہی' میدان سیاست کے شہسوار' محدث' مفسر' فقیہ' ادیب' شاعر' نکتہ سنج' جرات و جسارت کا نشان' دولت درد و سوز سے مالا مال' صوفی اور مشفق و مہربان مربی تھے دینی مدارس اور دیگر تقریبات میں آپکی تقریر عموماً سب سے آخر میں ہوتی تھی آپ کے نام پر مجمع ساری ساری رات بیٹھا رہتا جب تک تقریر ہوتی رہتی مکمل سکون طاری رہتا کبھی کبھی مخالفین چٹ بھیج کر مختلف سوالات کرتے اور آپ ان کے مسکت جواب ارشاد فرماتے لوگوں کا مطالبہ ہوتا کہ ہمیں عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی تقریر سنائیں' سوز و مستی کی کیفیت طاری ہو جاتی خود روتے اور دوسروں کو رولاتے' بات سے بات نکالتے' دوران تقریر بر موقع محل عربی' فارسی' پنجابی' پوٹھاروی اور ہندی کے موزوں ترین اشعار کا تکرار اس انداز سے کرتے کہ مجمع کیف و سرور کے سمندر میں غرق ہو جاتا کسی پر طنز و تعریض کرتے تو مزہ ہی آ جاتا آپکو جاہل پیروں اور ان پڑھ واعظین پر بڑا غصہ آتا تھا اور ان کی خوب خوب خبر لیتے فرماتے ہم عمر بھر علم پڑھ پڑھ کر' نمازیں پڑھ پڑھا کر' نیکی کا وعظ کر کے' دین حق کی حمائت میں تدریس اور مناظرے کر کر کے پھر بھی مولوی کے مولوی؟ اور یہ لوگ نہ طالب ہوئے نہ عالم نہ عابد و زاہد' نہ دنیا کا علم نہ دین کا' نہ ریاضت' نہ علم نہ عمل پھر بھی کچھ علامہ کچھ شیخ المشائخ۔

آپ عمر بھر جہالت' بد عقیدگی' بد عملی' بے علمی' منافقت اور گناہوں کے خلاف جہاد فرماتے ہوئے حادثہ میں کلمہ پڑھتے ہوئے ٹرک والے کو اللہ و رسول کے نام پر معاف فرما کر اسی بانکپن کے ساتھ اپنے رب کے حضور حاضر ہو گے جیسے دنیا میں ہوتے تھے۔

حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

منبع العلوم' کاشف الاسرار' راس الاذکیاء ابوالحقائق علامہ مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ بعض شخصیات زمان و مکان کی حدود اور جسم کے اطراف میں مقید ہونے کے باوجود اپنی جامعیت اور بلند کمالات کی وجہ سے ادراک و احساس کے دائرہ سے باہر ہوتی ہیں بلکہ خیال کی سریع اور بلند پرواز بھی ان حضرات کے تشخص تک رسائی سے عاجز رہتی ہے حضور ابوالحقائق علیہ الرحمۃ بھی ایسی شخصیات میں سے تھے ان کے کسی ایک کمال کی بلندی کی طرف جب عقل پرواز کرتی ہے تو وہ راستہ میں تھک ہار کر رہ جاتی ہے اور اپنے عجز کا اظہار کرتے ہوئے پکار اٹھتی ہے کہ "قد طلبنا فلم نجد لك فی السود مثلا "ہم آپکی سیادت کا راستہ ہی نہ پاسکے تو تلاش کیا کریں غرضیکہ آپکی جامعیت اور وسعت کے ادراک سے عجز ہی آپ کی معرفت اور پہچان ہے۔

یہ سچ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نواز تا ہے تو اپنی شان عطا سے نواز تا ہے اور ہر پہلو سے نواز تا ہے اللہ تعالیٰ نے علامہ ابوالحقائقؒ کو اس شان سے نوازا کہ جسمانی و روحانی۔ ظاہری و باطنی۔ علمی اور وجدانی ہر پہلو سے محاسن کے ساتھ نوازا اور بے مثال نوازا۔ آپ علوم کے ایسے بحر زخار تھے جس کی گہرائی اور وسعت لامحدود تھی اس سمندر بے کنار سے علوم کے طوفان اٹھتے پھیلتے تو نظر آتے مگر اس میں باہر سے دریا گرتے ہوئے نظر نہ آتے۔ تیس (۳۰) سے زائد علوم آپ کی جنبش لب سے وجود پاتے یعنی ابولحقائقؒ علوم سے اپنی بات نہ بناتے بلکہ اپنی بات سے علوم کو وجود عطا کرتے۔ آپ کو فراست مومنانہ میں یکتائی حاصل تھی جس کی بنا پر مشکل ترین نظری مسائل بھی آپ کے ہاں بدیہات کی صورت اختیار کر لیتے تھے چنانچہ علوم عقلیہ و نقلیہ کے ماہرین اساتذہ آپ کی برجستہ گفتگو سے کتب فنون کے مشکل مقامات کو حل کر لیا کرتے تھے اور آپ کے بیان سے عوام بھی ادق سے ادق مسائل کو بدیہی انداز میں سمجھ پاتے تھے۔ آپ کی جلالت علمی کا یہ عالم تھا کہ حاضرین میں سے بالا تحصیص بڑے بڑے علماء و مشائخ آپ کی تقریر سے دم بخود ہو کر رہ

جاتے اس جلالت شان کے باوجود عجز وانکساری کا یہ عالم تھا کہ آپ نے ہمیشہ بڑوں کی بجائے چھوٹوں اور خاصوں کی بجائے عوام کو اپنے گلے لگایا اور اپنی توجہ کا مرکز بنایا ایوب خان کے آخری دور میں جب بھٹو نے سوشلزم کا نعرہ لگایا تو چند علماء نے "جمعیت علمائے اسلام" کے پلیٹ فارم سے مفتی محمود صاحب کی قیادت میں بھٹو کی تائید میں جلسے شروع کر دیے تو علماء اہل سنت نے سوشلزم کے مقابلہ کیلئے "جمعیت علماء پاکستان" کی صدارت حضرت علامہ ہزارویؒ کو پیش کی جس کو آپ نے بصد اصرار منظور فرمالیا اور قائد منتخب ہو جانے کے بعد آپ نے پورے ملک میں پیپلز پارٹی اور کانگرسی علماء کا تعاقب شروع کر دیا آپ کی للکار سے یہ علماء پس پائی پر مجبور ہو گے۔ مولانا مفتی محمود صاحب نے اپنے چند علما کے ہمراہ حضرت علامہ ہزاروی صاحب سے ملاقات کے خواہاں ہوئے مگر حضرت علامہ ہزاروی صاحب نے ملاقات سے انکار فرمایا اور ایک مرتبہ انہیں جواب دیا کہ اگر آپ ملاقات پر مصر ہیں تو لاہور میں میرے احباب مولانا عبدالنبی کوکب' مولانا محمد عبد القیوم ہزاروی وغیرہ سے مل کر ان کو مطمئن کریں تو پھر ان کے کہنے پر میں ملاقات کیلئے غور کرونگا چنانچہ مفتی محمود احمد اور مولانا محمد علی جالندھری چند علماء کے ہمراہ جامعہ نظامیہ رضویہ میں آ کر ان علما سے ملے لیکن مفتی محمود کا وفد ان علماء کو مطمئن نہ کر سکا اور مایوس واپس لوٹ گیا اس واقعہ سے جہاں علامہ ہزارویؒ نے اپنے اصاغر پر بھرپور اعتماد کیا اور انہیں آگے بڑھنے کا حوصلہ دیا وہاں ان علماء کو ان کی حیثیت کا احساس دلا کر اپنی فراست کا مظاہرہ کیا

جمعیت علماء پاکستان جو صدارت کی رسہ کشی میں مبتلا تھی علامہ ہزاروی پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنی حکمت اور فراست سے جمعیت کو اس رسہ کشی سے آزاد کیا اور اپنی بھرپور مساعی سے جمعیت کو بام عروج پہنچایا اور اس کو عوام کے تعاون سے خانہ ساز حضرات کی یرغمالی سے نجات دلائی اس مرحلہ پر آپ نے ایک بار پھر فراست کا لوہا منوایا کہ جمعیت کو جمہوری سیاست سے روشناس کرانے کے لئے اچانک استعفیٰ دے کر نئے انتخاب کیلئے مجلس بنادی۔ کاش آج پھر کوئی ہزاروی صاحب جیسا صاحب بصیرت میدان میں آکر جمعیت کو دوبارہ آزاد کراتا اور حضرت علامہ ابوالحقائق مولانا محمد عبد الغفور ہزارویؒ کی قائم کردہ سنت کو زندہ کرتا۔

حضرت پیر سید محمد فاروق القادری آستانہ شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں

مجھے یہ شرف حاصل ہے کہ میں نے واقف راز ابوالحقائق علامہ پیر محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی کئی یادگار تقریریں سنیں۔ دلوں کے مضراب چھیڑنے' ان میں خشیت الٰہی اور انابت الی اللہ پیدا کرنے اور سخت سے سخت دلوں کو موم بنا کر پگھلانے والے واعظین نہیں جید علما کی اگر کوئی فہرست انتہائی باریک بینی سے بنائی جائے تو علامہ ہزاروی اس میں سرفہرست ہوں گے۔ تاریخ شاہد ہے کہ فلسفیانہ مباحث اور عقلی موشگافیاں دماغی عیاشی کیلئے بلاشبہ بہتر سامان ثابت ہوتی رہی ہیں مگر بیمار دلوں' غافل روحوں اور بے چین دماغوں کو جس چیز نے تازہ زندگی' تازگی اور سکون عطا کیا ہے وہ رواں آنسوؤں کے ساتھ گداز قلب کی وہ ایسی آواز ہے جو انبیاء ورسل اور تاریخ کارخ موڑنے والے تمام جلیل القدر لوگوں کا ورثہ ہے۔

بلاشبہ علامہ ہزارویؒ اسی قافلے کے فرد فرید بلکہ تتمہ تھے میرا اپنا خیال ہے کہ ہجرو فراق دردو غم اور محبت و کیف کی جو صدا ہر دور میں راہ خداوندی کے لئے تازہ دم نئے قافلے تیار کرتی رہی ہے اس '' بشنواز نے چوں حکایت میکند'' والی درد بھری آواز کے آخری حدی خواں علامہ ہزاروی تھے۔

میں نے چار چار پانچ گھنٹے کے خطاب میں دیکھا کہ لوگوں کے آنسو رواں ہیں کسی کو تن من کا ہوش ہے اور نہ وقت کا مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے جونہی آپ نے سید دوعالم ﷺ کے براق پر سواری کی منظر کشی کی مولانا رومی کا یہ شعر چست کیا

قضا گیرد قدر گیرد ازل گیرد ابد گیرد

رکابش را عنانش را عنانش را رکابش را

تو مجمع آہ و بکا کی تصویر بن گیا۔ میرے نزدیک آپ کی سب سے بڑی انفرادیت یہ تھی کہ جید عالم ہونے کے ناطے مشکل سے مشکل مسائل یعنی وحدۃ الوجود' حقیقت انسان ایسے موضوعات میں ایسی چاشنی' پرکاری اور کیف بھر دیتے کہ خواص تو اپنی جگہ عوام بھی آنسوؤں کی

جھڑیوں سے اپنے گناہوں کے دفتر دھو کر اس محفل سے اٹھتے۔ایک خاص بات جو میں نے آپ کے بیان میں محسوس کی وہ یہ ہے کہ درد و کیف کی یہ خصوصی فضا کسی وقتی صورت حال کا نتیجہ نہیں بلکہ شروع سے آخر تک آپ کی تقریر میں یہ کیفیت موجود رہتی جونہی آپ کی تقریر کا اعلان ہوتا عشق و محبت اور درد و کیف کی خصوصی فضا قائم ہو جاتی بسا اوقات آپکی تقریر کا مرکز و محور قرآن مجید کی کوئی آیت یا مثنوی کا کوئی شعر ہوتا ہر بات گھوم کر اپنے اصل نقطے پر واپس آتی۔ مجھے ایک ایسی محفل میں آپکا بار بار دہرایا ہوا شعر آج تک نہیں بھولتا۔

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار

بگزارند و خم طرہ یارے گیرند

اللہ تعالیٰ نے آپ کو پوری فیاضی سے وسیع علم، زبان وبیان پر قدرت، وجیہ شکل و صورت، خوبصورت آواز، مقبولیت و شہرت، مرجعیت و محبوبیت سے نوازا تھا آپ حکمرانوں کی دہلیزوں سے ہمیشہ دور رہے کلمہ حق کہنے میں کبھی کوئی مصلحت آڑے نہ آئی کردار کی بلندی نے شخصیت کو دوبالا کر دیا تھا۔

تحریک پاکستان تحریک ختم نبوت میں آپ کا کردار مثالی رہا جمعیت علمائے پاکستان کی قیادت آپ نے اس وقت سنبھالی جب جمعیت کا رخ جابر حکمرانوں کے اقتدار کو سہارا دینے کی طرف موڑنے کی کوششیں شروع ہونے لگیں۔ ان ساری خوبیوں کے باوصف آپ دراصل اس بیمار قوم کے ایسے طبیب تھے جنہوں نے اس کی دوا اور شفا صرف اور صرف دامان نبوی سے وابستگی میں سمجھا عمر بھر اسی کی ترویج و تبلیغ کرتے رہے خدا بخشے مولانا ظفر علی خاں کو کس قدر سچی اور حقیقت پر مبنی بات ان کے منہ سے نکلی ؎ چشمہ ابل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

حضرت پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ بھیرہ شریف

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی ان نابغہ روزگار ہستیوں میں سے

ایک ہیں جنہیں مبدا فیاض نے گونا گوں صلاحیتوں سے سر فراز فرمایا تھا۔ وہ بیک وقت ایک بے نظیر مدرس بھی تھے اور بے مثال خطیب بھی تھے اور ان کی خطابت کا دائرہ زندگی کے سارے گوشوں کو احاطہ کئے ہوئے تھا جب وہ عقائد اور اخلاق پر اظہار خیال کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ دلائل و براہین کا ایک سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے اور جب ان کے خطاب کا موضوع ملکی سیاست ہوتا تو اسکے بارے میں انکے افکار سن کر حیرت ہوتی کہ سیاسی مسائل میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنا فراواں فہم و دوررس نگاہ عطا فرمائی ہے۔

جس اجتماع میں بھی خطاب فرماتے ان کے سامعین میں سے شاید ہی کوئی ایسا بد نصیب ہو جو اپنے دامن طلب کو گلہائے مراد سے بھر کر نہ اٹھا ہو آپ کی ذات ان چند نامور ہستیوں میں سے تھی جن پر ملک اور ملت کو بجا طور پر ناز تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں حسن معنوی کے ساتھ جمالی صورت بھی وافر عطا فرمائی ان کے پر جلال چہرہ اور باوقار شخصیت کو دیکھ کر اسلام کی عظمت کا احساس دل میں پیدا ہوتا تھا وہ بہترین مدرس، خطیب اور عظیم مفکر تھے۔ انکی یہ تینوں خوبیاں اپنے اندر انفرادیت رکھتی تھیں جنکی مثال کسی اور جگہ مشکل ہی نظر آتی ہے اس وقت جبکہ ملت اسلامیہ پاکستان اپنی زندگی کی عظیم جنگ لڑ رہی ہے ان کی فکر صائب مومنانہ قیادت اور ولولہ انگیز خطابت کی اشد ضرورت تھی افسوس یہ ہمیں داغ مفارقت دے گے جبکہ اہل سنت کے سفینہ کو ان کی ناخدائی کی ضرورت تھی ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو لحظہ بہ لحظہ بلند فرماتا رہے اور انکے علمی اور روحانی فیوضات سے طالبان حق کو مستفید فرماتا رہے۔

حضرت مولانا سید محمد متین ہاشمیؒ سابق ڈائریکٹر دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور

کمالات کی دو قسمیں ہیں کسبی اور وہبی۔ وہبی کمالات صاحب کمال کے باطن میں روز ازل ہی سے ودیعت کر دیئے جاتے ہیں انکی حیثیت ایک بیج کی سی ہوتی ہے جس میں پورا درخت پوشیدہ ہوتا ہے حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ میرے ناچیز خیال میں ثانی الذکر صاحب

کمال واہل دانش میں سے تھے خطابت ایسی کہ سامعین مسحور' تدریس ایسی کہ از دل خیز دو بر دل ایز دوالی کیفیت' قلب زندہ' مجلی ومزکی' فیض حاصل کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں' ایسی ہمہ جہت' گونا گوں اور بو قلموں شخصیت عرصہ کے بعد جنم لیتی ہے اور جب حیات عنصری سے رخ موڑتی ہے تو ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما۔ کی صورت میں غفر اللہ لہ وجعل الجنۃ مثواہ وصل اللہ علی خیر خلقہ سیدنا محمد والہ و صحبہ واجمعین ۔

حضرت علامہ محمد محفوظ الحق شاہ خطیب جامع مسجد غلہ منڈی بورے والا

بحر العلوم' استاذ العلماء امام الافاضل' شیخ القرآن حضرت علامہ محمد عبدالغفور صاحب ہزارویؒ حقائق و معارف کا بحر ناپید اکنار تھے۔ جامعیت و مرکزیت میں اپنی مثال آپ تھے آپ عدیم المثال مدرس' باکمال مفسر' صاحب جمال محدث' بالغ النظر مفتی' کامل الادراک عارف اور جامع الاوصاف عالم ربانی تھے۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ مسند تدریس کی زینت علمائے کرام صرف تدریس تک محدود رہتے ہیں محافل وعظ و خطاب سے مشرف نہیں فرماتے جبکہ میدان خطابت کی رونق ارباب علم' تدریس نہیں کر سکتے کیوں کہ دونوں قسم کی ذمہ داریاں نبھانا مشکل کام ہے خطابت کے لئے طوفانی دورے اور ان کے تقاضوں کی تکمیل' مسند تدریس پر جم کر بیٹھنے اور یکسوئی کے ساتھ متعلمین کو پڑھانے کے بالکل خلاف ہے کیونکہ وہاں پر روز نئے سفر کا آغاز' جبکہ ایک صحیح مدرس اور ذمہ دار معلم کے لئے جائے تدریس سے لحہ بھر کے لئے غائب ہونا خارج از امکان ہے نیز جلسوں کی ہنگامہ آرائیاں برداشت کرنا ایک حجرہ نشیں معلم کے لئے بہت مشکل کیونکہ وہ تو سکون واطمینان کو شرط تعلیم قرار دیتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ لیکن ممدوح مکرم حضرت شیخ القرآن ہزارویؒ ان نفوس قدسیہ میں سے تھے جنہیں قدرت نے بیک وقت دونوں خوبیوں سے نوازا تھا اگر آپ علوم وفنون کا ہمالیہ تھے تو میدان خطابت کے شہسوار بھی تھے آپ فی الحقیقت ایک جادو بیاں اور قادر الکلام

خطیب تھے آپ کے خطاب میں جہاں انداز خطاب کی ندرت ہوتی تھی وہاں معارف و حقائق کا ایک مواج سمندر بھی متلاطم ہوتا کتاب و سنت کے جواہر، تصوف کے اسرار و رموز، کلام کی گتھیاں سلجھانے کے لئے ماہرانہ نکات، سامعین کو کیف و سرور کے جہان میں مستغرق کر دیتے تھے اور پھر جب آپ اپنے ذوق میں عشق سیدنا عالم ﷺ سے سرشار ہو کر مثنوی شریف، امام اہل سنت اعلیحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلویؒ یا کسی عاشق و مخلص شاعر کے صرف ایک ہی شعر کا تکرار فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ قدسی بھی داد تحسین دے رہے ہیں بلکہ پوری کائنات آپکے ذوق کی موافقت میں وجد کر رہی ہے واللہ یہ تکلف نہ ہوتا بلکہ حقیقت ہی حقیقت کیونکہ جب آپ ذوق کی اس بلندی پر پہنچتے تو دیکھنے والے دیکھتے کہ آپ آنکھیں بند کئے بحر ذوق میں شناوری کر رہے ہوتے اور سامعین و حاضرین کی طرف سے بالکل بے نیاز ہوتے بارہا آپکی حقیقت افروز اور ذوق آور انداز بیاں سے متاثر ہو کر مجمع میں لوگ ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگتے تھے۔

اور جب خطاب کی ان ہنگامہ آرائیوں میں عشق سید عالم ﷺ کی شمع فروزاں کرنے کے بعد آپ دورۃ القرآن الکریم پڑھانے بیٹھتے تو علوم و فنون کے دریا بہادیتے آپ کے جواہر علم و فضل سے آراستہ و پیراستہ ہزاروں تلامذہ جو کہ ماشاء اللہ جہان علم و فنون کی آبرو ہیں آج بھی ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرما رہے ہیں

آپ نے اس مفروضہ کو غلط ثابت کر دیا کہ معقولی حضرات یبوست اور مزاج کی درشتی کا شکار ہوتے ہیں کیونکہ امام المعقولین ہونے کے باوجود آپ کے مزاج کی نفاست اور لطافت کا ایک جہان معترف بلکہ چشم دید گواہ ہے اور اس پر مستزاد رنگ نزاکت کی بدولت کبھی بڑی بڑی قد آور شخصیات کو آپ کی زجر و توبیخ کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن مجال ہے کہ کبھی کسی نے بغض و کینہ کی گرہ باندھی بلکہ آپ کی ماہرانہ نصیحت کی روشنی میں آئندہ اصلاح کی کوشش کرتے اور حتی الامکان گزشتہ بے اعتدالی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ رہتے۔ اصل میں یہ اہل اللہ کی نگاہ کرم کی برکت تھی جس سے آپ مستفیض و مستنیر ہوئے خصوصاً حجۃ الاسلام امام الاعلام حضور شاہزادہ امام اہل سنت مولانا حامد رضا خاں صاحب بریلویؒ اور امام العارفین مقدام الکاملین شیخ المحققین حضرت پیر

سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ نے نوازا اور خوب نوازا بقول ڈاکٹر اقبال ؎

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر

علم و حکمت از کتب دیں از نظر

علوم دینیہ میں آپ کی مہارت، عظمت، حبیب رب العالمین ﷺ اور عزت صلحا اولیاء امت کے ایمانی اور روحانی موضوعات پر آپ کی پر مغز خطابت کے علاوہ قدرت نے آپکو ملت اسلامیہ کو درپیش مسائل کے حل کیلئے بے پناہ بصیرت اور قائدانہ صلاحیت سے بھی نوازا تھا چنانچہ تحریک پاکستان، قرار داد پاکستان اور بنارس آل انڈیا سنی کانفرنس مہاجرین کی آباد کاری اور دیگر ملکی ملی، انفرادی اور اجتماعی مسائل کے حل میں آپ کی قائدانہ صلاحیتوں کا لوہا آج بھی مانا جاتا ہے فی الحقیقت ایسی عبقری شخصیات صدیوں بعد نظر آتی ہیں۔

حضرت علامہ مفتی محمد مختار احمد درانی مہتمم مدرسہ سراج العلوم خانپور

پیر طریقت، کاشف اسرار حقیقت، وحید العصر علامہ الدہر سید المتصوفین عمدۃ المحققین حضرت قبلہ مولانا پیر محمد عبد الغفور صاہب ہزاروی ؒ علماء ربانین کی صف میں سید العلماء، کاملین کی صف میں سید الکاملین، عارفین کی صف میں سید العارفین، متصوفین کی صف میں سید المتصوفین تھے۔ خطبا کی صف میں سحر بیاں پر ذوق خطیب تھے ایک ہی شعر پر تحقیق وذوق کے انداز میں گھنٹوں خطاب فرماتے تھے ہزاروں کا اجتماع وجد و ذوق میں مسحور ہو جاتا تھا سامعین کی زبان پر فلک شگاف نعرے جاری رہتے تھے گویا آپکو تصرف علی القلوب کا مقام حاصل تھا، کشف القلوب بھی تھا کہ معترضین کے اندرونی اعتراضات پر مطلع ہو کر کشف شبہ فرماتے تھے خصوصاً مختلف فیہ مسائل حاضر و ناظر، نور، علم غیب، ندا یا رسول اللہ ﷺ۔ حیات النبی ﷺ استمداد، قیام صلوۃ و سلام۔ ایصال ثواب، نذر لاولیاء و دیگر مسائل پر تحقیقی خطاب فرماتے تھے کہ معترض کو گنجائش اعتراض نہیں ہوتی تھی۔ دورہ تفسیر القرآن میں آپ کو مہارت تامہ حاصل

تھی۔ منتہی قابل ترین، منطقی، فلسفی طلباء کرام آپ سے علمی استفادہ کرتے تھے مطمئن کرنا آپکا کمال تھا۔ وجدانی کیفیت پیدا کرنا بھی آپ کا خاصہ اور کمال تھا۔ آپ خانپور سالانہ جلسہ جشن عید میلاد النبی ﷺ میں ضرور شرکت فرماتے تھے آپکا خطاب مثالی وجدانی روحانی ہوتا تھا آپ جلسہ کی روح رواں تھے آج تک سامعین کی قوت سامعہ میں حضرت کی سوز بھری آواز گونج رہی ہے اللہ تعالیٰ حضرت کے مزارانوار پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے آمین اللہ تعالیٰ حضرت کے صاجزادگان تمام آل اولاد کی عمر دراز فرمائے اور اس مرد قلندرؒ کے فیوض وبرکات سے ہم اہلسنت کو قیام قیامت تک مستفیض فرمائے (آمین)

محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بانی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی

1955ء میں حضرت شیخ القرآن ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی پہلی بار حیدر آباد سندھ میں تقریر سنی جو سوز اور عشق ومستی سے معمور تھی۔ موزوں اور دل آویز اشعار نے تقریر کو جاں نواز اور روح پرور بنادیا تھا اس کے بعد دوسری بار ملتان میں حضرت شیخ القرآن رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ علامہ ہزارویؒ علم کے بحر ذخار تھے مشکل ترین مسائل کو آسان الفاظ میں بیان کرنا آپ ہی کا خاصہ تھا۔ انداز خطاب اتنا والہانہ تھا کہ سیدھا دل میں اترتا چلا جاتا تھا۔ آپ کی ظاہری وباطنی نفاست ہر صاحب دل کی بصیرت پر عیاں تھی اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

حضرت پیر سید ڈاکٹر محمد مظاہر اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

حضرت شیخ القرآن کا ہر سانس ذکر خدا اور ہر لمحہ زیست اشاعت دین متین کیلئے وقف تھا حضرت شیخ القرآنؒ کا جب تبلیغی معراج کا زمانہ تھا اس وقت میں زیادہ عمر کا نہ تھا طالب علمی کا دور تھا لیکن فہم وادراک اس قدر ضرور تھا کہ خطابات سے نہ صرف محظوظ ہو سکتا تھا بلکہ علمی نکات اور القائی کیفیات کو ذہن میں محفوظ کر سکتا تھا۔ میں نے حضرت کی تقریباً دس تقاریر سماعت کی

تھیں۔ حضرت کے سینہ میں علم کا جو سمندر جوش مار رہا تھا اس کا اندازہ اسطرح کیا جاسکتا ہے کہ حضرت کی یہ دس تقاریر صرف ایک شعر کی تشریح میں ہیں وہ شعر نعت مبارکہ کا تھا

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے

وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

ہر تقریر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سے کم نہ تھی یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ ایک شعر پر اسقدر منہ شگافی کرنا اور پھر ہر تقریر دوسری تقریر سے مختلف ہوتی تھی تقریر جس انداز میں فرماتے معلوم ہوتا تھا کہ محبت رسول ﷺ سے سرشار اور جھوم جھوم کر اس محبت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں

حضرت شیخ القرآنؒ نہ صرف ایک بہترین خطیب تھے بلکہ محقق، مفسر اور شارح تھے حضرت میں ایک خوبی جو بہت نمایاں تھی وہ یہ کہ اپنے علم پر اسقدر بھروسہ اور اعتماد تھا کہ کسی سے مرعوب نہ ہوتے بلکہ مدمقابل کو سنجیدگی سے ماننے پر مجبور کر دیتے حضرت کے زمانے میں آج کل کی طرح کم مائیگی علم کا زمانہ نہ تھا بلکہ بڑے بڑے علم کے پہاڑ ہمالیاتی انداز میں موجود تھے پھر ان سب کے سامنے اپنے علم و فہم اور انداز کے مطابق ان علماء سے داد حاصل کرنا معمولی بات نہ تھی لیکن حضرت شیخ القرآنؒ کی ذات گرامی وہ تھی کہ جب اسٹیج پر پہنچ جاتے تو عوام و خواص کے چہرے مسرت سے کھل جاتے تھے اور حضرت جب خطاب کیلئے اپنے مخصوص انداز میں کھڑے ہوتے تو علما و طلباء قلم کاغذ نکال لیا کرتے تھے سامعین سنبھل کر بیٹھ جاتے محفل پر مکمل سکوت طاری ہو جاتا تھا۔

کچھوچھہ شریف کی علمی شخصیات میں سب سے نمایاں مقام حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی کو حاصل ہوا ہے حضرت شیخ القرآنؒ اس دور کی علمی شخصیت تھے ایک مرتبہ میں اپنے والد شاہ سید طاہر اشرف جیلانی (خلد مکانی) اور حضرت سید محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی کے ساتھ اسٹیج پر موجود تھا علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ بھی تشریف فرما تھے جلسہ معراج النبی ﷺ کے سلسلہ میں منعقد ہوا تھا حضرت شیخ القرآنؒ معراج کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے درمیان میں

حضرت شیخ القرآنؒ نے کوئی مزاح کی بات کی جس پر حضرت کاظمی شاہؒ صاحب نے فرمایا" حضرت معراج رات کو ہوئی تھی" (جلسہ دن کو ہو رہا ہے) تو حضرت شیخ القرآنؒ نے برجستہ لاوڈ سپیکر میں کہا" دیکھو لوگو کاظمی شاہ بھی بھول کا شکار ہو گیا کہتا ہے معراج رات کو ہوئی تھی لیکن اس کو یاد نہیں کہ معراج کاذکر دن میں کیا گیا تھا حضرت نے اپنے انداز میں ایسے بیان فرمایا کہ سب نے حضرت کی حاضر جوابی پر داد تحسین دی اور کاظمی شاہ صاحبؒ نے خود بلند آواز میں کہا سبحان اللہ۔

پیر سید محمد مظہر قیوم شاہ مشہدی سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھکھی شریف

حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ ان افراد میں سے تھے جن میں اللہ تعالیٰ کئی صفات مجتمع کر دیتا ہے آپ بیک وقت باعمل عالم' بے مثال مقرر' بہترین مدرس' مقتدر سیاستدان اور پیر کامل تھے۔ حضرت شیخ القرآنؒ کی تدریس زمانہ میں مسلمہ ہے بلکہ یوں کہیے جس طرح حضرت محدث اعظمؒ پاکستان نے علم حدیث کی خدمت کی اسی طرح حضرت شیخ القرآنؒ نے علم قرآن کی خدمت کی حضرت شیخ القرآنؒ ایک بے مثال مقرر بھی تھے ایک آیت کریمہ یا حدیث شریف پر گھنٹوں تقریر فرماتے اور سامعین عش عش کرتے رہتے۔

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب سابق امیر جمعیت اہل حدیث پاکستان

ہمارے ممدوح حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی مرحوم نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان کے دوسرے علاقوں میں بھی اپنی فصاحت' نکتہ آفرینی اور علمیت کے وجہ سے ایک وسیع حلقہ احباب رکھتے تھے ان کا خطاب اپنی شعلہ بیانی اور اثر آفرینی کے وجہ سے بے مثل ہوتا تھا انکا شمار گنتی کے ان چند بلند پایہ خطباء میں ہوتا ہے جو اپنے سامعین کے چہروں سے ان کی اندرونی سوچ اور کیفیات کا اندازہ کر کے جملوں کی بناوٹ اور سجاوٹ پر عبور رکھتے تھے اور اس طرح تمام سامعین ان کی تقریر کے دوران شروع سے لیکر آخر تک ہمہ تن گوش بیٹھے رہتے۔ انہوں نے تمام عمر فروعی اور

مسلکی اختلاف کو کبھی بھی اس نقطہ پر نہیں آنے دیا جہاں فریقین کے آمنے سامنے آجانے سے امن و امان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا۔ اختلاف میں برداشت' شائستگی اور احترام شخصی ان کا شعار تھا افسوس کہ یہ سب کچھ فی زمانہ عنقا ہوتا جارہا ہے فروعی اختلافات کو ذاتی دشمنی کا رنگ دے دیا جاتا ہے۔ وہ زندگی چند طے شدہ ضوابط کے تحت گزارنے کے قائل تھے بطور مثال اتنا ہی کافی ہے کہ جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو معمول کے مطابق صبح کی سیر پر گئے ہوئے تھے۔ خدا کرے کہ آج بھی لوگوں میں اس دور کی وسیع القلبی' رواداری اور احترام باہمی عود کر آئے کہ ٹوٹتے بکھرتے مسلم معاشرہ کو ایسے جذبوں کی سخت ضرورت ہے (آمین ثم آمین)

شارح بخاری حضرت سید مولانا محمود احمد رضوی حزب الاحناف لاہور

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول شیخ القرآن حضرت علامہ ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی ثم وزیر آبادی چشتی نظامی قادری اہلسنت و جماعت کے اپنی شان کے واحد مفسر۔ محدث۔ خطیب اور علم و فضل کے روشن چراغ تھے انہوں نے اپنی ساری زندگی کتاب و سنت کی تعلیم و تدریس ملک و ملت کی صحیح رہنمائی اور مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت میں صرف فرمائی غالباً اہل سنت میں دورہ تفسیر القرآن کی بنیاد سب سے پہلے انہوں نے رکھی قرآن مجید کے احکام و مسائل اور معارف سے طلباء کی ایک کثیر تعداد کے قلوب کو روشن و مستنیر فرمایا وہ تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت کے عظیم مجاہد تھے انکے دینی و ملی کارناموں کے بیان و اظہار کیلئے دفتر درکار ہے حضرت علامہ ہزاروی کے ساتھ اپنے والد مکرم حضرت علامہ سیدی ابو البرکات کے ہمراہ کئی مقامات پر مختلف جلسوں میں مجھے شمولیت کا شرف حاصل ہوا ہے اور بہت دفعہ بالمشافہ گفتگو کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی آپ نے بڑا پیار امزاج پایا تھا چھوٹا ہو یا بڑا اس کی بات کو بڑے غور سے سنتے پھر متانت و دلائل اور عمدہ وقار سے اسکا جواب دیتے دینی معاملات میں جواب دینا استفصارات کو حل کرنا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے عالم باعمل تھے' محقق بھی تھے

ابو الحقائق تھے میرا دل کہتا ہے کہ یہ لفظ "تھے" چھوٹا ہے تھے نہیں بلکہ ہیں مفکر ہیں محقق ہیں محدث ہیں مفسر بھی ہیں صرف خطیب اعظم نہیں بلکہ خطابت کے بادشاہ بھی ہیں ادیب بھی ہیں سیاستدان بھی وہ اقلیم علم و فضل کے بادشاہ۔ شریعت و طریقت کے حسین امتزاج کا دل آویز نمونہ ہیں، علم و عرفاں کی ایک ایسی شمع جس میں دھواں نہیں ہے اور علوم عالیہ اسلامیہ کے ایک ایسا گلستان جس میں کانٹے نہیں، علم و فضل کے بادشاہ تو ہیں ہی میں جو سمجھتا ہوں کہ وہ صرف اور صرف سچے عاشق رسول ﷺ ہیں مجھے ان کی بہت سی باتیں یاد ہیں ایک دو میں عرض کئے دیتا ہوں یہ اس دور کی بات ہے جب بڑے بڑے علماء کرام موجود تھے اس دور میں اگر کوئی خطیب یا مقرر کوئی نکتہ بیان کرتا تو لوگ اس سے دلیل مانگتے تھے اور اگر کوئی بغیر دلیل کے بات کرتا تو رقعے آنے شروع ہو جاتے پھر ان کا جواب دینا پڑتا فیصل آباد کے قریب ایک بہت بڑا جلسہ تھا میں خود بھی وہاں موجود تھا بہت سے مخالف لوگ بھی آپ کی تقریر سننے کے لئے آئے ہوئے تھے آپ نے عشق مصطفےٰ ﷺ سے لبریز تقریر فرمائی آپ بیان فرما رہے تھے کہ جنت کے دروازوں پر، جنت کے درخت کے پتوں پر حوروں اور غلمانوں کی آنکھوں اور پیشانیوں غرضیکہ ہر چیز پر حضور ﷺ کا نام مبارک "محمد" ﷺ لکھا ہوا ہے بڑا وجد آفریں خطاب تھا ہر طرف سے نعروں کی گونج بلند ہو رہی تھی کسی شخص نے ایک چٹ بھیج دی حضرت جنت کی ہر چیز پر ایک نام نہیں دو نام لکھے ہوئے ہیں اگر وہاں پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا ہے تو ساتھ لا الہ الا اللہ بھی لکھا ہوا ہے یہ ایک نام نہیں بلکہ دو نام ہیں کیا جنت دونوں کی ملکیت ہے ؟ کیا ایک چیز کے دو مالک ہیں اللہ مالک ہو گا یا مصطفےٰ ﷺ مالک ہوں گے اصل مالک کون ہے ؟ حضرت شیخ القرآنؒ نے بڑا پیارا عالمانہ اور محققانہ جواب دیا فرمایا تم نے جو اس بات کو متنازعہ بنا دیا ہے یہاں پر تنازعے والی کوئی بات نہیں کہ مالک کون ہے ۔ خلق اور ملک کی بات ہے اگر کوئی یہ پوچھے کہ جنت کا بنانے والا کون ہے تو جواب ہو گا لا الہ الا اللہ۔ اللہ خالق کائنات ہے ہر چیز کا بنانے والا رب ہے اور اگر کوئی یہ پوچھے کہ رب نے کائنات کو بنا کر کس کی ملک میں دے دیا ہے تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

آپ مدرس و خطیب تو تھے ہی لیکن اول و آخر عاشق رسول ﷺ ہیں ہماری طرح بے

عمل نہیں جو کہتے کر کے دکھاتے تھے اور ڈنکے کی چوٹ پر بات کرتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ متقی تھے "الذین امنوا و کانوا یتقون" تقوی کی وجہ سے آپ کی جبین روشن تھی متعدد بار حزب الاحناف کے سالانہ جلسوں میں خطاب فرمانے کے لئے تشریف لائے دارالعلوم کے اجلاس میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض میں سرانجام دیا کرتا تھا آپ کے عشق مصطفےٰ ﷺ کا یہ عالم تھا کہ مجھے فرماتے کہ میرے نام کے ساتھ کوئی القاب مولوی 'مولانا 'علامہ لگاؤ یا نہ لگاؤ مگر میرا نام محمد عبدالغفور ضرور پکارنا وہ ہر لمحہ ہر مقام ہر جگہ ہر موقعہ پر حضور سرور دوعالم ﷺ کے ساتھ اپنی نسبت کو قائم رکھتے تھے عملی طور پر بھی۔ باطنی روحانی اور اعتقادی طور پر تو تھی ہی ایک اور بات کہ وہ کبھی بھی بے وضو خطاب نہ فرماتے تھے ایسی نابغہ روزگار عبقری اب کہاں ؟

کھاریاں میں صحابہ کرام کے فضائل ومناقب پر جلسہ ہو رہا تھا آپ تقریر کے لئے تشریف لے گئے میں نے تقریر خود سنی وہاں موجود تھا سنی سنائی بات نہیں کر رہا آپ نے فضائل صحابہ میں قرآنی آیات واحادیث کے انبار لگا دیئے بڑی مدلل اور محققانہ تقریر تھی ہر بات پر قرآنی آیات واحادیث پیش فرمارہے تھے دوران تقریر ایک نوجوان کھڑا ہو گیا عرض کرنے لگا قرآنی آیات واحادیث سر آنکھوں پر ان کی محبت واہمیت سے انکار نہیں آپ کے منطقی و فلسفی دلائل ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں آپ عام فہم اور موٹی بات کریں جو ہماری سمجھ میں بھی آجائے آپ نے بڑے پیارے انداز سے پھر خطاب فرمایا میں کیا بیان کروں وہ کیا سہانا منظر تھا اور کیا انداز خطاب تھا آپ بڑے خوشگوار موڈ میں تھے فرمانے لگے اچھا پھر سن۔ مسلم شریف کی حدیث ہے جس نے اپنے ماں باپ کو شفقت ومحبت بھری عقیدت کی نظر سے دیکھا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے حج مبرور کا ثواب عطا فرمائے گا صحابہ نے عرض کیا اگر بار بار دیکھے گا تو کیا ہر بار حج مبرور کا ثواب ملے گا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر ہاں ہر بار ثواب ملے گا آپ نے اپنے والہانہ مخصوص انداز میں حدیث بیان کر کے فرمایا جب عام آدمی کا یہ عالم ہے یہ باپ کو دیکھے تو حج مبرور کا ثواب ملے گا تو وہ صحابہ کرام جو ہر وقت مجلس نبوی میں رہتے تھے انہوں نے ایک بار نہیں سینکڑوں ہزاروں لاکھوں بار سرکار دوعالم ﷺ کو دیکھا ان کے مقام ومرتبہ کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اسلام میں صحابہ کا تقدس

اور اہمیت کس قدر ہے کسی کے بیان سے باہر ہے "انہوں نے اس کو دیکھا ہے جس نے خدا کو بے حجاب و بے نقاب دیکھا ہے" یہ شرف صرف اور صرف صحابہ کرام کو حاصل ہے

آپ کی تقریریں ایسے دلائل و حقائق تھے کہ ایک شعر کو مرکز بنا کر خطاب فرمایا ہر طرف لطف، ذوق و شوق اور وجد کی کیفیت طاری ہو گئی آج ڈھونڈنے سے بھی اقلیم علم و فضل کا ایسا بادشاہ نہیں ملتا اللہ تعالیٰ بطفیل حضور سید المرسلین ﷺ انکے درجات بلند فرمائے اور مزار مبارک پر رحمتیں نازل فرمائے اور اہل سنت کو انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔"

پیر طریقت حضرت مولانا حافظ مظہر الدین رحمتہ اللہ علیہ راولپنڈی

حضرت مولانا محمد عبد الغفور ہزارویؒ کے ساتھ میرے تعلقات کی تاریخ بہت پرانی ہے جوانی مناظروں اور ہنگاموں میں رقص کناں گذری ہجرت کے بعد میں اخبار نویس بن گیا لیکن یہ تعلق بدستور قائم رہا آپ کے وصال سے چند روز پہلے گجرات میں صاحبزادہ مبارک محی الدین صاحب کی مسجد میں مولانا سے ملاقات ہوئی تھی تقریر سنی محبت کی باتیں ہوئیں لیکن کیا معلوم تھا کہ آخری ملاقات ہے اب احناف میں ایسا مجاہد کوئی نہیں رہا یہ خلاء اب پر نہ ہو گا کیونکہ سنیوں کے غازی نے ابدی نیند اختیار کر لی خطابت سوگوار ہے کہ فصاحت مر گئی عشق نوحہ خواں ہے کہ زمزمہ خواں نہ رہا۔ اے عشق آ باہم مل کر روئیں تیرا میرا انیس جاتا رہا اب زندگی بھر دل کو تسلی میسر نہ ہو گی ابدی زندگی میں ہم جب پھر ملیں گے تو دل ٹھہرے گا اگلے جہاں میں ملنے کا تصور اب میرے لئے اور بھی حسین ہو گیا ہے کہ وہاں مرحوم جیسے میرے دوست پہنچ گئے ہیں۔

محترم جناب معراج خالد ملک سابق نگران وزیر اعظم پاکستان

تحریک پاکستان کی کامیابی اور بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناحؒ کے تقدس ماب جذبوں کو تقویت دینے میں حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور ہزارویؒ جیسے راہنمایان

قوم اور مشائخ ملت کی جدو جہد کو فراموش نہیں کیا جا سکتا وہ ایک حق گو، بے باک اور مخلص عالم دین تھے جہاں انکے خطابات کی گرج سے باطل کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہو جاتا تھا وہاں آپ کے خطابات اہل محبت کے لئے حرز جان ہوتے تھے ان کی باتوں میں خلوص اور محبت کا دریا موجزن ہوتا تھا وہ ایک متوازن شخصیت کے مالک تھے اگر آج بھی علماء و مشائخ ان کے کردار کو پیش نظر رکھ کر تبلیغ دین کا فریضہ سر انجام دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ملک میں امن و سکون پھر سے لوٹ آئے اور فرقہ واریت ختم ہو جائے مولانا ہزارویؒ کے نزدیک قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے ساتھ تعلق ہی فکری و نظری اور روحانی رہنمائی کی بنیاد تھا۔ آج بھی اس چیز کی ضرورت ہے کہ ہر قسم کے تفرقے سے جان چھڑا کر ہم ان سے اپنا تعلق پیدا کریں۔ علامہ ہزاروی کی ایک خوبی اُنکا جمہوریت پسند ہونا بھی ہے اُنھوں نے اپنے انتقال سے کچھ عرصہ قبل تحریک بحالی جمہوریت میں جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر کی حیثیت سے مثالی کردار ادا کیا۔ بانی پاکستان کے ساتھ آپ کے تعلقات جذبہ حب الوطنی کا بین ثبوت ہیں۔ علامہ محمد عبد الغفور ہزارویؒ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی، ملی، سماجی، سیاسی اور قومی خدمات کو ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا وہ یقیناً ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل قومی رہنما تھے۔ اللہ تعالیٰ اُنکی قبر کو روشن اور اُنکے درجات کو بلند فرمائے اور علامہ ہزارویؒ جیسے لوگوں کی یاد کے ساتھ ساتھ اُنکی تعلیمات کو اپنانے کی توفیق بخشے آمین

حضرت علامہ مولانا مقصود احمد قادری خطیب دربار حضرت داتا گنج بخشؒ

میرے استاد مکرم پیر طریقت، شہباز خطابت، مفسر قرآن شیخ القرآن حضرت علامہ محمد عبد الغفور ہزارویؒ ایک بہترین خطیب بھی تھے، محقق بھی تھے، مدرس اور مدقق بھی تھے درس نظامی کی معروف کتب پر نہ صرف عبور حاصل تھا بلکہ انکے متون اور شروح سے بھی باخبر تھے مجھے ۱۹۶۴ء میں جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں آپ سے دورہ تفسیر قرآن مجید پڑھنے کا موقع ملا اور سالانہ امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی میں نے آپ سے علم تفسیر اور اصول تفسیر کے موضوع پر

سیر حاصل معلومات حاصل کیں آپکو علم تفسیر میں ید طولیٰ حاصل تھا دورہ تفسیر کے دوران ایک روز" ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیراً کثیرا" کے اس قضیہ شرطیہ کے مقدم اور تالی میں تلازم پر گفتگو ہوئی آپ نے فلسفہ و منطق کی کتب متداولہ کے حوالہ جات پیش فرمائے جو کہ آپ کو ازبریاد تھے چنانچہ راقم اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ نہ صرف یہ کہ اپنے دور کے امام التفسیر ہیں بلکہ آپ علوم عقلیہ میں بھی کامل دسترس رکھتے ہیں علاوہ ازیں دورہ تفسیر قرآن مجید کے دوران آپ نے جن مسائل پر گفتگو فرمائی اور حوالہ جات تحریر کرائے ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ آپ ہی اس دور کی وہ نابغہ روزگار ہستی تھیں جنہیں درس نظامی میں شامل تمام علوم پر مکمل دسترس حاصل ہے آپ نے دورہ تفسیر قرآن مجید کے دوران ہمیشہ راقم سے شفقت فرمائی اور فراغت پر مجھے نصیحت فرمائی میرے اس مشن کو جاری رکھنا چنانچہ آپکے ارشاد عالی کے مطابق عرصہ دراز سے دورہ تفسیر قرآن پڑھانے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ دورہ تفسیر قرآن پڑھاتے ہوئے آپ نے ایسے ایسے اشکال حل فرمائے جو آج تک ہم نے کسی عالم سے نہیں سنے آپ کے حافظہ کا یہ عالم تھا کہ ایک روز دوران تدریس سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا میں نے ایک عبارت کا حوالہ دیا آپ نے نہ صرف اس عبارت کو درست ارشاد فرمایا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ یہ عبارت متن میں نہیں حاشیہ میں لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی وقت کتاب منگوا کر دکھا بھی دیا آج ایسے عظیم مدرس ڈھونڈنے سے نہیں ملتے تدریس کے ساتھ ساتھ خطابت ایسی تھی کہ اب ان جیسا ایک بھی خطیب نظر نہیں آتا۔ ہمارے آج کے خطیب تدریس کی نعمت سے محروم حدیث وفقہ کے علم سے ناآشنا ہیں اللہ انہیں علامہ ہزاروی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور آپ کی قبر انور پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے۔ (آمین)

حضرت ابوالنصر پیر منظور احمد شاہ فریدی جامعہ فریدیہ ساہیوال

مخدوم ملت، ترجمان اہل سنت شیخ القرآن حضرت مولانا پیر محمد عبدالغفور صاحب

ہزاروی گولڑویؒ کی عظیم شخصیت کا تاثر پہلی ملاقات میں مجھ پر یوں ہوا کہ ۱۹۵۲ء کا واقعہ ہے غازی کشمیر حضرت مولانا سید ابو الحسنات قادریؒ نے لاہور میں علماء کرام کی ایک میٹنگ بلائی مجھے بھی اس میں حاضری کا موقع ملا۔ علماء کرام کافی تعداد میں تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک حسین چہرہ خوش پوش عالم دین سر پر عمامہ رسول ﷺ رکھے ہوئے تشریف لائے اکابرین محفل سمیت سبھی نے کھڑے ہو کر استقبال کیا مصافحہ و معانقہ ہوا اس عظیم اعزاز پر میں نے آنے والے کا تعارف چاہا تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی ہیں۔ آپکی علمی ہیبت سے تو میں بہت پہلے ہی متعارف تھا لیکن آپکی شخصیت کا یہ پہلا تاثر تھا یعنی پہلی ملاقات تھی اختتام پر کھانے کے دوران حضرت شیخ ابن عربی کی بات چل نکلی تو میں نے حضرت شیخ القرآن سے عرض کیا انکا احترام اپنی جگہ پر ہے مگر حضرت کی اس عبارت سے لوگ بھٹے بہت ہیں "الحمدللہ الذی اوجدالاشیاء وھو عنینا " تو حضرت شیخ القرآنؒ نے فوراً فرمایا اس میں کونسی پیچیدہ بات ہے شیخ ابن عربی نے "وھو عنینا "فرمایا ہے "وھی عنینه"تو نہیں فرمایا اعتراض والی کونسی بات ہے اور پھر یہی جواب حضرت شیخ ابن عربی نے خود ایک صاحب کشف کو فرمایا تھا۔

حضرت شیخ القرآنؒ کی علمی شخصیت کا یہ مجھ پر دوسرا تاثر تھا پھر میں نے جب کبھی ساہیوال آنے کی درخواست کی تو تشریف لاتے رہے پوری زندگی جامعہ سے پیار فرمایا اور ہمیشہ ہمدردی اور محبت کا مظاہرہ فرماتے رہے اللہ تعالیٰ حضرت کی قبر انور کو مزید نور سے بھر دے اور انکی برکات اولاد 'پسماندگان' خدام کا ہمیشہ ساتھ دیں۔

ممتاز صحافی میر خلیل الرحمان بانی جنگ گروپ

ممتاز عالم دین اور مشہور خطیب مولانا محمد عبد الغفور ہزارویؒ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ وزیر آباد میں تبلیغ اسلام کی نذر کیا اور انہوں نے تحریک پاکستان اور کئی دیگر قومی تحریکوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا چنانچہ کئی بار انہیں مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں پر جیل کی صعوبتیں برداشت کرنی

پڑیں لیکن جس بات کو انہوں نے اپنے مسلک کے مطابق حق سمجھا اس پر وہ آخر دم تک قائم رہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے زندگی کے ہر مرحلہ پر اسلام کا ساتھ دینے کی بھر پور کوشش کی اور کسی قسم کی مصلحت کو اپنی راہ میں سنگ گراں نہیں بننے دیا۔

محترم جناب نذیر احمد غازی سابق اسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب

میں بہت کم عمر یعنی پانچویں کلاس کا طالب علم تھا جب پہلی مرتبہ حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق قبلہ پیر محمد عبد الغفور ہزارویؒ کی تقریر سنی اور وہ نقش آج بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے اس تقریر کے بعد اتنی کم عمری میں پھر کبھی کوئی ایسا موقع نہ آیا کہ حضرت شیخ لقرآن لاہور خطاب کے لئے تشریف لائے ہوں اور میں آپ کا خطاب سننے نہ گیا ہوں بلکہ مجھے وہ باتیں بھی یاد ہیں جو آپ تقریر سے قبل علماء کرام کی محافل میں فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی شخصیت میں چھوٹوں کے لئے جو شفقت اور سراپا محبت ورحمت پائی جاتی تھی وہ حرف حرف مجھے یاد ہے آپ کی تقریر سے قبل اگر کوئی کم علم و کم عمر غیر معروف عالم تقریر فرماتا تو آپ اس کی حوصلہ افزائی فرماتے اگر کوئی بڑا عالم دوران تقریر نخوت یا تکبر کا مظاہرہ کرتا آپ کا رد عمل مختلف ہوتا۔

جب تحریک ختم نبوت چلی تو علامہ ہزارویؒ پس زنداں چلے گئے اور کوئی آپ کو نہ خرید سکا نہ جھکا سکا لیکن جب آج ختم نبوت کا مسئلہ اٹھتا ہے تو ہمارے علماء اس مسئلہ کو نظر انداز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ ہمارا شعبہ ہی نہیں ہے۔ اگر آج علامہ ہزارویؒ زندہ ہوتے تو رب کعبہ کی قسم یہ کبھی نہ ہو سکتا اگر وزیر آباد سے پیدل چل کر لاہور ہائی کورٹ میں آنا پڑتا تو آپ آجاتے آپ کی غیرت ایمانی، جذبہ عشق رسول ﷺ کو سب لوگ جانتے ہیں کہ جب ایک شخص نے قربانی کے مسئلہ کے خلاف بات کی میں خود اس بات کا گواہ ہوں کہ آپ نے اپنی داڑھی مبارک حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار کے راستہ کی سیڑھیوں میں رکھ دی اور عرض کیا کہ اے داتا علی ہجویریؒ گواہ رہنا میں محمد عربی ﷺ کے دین کے خلاف ایک بات بھی برداشت نہیں کر سکتا چنانچہ آپ نے ان لوگوں

کے خلاف بھر پور تحریک چلائی جو قربانی کے مسئلہ پر امت میں اختلاف ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے مجھے آپ کی وہ آخری تقریر بھی یاد ہے جو لاہور میں ارشاد فرمائی تھی آپ نے فرمایا "کون کہتا ہے سوشلزم آرہا ہے جب تک محمد عبدالغفور ہزارویؒ زندہ ہے سوشلزم اس ملک کی تقدیر نہیں بن سکتا سوشلزم میری لاش سے گذر کر آئے گا" آج افسوس ہے ختم نبوت کا مسئلہ ہو یا ناموس رسالت ﷺ کا علماء کی اکثریت خاموش ہو جاتی ہے ۔ جن لوگوں نے حضرت قبلہ ہزارویؒ کو نہیں دیکھا ان کے متعلق یہ کہوں گا۔

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ

آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں ایسے بھی تھے

محترم جناب نوابزادہ نصر اللہ خان صدر پاکستان جمہوری پارٹی

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ کے ساتھ آج سے ۳۵ سال قبل لاہور میں خطاب کرنے کے مواقع نصیب ہوئے جب دور آمریت میں جمہوری تحریک کے دوران مجھے مولانا موحوم کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا انہوں نے انتہائی پامردی اور استقامت کے ساتھ بحالی جمہوریت کی تاریخی جدوجہد میں نمایاں حصہ لیا جہاں وہ ایک عالم باعمل تھے وہاں انہوں نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں بھی مثالی کردار ادا کیا میں نے اس دوران یہ دیکھا کہ ان کا انداز خطابت بڑا منفرد اور دلنشیں ہوتا تھا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دیکھنا تقریر کی لذت جو اس نے کہا

میں نے یہ سمجھا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

تحریک پاکستان کے دوران حضرت شیخ القرآن نے اتحاد بین المسلمین کے لئے کام کیا تمام فرقوں کو اکٹھا کیا اس وقت جو حالات ہمارے ملک میں پیدا ہو گئے ہیں اگر یہ حالات اس وقت ہوتے تو پاکستان کبھی نہ بنتا اس وقت اتحاد و یگانگت کا مظاہرہ کیا گیا اور یہ ملک انہی علمائے حق کے

پُر خلوص جذبوں کے باعث معرض وجود میں آیا جن کا کردار آج پھر یاد آرہا ہے ؎

جب چلی سرد ہوا میں نے تجھے یاد کیا

ان حالات میں ہمیں حضرت شیخ القرآنؒ جیسے علماء یاد آرہے ہیں جس ولولہ، جوش خلوص اور محبت کا مظاہرہ انہوں نے کیا اسے اپنے اندر پیدا کرنے کی ضرورت ہے مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ جیسی شخصیات پوری قوم کی محسن ہیں ان جیسے مجاہدین اسلام کی جدوجہد کو فراموش نہیں کیا جاسکتا زندہ قومیں اپنے اسلاف کو یاد رکھتی ہیں اور ان کے تجربات سے سبق حاصل کرتی ہیں۔

حضرت پیر سید نصیر الدین نصیر گیلانی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

"شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو"

یہ سحر آفرین آواز حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ کی تھی جنہیں قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی قدس سرہ العزیز سے شرف بیعت حاصل تھا اعلحضرت گولڑوی کے استاد گرامی حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ (۱۸۷۳ء) (ساکن موضع بھوئی) کے خاندان سے ان کی رشتہ داری تھی تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں اپنی شعلہ نوائی سے امت کے دل گرمائے اور ایسی لافانی خدمات سر انجام دیں جنہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی شاید اس لئے بعض ذہن انہیں صرف ایک جادو بیان مقرر یا خطیب کی حیثیت دیتے ہیں بلا شبہ دوسرے فنون کی طرح خطابت بھی ایک عظیم فن ہے آج کل مروجہ خطابت کے لئے علم کا ہونا شرط نہیں بلکہ خطیب کا محض زور بیان ہی کافی ہے اس لئے راقم الحروف کے نزدیک علامہ ہزارویؒ جیسی جامع علوم وفنون شخصیت کو محض ولولہ انگیز خطیب یا ایک نامور مقرر کہہ کر گذر جانا سراسر ناانصافی ہے حقیقت یہ ہے کہ علامہ ہزاروی ایک وجیہ اور طرحدار انسان ہونے کے علاوہ ایک جید عالم، علم تفسیر وحدیث کے ماہر غیر معمولی مناظر و منطقی اور جامع معقول و منقول شخصیت تھے حاضر جوابی، شگفتہ بیانی طنز

ملیح، لحن داؤدی اور حق گوئی وبیباکی اس مرد مومن کا طرہ امتیاز تھا بعض اوقات تو علم سے پیدل اور ظاہری چمک ودمک رکھنے والے مولویوں نام نہاد دانشوروں، شاعروں، ادیبوں، مفاد پرستوں سیاستدان، جعلی صوفیوں اور جاہل پیروں کو برسر منبر جھاڑ پلا دیتے تھے مشتاقان علم وفن ارباب کمال کی سرگرانی غیض وغضب استغنا و زود رنجی جیسے ناقابل برداشت جذبات کو ان کی ایک ادائے ناز سمجھ کر بہ طبیب خاطر قبول کر لیتے ہیں راقم الحروف نے اس موضوع پر یوں اظہار خیال کیا ہے۔

اک ادا ہے اور کچھ بھی نہیں

یہ جفائیں یہ جور کچھ بھی نہیں

لیکن ایسا کرنے کے لئے بڑا حوصلہ مقام ہنر وعلم کا عرفان چاہیے "کار ہر دیوانہ نیست والی بات ہے" پھر اس قسم کا اظہار ناز بھی تو اصحاب کمال کو زیب دیتا ہے ہر ایرے غیرے کی نازبرداریاں کون سہتا ہے جبکہ نفس پرستی کے اس دور میں اہل کمال کے ناز بھی بہت کم اُٹھائے جاتے ہیں حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے اظہار ناز کیلئے اہلیت وکمال کو ہی معیارِ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

ناز را روئے بباید ہمچو ورد

چوں نداری گرد بدخوئی مگرد

ترجمہ : اترانے اور ناز فرمانے کیلئے پھول جیسا چہرہ بھی چاہئے اے مخاطب اگر تیرے پاس قابل ناز صفات اور کمالات نہیں تو پھر خواہ مخواہ یہ شتر غمزے نہ کیا کر اس لئے تیری ان بے روح اداؤں کو کوئی سلیم العقل قبول نہیں کرے گا اگر ناز وادا کے اظہار اور بازار حیات میں اپنی قیمت کا اندازہ لگانے کا اتنا ہی شوق ہے تو پہلے پھول جیسی صفات اور پھول جیسا چہرہ لا۔

غرض کہ علامہ ہزاروی مرحوم اپنے روئے ورد اور اپنی عملی وجاہت کی وجہ سے بجا طور پر ادائے ناز وادا کا حق رکھتے تھے لیکن حق گو اور بیباک طبیعت کے باوجود اہل درد و محبت درویش منش صحیح العقیدہ لوگوں سے اُن کی محبت ونیاز مندی بھی مسلمہ تھی۔ البتہ کٹ حجت لوگوں اور کج

معترضین کے ساتھ اُنکارویہ ادا سے کج ادائیگی تک مسافت چشم زدن میں طے کر جاتا تھامیرا یہ مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ علماء میں بہت کم حضرات سخن فہم ہوتے ہیں مگر مجھے اعتراف واظہار میں کوئی تامل نہیں کہ غزالی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی (م ۱۹۸۵ء) کی طرح علامہ ہزاروی بھی سخنِ فہمی میں غیر معمولی ملکہ رکھتے تھے اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے راقم الحروف پر بڑی شفقت فرماتے تھے مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ میرے ساتھ میرے ہم درس محترم مولوی ممتاز احمد صاحب چشتی استاد محترم فتح محمد صاحبؒ سے منطق کی کتاب قاضی مبارک اور حمد اللہ کے سبق پڑھ رہے تھے کہ علامہ ہزاروی اُن سے ملنے تشریف لائے اس لئے کہ یہ دونوں حضرات پیر بھائی ہونے کے علاوہ استاد بھائی بھی تھے جب استاد محترم اُن سے ملاقات کیلئے احتراماً کھڑے ہوئے تو ہم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے علامہ ہزاروی نے پیر خانے کی نسبت سے پہلے میری دست بوسی کی پھر منطق کا ایک سوال کیا اور جواب پاکر چار آنے بطورِ انعام دئے میں نے سنبھال کرر کھ لئے کہ یہ ایک جید عالم کا نذرانہ علمی تھا نہ کہ نذرانہ پیری۔

اسے میری کورذوقی سمجھے یا بالغ نظری کہ میں عام مقررین کی تقاریر بہت کم سنتا ہوں اس لئے کہ یہ تقاریر عموماً اس جدّت وندرت اور نقطہ آفرینی سے عاری ہوتی ہیں جو مقرر کے وسیع و عمیق مطالعہ کا نتیجہ ہوتا ہے البتہ اس کے برعکس گھسے پٹے مضامین کا اعادہ ہوتا ہے لیکن علامہ ہزاروی ؒ کو سن کر کبھی یہ تاثر پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ ملک کے نامور اور درویش سیرت ادیب محترم عزیز ملک صاحب نے بیان کیا ۱۹۵۳ء میں جب تحریک ختم نبوت کی ملک گیر تحریک چل رہی تھی توراولپنڈی میں ایک جلوس کے اختتام پر لیاقت باغ میں حضرت قبلہ بابو جی قدس سرہ العزیز اور علامہ ہزارویؒ مرحوم اسٹیج پر جلوہ افروز تھے مجمع ایک لاکھ سے کچھ ہی کم ہوگا مولانا مرحوم نے جب اپنے مخصوص سحر انگیز بیان میں متنبّی قادیان کے دجل وفریب کے بخئیے ادھیڑے تو ان کی تقریر کے خاتمہ پر بقیہ علماء نے یہ کہہ کر اختتام جلسہ کا اعلان کر دیا کہ علامہ ہزاروی کے بعد کون سی میخ رہ گئی ہے جو متنبّی قادیان کے تابوت میں پیوست کی جائے مختصر یہ کہ خطابت کیا تھی "وان من البیان لسحراً" کی تفسیر ناطق بقول راقم الحروف۔

تمام میکدہ سیراب کر دیا جس نے
وہ چشم یار تھی جام شراب تھا کیا تھا؟

علامہ ہزاروی نے ایک بار بیان کیا کہ میں اپنے زمانہ طالب علمی میں جب حضرت گولڑوی قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو عرض کی کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں مولوی بن جاؤں اور یہ فقرہ دو تین بار دہرایا اس پر حضرت نے مسکرا کر فرمایا اچھا جاؤ تم مولوی ہو تم مولوی ہو شیخ کامل کی ایک جنبش لب نے ان کی مولویت کو وہ مقام بخشا بقول مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مولانا ظفر علی خاں مرحوم (۱۹۵۶) جیسے بر صغیر کے شعلہ نوا خطیب و شاعر نے ان کے زور بیاں اور علمی تبحر کا لوہا تسلیم کرتے ہوئے ایک طویل نظم میں ہدیہ تبریک پیش کیا جس کا مطلع تھا۔

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفورؒ کا
چشمہ ابل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

صاجبزادہ نورالمصطفیٰ رضوی ناظم اعلیٰ جامعہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں شیخوپورہ

۱۹۸۵ء میں مجھے جامعہ رضویہ منظر العلوم بریلی شریف جانے کا اتفاق ہوا وہاں بہت سے علماء اور بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوا وہاں پر ایک عمر رسیدہ بزرگ سے ملاقات کے دوران حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزارویؒ کا ذکر شروع ہو گیا انہوں نے بتایا کہ اس دارالعلوم سے دو شخصیات کے چلے جانے کا بہت دکھ ہوا اور آج بھی ہے کہ کاش یہ حضرات اسی دارالعلوم کی زینت بنے رہتے ایک حضرت شیخ الحدیث محدث اعظم مولانا سردار احمد صاحبؒ اور دوسرے شیخ القرآن ابو الحقائق مولانا محمد عبدالغفور ہزارویؒ۔

قیام پاکستان سے قبل حضرت شیخ القرآنؒ اور مولانا غلام اللہ خاں کے درمیان خانقاہ ڈوگراں میں مناظرہ ہوا دیگر علماء کے علاوہ میرے والد ماجد بھی اس وقت موجود تھے جب مناظرہ

شروع ہونے لگا تو وہاں سینکڑوں لوگ موجود تھے جن میں کئی غیر مسلم بھی تھے حضرت شیخ القرآنؒ جب بطور صدر مجلس اسٹیج پر رونق افروز ہوئے تو آپؒ کو دیکھتے ہی ایک سکھ نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا جب اس سے پوچھا گیا تمہیں کس چیز نے متاثر کیا ہے اس نے بتایا کہ جونہی میری نظر حضرت شیخ القرآن کے نورانی چہرے پر پڑی تو میرے دل نے گواہی دی کہ جس مذہب کے پیروکار ایسی نورانی شکلوں والے ہیں وہ مذہب غلط نہیں ہو سکتا حاجی محمد حسین صاحب جو کہ بقید حیات ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ سکھ نو مسلم اس مناظرہ میں حضرت شیخ القرآنؒ کی کامیابی پر بے حد متاثر ہوا میرے ساتھ کئی سال تک مسلسل وزیر آباد جا کر جمعہ ادا کرتا اور آپ کی تقریر سنا کرتا تھا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر دینی و دنیوی نعمت سے نوازا ہوا تھا جہاں آپ علم و فضل سے مالا مال تھے وہاں حضرت گولڑوی قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہؒ کی آپ پر خصوصی نگاہ کرم تھی آپ محبت و عشق رسول ﷺ کے پیکر تھے تمام علوم خواہ وہ عقلی ہیں یا نقلی سب کو عشق رسول ﷺ کے نمونہ میں دیکھتے تھے اور جب ان موضوعات پر خطاب فرماتے عوام تو بڑی دور کی بات ہے علماء و مشائخ بھی وجد کرتے تھے سید عباس علی شاہ صاحب فاروق آباد کا بیان ہے کہ معراج النبی ﷺ کے موضوع پر حضرت شیخ القرآنؒ (فاروق آباد ضلع شیخوپورہ) میں خطاب فرما رہے تھے صدارت محدث اعظم حضرت مولانا سردار احمد صاحبؒ فرما رہے تھے دوران تقریر وجد کی ایسی کیفیت پیدا ہو گئی کہ طوطی پاکستان حضرت صوفی محمد علی ملتانی نعرہ لگانے لگے تو ان کی زبان سے نعرہ تکبیر کی بجائے نعرہ تقدیر نکل گیا اس پر محدث اعظم جو حالت وجد میں تھے جواب میں ارشاد فرمایا واہ رے تقدیر پھر فرمایا دوبارہ یہی نعرہ لگاؤ نعرہ تقدیر پھر اسی طرح سب سامعین و حاضرین نے یہی جواب دیا پھر تیسری بار محدث اعظمؒ نے یہی نعرہ لگوایا۔ اس موقع پر علامہ ہزارویؒ نے جو معارف و نکات بیان فرمائے اور جو رنگ باندھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔

حضرت علامہ مفتی ہدایت اللہ پسروری بانی دارالعلوم ہدایت القرآن ممتاز آباد ملتان

علم وعرفان کے بحر زخار قبلہ عالم سیدی ہزاروی صاحبؒ کی عظیم و جلیل شخصیت علمی وفکری، سیاسی اور روحانی افق پر مہر منیر کی طرح درخشندہ و تابندہ رہی ہے۔ قسام ازل نے آپ کو ظاہری وباطنی بے پناہ کمالات اور عظمتوں سے نوازا تھا آپ اپنے دور کے عارف کامل، محدث، مفسر قرآن، فقیہہ، مناظر، شعلہ نواخطیب اور نکتہ آفریں مقرر تھے۔ آپ کی محفل پاک میں بیک وقت حضرت رومی کا سوز و گذار حضرت جامی کی کیف و مستی، حضرت غزالی کا تصوف، رازی کا فلسفہ، سرکار گولڑہ کا روحانی عکس اور امام احمد رضا کا عشق سب کچھ موجود تھا مجھے حضرت قبلہ سیدی شیخ القرآن نوراللہ مرقدہ کی بارگاہ اقدس میں دومرتبہ دورہ قرآن پڑھنے کا شرف حاصل ہوا آپ کی عظمت شفقت اور جلالت روحانی اور علمی کا نقش جمیل لوح قلب پر آج تک ثبت ہے اور تادم واپس ثبت رہے گا۔

اللہ تعالیٰ حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی وروحانی فیض کو تا ابد جاری وساری رکھے آمین اور حضرت قبلہ عالم سیدی شیخ القرآن رحمۃ اللہ الرحمٰن کے خلف الرشید حضرت قبلہ پیر مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ذریعہ یہ سرچشمہ علم وعرفان قائم و دائم رہے آمین ثم آمین۔
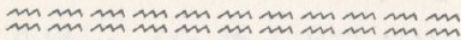
صوفی اصغر علی اصغرؔ فیصل آباد

انوار چشتیاں ہیں علامہ ہزاروی
سرتاج عارفاں ہیں علامہ ہزاروی

عظمت ہے جیسے دوستو ستاروں میں چاند کی
ولیوں کے درمیاں ہیں علامہ ہزاروی

مانے نہ مانے کوئی ہمیں اس سے کیا غرض
اپنی تو جانِ جان ہیں علامہ ہزاروی

میری نگاہیں ڈھونڈتی پھرتی ہیں آج بھی
بتلاؤ تو کہاں ہیں علامہ ہزاروی

سرکار گولڑہ کا جنہیں فیض خاص تھا
سر بستہ راز داں ہیں علامہ ہزاروی

تقریر جن کی سنتے تھے خود محبوب کبریا
دلدار دو جہاں ہیں علامہ ہزاروی

اصغرؔ قصیدہ گو ہوں میں پیر عبدالغفورؒ کا
مجھ پہ تو مہرباں ہیں علامہ ہزاروی

صوفی اصغر علی اصغر

اکمل کامل مکمل کمال فاضل مرد اج کیہڑا وچ جہان ٹریا
اہل سنت وجماعت دا فخر ہے سی عدم ول اج شیخ القرآن ٹریا

تاج عالماں دا گولا گولڑے دا ساڈے واسطے سارا جہان ٹریا
گوہر دین دا چمکدا دمکدا سی شہنشاہ تصوف ذی شان ٹریا

پیر عبدالغفور ہزارویؒ جی بڑا داغ جدائی دا لگا گئے ہو
مفتی عبدالشکور غریب تائیں کڈھا غم دا پہاڑ چکا گئے ہو

قسم رب دی نت نئیں جمدیاں نے تیرے جیہے عالم ماواں جگ اُوتے
غم اجے گجرات دا پُلیا نیں تیل پا دتیوئی بلدی اگ اُتے

موت ملک الموت نے چھری چلادتی اہل سنت وجماعت دی رگ اُتے
تاج شاہاں دے ہوندے قربان رہئے چشتی پیر دی دیکھ لئیں پگ اُتے

اجڑ گئی بہار سارے چشتیاں دی چشتی یار سارے پریشان پھردے
روضے والیا پردہ اٹھا کے دیکھ روندے اج نے تیرے مہمان پھردے

قاضی فضل رسول نوں پوچھ دیکھو جہدے پر پرواز ہزاروی سن
ابن شیخ الحدیث دا دل روندا جہدے ناز نیاز ہزاروی سن

ایم سلیم چشتی وزیر آباد

خدا کا بندہ ہوں میں اور غلام مصطفےٰ بھی ہوں
میں خادم ہوں صحابہ کا محبّ مرتضےٰ بھی ہوں

گداگر ہوں میں سارے اولیاء کے آستانوں کا
میں بلبل ہوں محمد مصطفےٰؐ کے گلستانوں کا

خصوصاً سلسلہ چشت سے وابستگی میری
حضور گولڑہ سے خاص کر دل بستگی میری

جناب بوالحقائق گولڑہ کے مظہر عالی
کہ جن کے فیض کے در سے پھرا کوئی نہیں خالی

منور جن کی پیشانی ہے نور گوہر دیںؒ سے
ملی لاہوت تک پرواز ان کو سرور دیںؐ سے

انہوں نے گوہر دیں سے یہ سارا فیض پایا ہے
کہ ان کی ذات پر مہر علی کا دست وسایہ ہے

انہی کے فیض سے یاں رونق بزم شریعت ہے
انہی کے لطف سے جاری یہاں فیض طریقت ہے

یہ واقف ہیں گذر گاہ حقیقت معرفت کے بھی
دکھا سکتے ہیں بندوں کو یہ رستے عبدیت کے بھی

یہ چشمہ ہیں محمد مصطفےٰؐ کے نور انور کا
یہ رستہ جانتے ہیں دوستو قرب پیمبرؐ کا

یہ تیرے فیض ہی سے پھوٹتے ہیں چشمے قرآن کے
توسل سے تیرے کھلتے ہیں دل میں پھول ایمان کے

زمانہ فی البدلیہ کیوں نہ تجھے شیخ القرآن کہدے
تیرے طرز تکلم سے تجھے جادو بیاں کہدے

ثنا خوانی احمدؐ سے تیری واقف زمانہ ہے
تیرا شرف تلمذ اہل عرفاں کا خزانہ ہے

زمانے کو مقام مصطفےٰ کے راز بتلائے
نکات دین احمدؐ تو نے دنیا بھر کو سکھلائے

خدا قائم رکھے اب سایہ عبدالغفورؒ ہم پر
کہ جس کے فیض سے راضی ہو ارب غفور ہم سے

سلیم بے نوا بھی ہے گدا اس آستانے کا
بھر و سائل کے دامن کو کہ ہے مارا زمانے کا

پروفیسر تجمل سلیمی گورنمنٹ اسلامیہ کالج سیالکوٹ

عشق نبی کے باب کا عنواں ہزارویؒ ناموس مصطفٰے کا نگہباں ہزارویؒ
غواص بحر عظمت قرآں ہزارویؒ شیخ زماں ورازی دوراں ہزارویؒ
اقلیم ذوق وشوق کے سلطاں ہزاروی اہل جنوں کے درد کا درماں ہزارویؒ
کس طرح دیکھتے درِ سلطاں ہزاروی تھے ریزہ خوار خواجہ گیہاں ہزارویؒ
ہیں دل کی وادیوں میں خراماں ہزاروی گرچہ نظر سے ہو گئے پنہاں ہزارویؒ
پڑھتے ہوئے درود رسالت مآبؐ پر راہ نبیؐ پہ ہو گئے قرباں ہزارویؒ
مرد خدا کی موت کا منظر عجیب تھا گریاں تھی قوم اور تھے خنداں ہزارویؒ
اپنے خلوص عشق سے فیض وجود سے خود بن گئے تھے مظہر یزداں ہزارویؒ
جس سے ملے گا منزل مقصود کا سراغ وہ شمع کر گئے ہیں فروزاں ہزارویؒ
دل اہل درد وسوز کے مسرور ہوگئے کچھ اس طرح ہوئے تھے غزلخواں ہزارویؒ
سونا پڑا ہے آج تصوف کا میکدہ لائیں کہاں سے ساقی ذیشاں ہزارویؒ
خود سوئے کرد گار تجمل چلے گئے ہم کو پلا کے بادہ عرفاں ہزارویؒ

مولانا سید ذاکر حسین شاہ راولپنڈی

بلاغت کی وہ جان تھا اور شہپارہ فصاحت کا
مجسم اک شرافت اور پتلا تھا نفاست کا

نگاہِ انتخاب اس پر پڑی تھی مہرِؒ انور کی
تو چرچا ہو گیا تھا اس کی عظمت کا امامت کا

وہ سینہ تان کر ٹکرا گیا اسلام دشمن سے
کہ تھا اس نے اٹھایا بیڑا ملت کی حفاظت کا

حیات مستعار اس کی سراسر مسکراہٹ تھی
کہ ملنا تھا اسے درجہ ولایت کی شہادت کا

وہ ہر میدان میں چھایا رہا ماحول پر اپنے
کہ گُر سیکھا ہوا تھا اس نے اسلامی شجاعت کا

وہ ٹکراتا رہا باطل سے ساری زندگی ذاکر
کہ بننا تھا اسے حقدار احمدؐ کی شفاعت کا

شاعر سائر بجنوری

چل بسا اک غازی حق و صداقت چل بسا
مرد حر پروانہ شمع رسالت چل بسا

جس کی ہیبت سے تھے لرزاں دشمنان مصطفےٰ
آہ صد افسوس شیر اہل سنت چل بسا

کون سلجھائے گا عقدے دوستو الجھے ہوئے
بوالحقائق کاشف سرِّ حقیقت چل بسا

ماہتاب برج معنی یسرّ چرخ علوم
بحر فضل و نازش زور خطابت چل بسا

حامی رشد و ہدایت ماحی الحاد و کفر
دافع شر، قاطع ظلمات بدعت چل بسا

اے وزیر آباد والو دیکھ لو جی کھول کر
بزم سے دولھا بسوئے خاک تربت چل بسا

علم کے پیاسو سنو عرفان کے تشنہ لبو
آج گنج معرفت بحر طریقت چل بسا

جس کی ساری داستاں تھی قصہ صبر و رضا
حکم ملتے ہی بصد احساس فرحت چل بسا

اے شہنشاہ رسالت اے حبیب عرش
تیرا عاشق تیری خاطر سوئے تربت چل بسا

عازم خلد بریں سآئر ہوئے عبدالغفور
مغفرت بولی لبریز ابر رحمت چل بسا

حکیم سرور سہارنپوری

آج بے نور ہوئی محفل علم و حکمت
اٹھ گیا واقف اسرار کتاب و سنت

ذھن میں آیا ہے یہ مصرعہ تاریخ وفات
"اہل سنت کا امام آج ہوا ہے رخصت"

(۱۹۷۰)

سفیر احمد سفیر۔ہری پور ہزارہ

کوچہ کوچہ مہک اٹھا تجھ سے مہر آباد کا
شاد تیری یاد سے ہوتا ہے دل ناشاد کا
علم وعرفاں کا یہاں ہے بحرِ ناپیدا کنار
وصف کس سے ہو بیاں اس مسندِ ارشاد کا
تیری جرأت تیرے عزم وحوصلہ پر ہیں نثار
قیسؔ کی وارفتگی بھی عشق بھی فرہاد کا
تو ہے شمشیر برہنہ بہر زندیقانِ نجد
نطق قاطع ہے تیرا ہر کفر کا الحاد کا
تیری مرقد پر یہ سارا مہر علی کا فیض ہے
خواجہ ہجویری کا اور ہندالولی کا فیض ہے
بُوالحقائق کے لقب سے ہے مُلقب تیری ذات
فیض یہ حُبِ نبیؐ حُب علی کا فیض ہے
لحن داوٗدی ہے تیرا فَقرُ اَسَدُ اللھی ہے
ضرب باطل پر تیری ضربِ کلیم اللھی ہے
رومی عصر و غزالی زماں عبدالغفور
ماحی بدعت فنا فیِ شافعِ یوم نشور
عندلیب باغ ختم المرسلیں پائندہ باد
عاشق زارِ شفیع المذنبیں پائندہ باد

مولانا سید شریف احمد شرافت نوشاهی

زهے مولوی پیر عبدالغفور که روشن بد از چهره اش لمعه نور

بمعقول و منقول فرد زماں | فیوضات او منتشر در جهاں

هزاراں خلائق نموده هجوم | شده فارغ ازوے ز درس علوم

بعلم و عمل کامل وقت بود | بتوحید اهل وجود و شهود

ز دنیا رواں سوئے فردوس شد | دراں جمله افلاک پابوس شد

بتاریخ آں فاضل راست گو | ز "مغفور ناجی" و صالش بجو

(۱۹۷۰)

شرافت سن عیسوی گو ضرور بخوانی "کرم پیشه عبدالغفور"

(۱۹۷۰)

حضرت مولانا صابر براری کراچی

"ہادی ملک علامہ محمد عبد الغفور ہزاروی"

۱۹۷۰ء

اہل حق ہیں ان کے غم میں چور چور ہو گئے آج مولانا شہید
شیخ قرآن حضرت عبد الغفور بالیقیں تھے واعظ شعلہ بیاں
تھی سیاست میں بھی شہرت دور دور رہبر تحریک پاکستان تھے
دید روئے شافع یوم النشور ہو عطا یا رب انہیں روز جزا
فکر ہے صابرؔ اگر تاریخ کی کہیئے "مہتاب فلک عبد الغفور"

۱۹۷۰ء

شاعر صبا متھراوی

"علامہ عبد الغفور کی جلوہ افزا آرام گاہ"

۱۹۷۰

عالم پاک ہادی و شیخ قرآن عابد و زاہد و صالح نظر عبد الغفور
دفعۃً کر گئے اس عالم فانی سے سفر جس طرح بوئے چمن سے شعاع پر نور
پیکر زہد و ریاضت ہوا دنیا سے وداع جلوہ دین و دیانت ہوا ہم سے مستور
ملہم غیب نے برجستہ کہا مجھ سے صباؔ "کہہ دے تاریخ اجل طالب ایزد مغفور"

(۱۳۹۰)

طارق سلطانپوری حسن ابدال ضلع اٹک

بُلند اس کا مقام علم لاریب
تھی خاصانِ خدا سے اُس کی نسبت

جو ہیں مہر علیؒ فخر زمانہ
وہ مولانا کے ہیں شیخ طریقت

مثال ذرہ وہ اسعد تمام عمر
رہا وارفتہ مہر ہدایت

بریلی میں بھی وقت اس نے گذارا
لیا فیض امام اہل سنت

بریلی سے بھی اس کا خاص رشتہ
خصوصی گولڑہ سے بھی ارادت

کمالات علم و تحقیق وادب کے
کئے تھے خوب اسے حق نے ودیعت

شریعت کے حقائق کا وہ محرم
وہ رمز آگاہ احوال طریقت

جگایا خواب غفلت سے چمن کو
نوا پرداز گلزارِ خطابت

نقیب کاروانِ حریت تھا
بہ اخلاص اس نے کی ملت کی خدمت

لیا ملکی سیاست میں بھی حصہ
مگر دینی تھا مقصودِ سیاست

ہو پاکستان میں تنفیذِ اسلام
رہا کوشاں وہ مرد پاک طینت

جو گستاخانِ احمد ہیں' کب ان میں
تھی اس کے سامنے آنے کی جرأت

ادب نا آشنایانِ نبی کے
تعاقب میں رہا وہ باسعادت

رہیں دینی مجالس اُس سے بازیب
وہ تھا تزئین محفل ہائے ملت

وزیر آباد میں ہے اُس کا مرقد
زیارت گاہ ارباب محبت

مزار اس کا ہو یا رب مہبطِ نور
الٰہی ہو گلستاں اُس کی تربت

ہوا ہے "مفخر ملت" بر آمد
سنِ ہجری میں اُس کا سال رحلت

۱۳۹۰ھ

بہ سال عیسوی ' اس کا سن وصل
کہا ہے "بے بدل شیخ خطابت"

طارق سلطانپوری حسن ابدال

دار فنا سے عازم خلد بریں ہوئے ۔۔۔ محبوب اہل حق وصداقت ہزارویؒ
وہ پیکر تدبر و تحقیق و علم وفن ۔۔۔ تھے صاحب محاسن وافضال واقعی
تبلیغ خیر میں بسر ان کی ہوئی حیات ۔۔۔ دین حنیف کی بڑی خدمت انہوں نے کی
پھیلائی آں جناب نے خاص اہتمام سے ۔۔۔ آفاق میں کلام مقدس کی روشنی
رکھتے تھے بے مثال خطاب میں مرتبہ ۔۔۔ وہ سربراہ قافلئہ علم وآگہی
فیض رضاؒ سے بھی اُنہیں حصہ ہوا نصیب ۔۔۔ تنویر فقر مہر علیؒ بھی انہیں ملی
دیکھا جو اس نے ان کی خطابت کا طمطراق ۔۔۔ بے ساختہ پکار اٹھا یوں ظفر علی
"میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا ۔۔۔ چشمہ ابل رہا ہے محمدؐ کے نور کا"

مولانا طالب حسین فیض پوری میرپور

اے طریقت کے راہنما و شریعت کے چراغ
اے منبع قرآن، فقہ وحدیث محمد ی کے چراغ
اے میرے مرشد کے معلم و راہبر
اے فخر اہل سنت کے جلوہ گر
عاشقان تو ہر طرف حیران و پریشان ہیں
عندلیب وقمری باغ میں بآشیاں بے جان ہیں

بابائے صحافت مولانا ظفر علی خاں وزیر آباد

۷ ۲ دسمبر ۱۹۳۸ کو حضرت شیخ القرآن کی حج پر روانگی کے موقع پر کہے گے اشعار

حج کو جانے والے ہیں عبد الغفور آسماں برسا رہا ہے ان پہ نور
کس زباں سے ہو بیاں وصف آپکا آپ موسیٰ ہیں وزیر آباد طور
جاکے مکہ میں کھجوریں کھایں گے اور رہے گا ان سے حلوہ دور دور
جارہے ہیں پینے بطحا کی شراب جس کے اندر ہے دوعالم کا سرور
جب مواجہ کی سعادت ہو نصیب یاد رکھیں ہم غریبوں کو ضرور
ہے بریلی ہم صفیر دیوبند اتحاد باہمی کا ہے ظہور
گانگرس ٹکرا رہی ہے لیگ سے آرہا ہے عقلِ گاندھی میں فتور
شعر میری طرح کہہ سکتا نہیں حقہ پینے کا نہیں جسکو شعور
کانپتے تھے اسکی ہیبت سے زمین وآسماں جب وہ نکلا اپنے گھر سے باندھ کر سر پہ کفن
شیخ کی تہمد نے گاندھی کی لنگوٹی سے کہا میں پرستارِ خدا ہوں تو پرستار وطن

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفور کا چشمہ اُبل رہا ہے محمدؐ کے نور کا
بند اس کے سامنے ہے ناطقہ بخاری کا کیا اس سے ہو مقابلہ اس بے شعور کا

پروفیسر ڈاکٹر خواجہ عابد حسین نظامی

اہل دل صاف نظر عبدالغفور
صوفی والا گہر عبدالغفور

باعمل عالم فقیہہ نامور
بھولے بھٹکو کے خضر عبدالغفور

کفر وباطل کی شب تاریک میں
بالیقیں نور سحر عبدالغفور

عمر بھر لوگوں کو دکھلاتا رہا
اہل حق کی رہگذر عبدالغفور

تو کہ ہے مہر علیؒ سے فیضیاب
عابدؔ پہ بھی اک نظر عبدالغفور

مولانا عبدالحکیم شرف قادری جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مولوی پیر طریقت محی الدین ترجمان اہلِ سنت بالیقین
شیخ قرآن مولانا عبدالغفور ہو گئے رخصت الی دار السرور
آفتابِ علم وحکمت اُٹھ گیا ماہتاب دین ملت اُٹھ گیا
وعظ وتقریر انکی کوثر سلسبیل باکمال وبے مثل و بے مثیل
تجھ سا بحرِ علم نکتہ داں کہاں ؟ تجھ سا اب قرآن وسنت دان کہاں ؟
فیض شاہ مہر کا مظہر ہے تو قسمت امت کا اک اختر ہے تو
حجۃ الاسلام کا پروردہ تو علم وفن اور دین میں سر کردہ تو
دشمنانِ دین پر اک وار تو حضرت فاروق رض کی تلوار تو
سورہ رحمٰن کی تنویر تو رحمت رحمٰن کی تصویر تو
دین و ملت کی تیری خدمات کو علم وعرفاں کی تیری برسات کو
اس جہاں میں ہے کوئی جھٹلا سکے یا ترا ہم سر کوئی دکھلا سکے
تو ہے ناموسِ نبوت کا نقیب یہ شرف تجھ کو رہا بے شک نصیب

قاری ابوالحفیظ عبدالرحمٰن چشتی منڈی پھلروان

شرح حدیث آپ پر موقوف ہے لادیپ
رشک ثریا حجرہ ہے شیخ القرآن کا
غوّص بحر فقر و تصوف ہیں بے مثال
کشف الدجے جمال ہے شیخ القرآن کا
علامہ ہزاروی چشتی و مرشدی
ڈنکا بجے چودہار میں شیخ القرآن کا
عبدالشکور مفتی و طارق کے سر پہ ہو
تا دیر ظلّ عاطف شیخ القرآن کا
پھولیں پھلیں جہان میں یہ صاحبزادگاں
گلزار بار ور رہے شیخ القرآن کا
اپنے ہی پیر ہوتے ہیں ہر ایک کو پسند
واصف قلم رحمانی ہے شیخ القرآن کا

بو الحقائق شیخ قرآن پیر میرے زمرہ صلحا میں جب شامل ہوئے
فی البدیع ھاتف نے مجھ سے یوں کہا "رحمت غفار ما داخل ہوئے"

۱۹۷۰

"ان کل نفس ذائقة الموت"

۱۹۷۰

حضرت مولانا پیر عبدالصبور منشورؔ ہزاروی

سلام اے شیخ قرآں واقف اسرار عرفانی
تیری محفل میں پایا اہل دل نے کیف روحانی

تجھے اللہ نے قرآن کے اسرار بخشے ہیں
تیرے دل کی گواہی ہے تیرے چہرے کی تابانی

تیری جلوت تیری خلوت سراپا محفل عرفاں
تیری حکمت تیری دانش مکمل فکر یزدانی

تجھے اے شیخ قرآں حق نے وہ انوار بخشے ہیں
ہزاروں کے دلوں میں بھر گئی ہے جسکی تابانی

کئی ناقص ہوئے کامل تیری محفل میں آنے سے
سعادت چشم و دل کی ہے تیرے ہی در کی دربانی

مقام مصطفےٰ کو اس طرح روشن کیا تو نے
کہ گستاخوں کو خیرہ کر رہی ہے جسکی تابانی

تیری محفل میں آکے ہم نے یہ طرفہ سماں دیکھا
رسول اللہ کو تجھ پہ ہمیشہ مہرباں دیکھا

تجھے ہے گوہر و محمد میاںؒ کے جام سے نسبت
معین الدین اور داتا پیا کے نام سے نسبت

تجھے داتا سے ملتی ہے شراب ناب بطحا کی
خبر دیتا ہے تجھ کو گولڑہ یٰسین وطٰہٰ کی

تجھے مہر علیؒ نے درد کا آئین سمجھایا
تیرے دل کو عطا کی سائیں گوھرؒ نے درخشانی

لیا منشورؔ نے جب تھام دامن شیخ قرآن کا
میسر آگیا ہے اسکے دل کو لطفِ ایمانی

حضرت مولانا پیر عبدالصبور بیگ منشور ہزاروی

یہ کون اٹھ کے بزم جہاں سے نکل گیا — انوارِ گولڑہ کا نشیمن بدل گیا
گوہرؒ کی انجمن ہے الم سے دھواں دھواں — یارب مدد کر غم سے کلیجہ پگھل گیا
اس نے نکات سنت قرآں کے حل کیے — سنت کی آبرو کا سفینہ سنبھل گیا
عبد الشکور و طارق و ادریس کی نہ پوچھ — چمن بہار ان کا جوبن میں جل گیا
رخصت کچھ اس طرح سے ہوا جانِ انجمن — انداز انجمن کا سرا سر بدل گیا
سوز و گداز بزم سے یکبار اُٹھ گئے — حامد رضاؒ کی آنکھ کا چشمہ ابل گیا
اک درد مستقل میں ہوئیں غرق خلوتیں — منشور ایک اور ہی سانچے میں ڈھل گیا

پیر فضل گجراتی

پیر عبدالغفور چھڈ دار فانی ٹر جانب خلد گلزار گئے نیں
موت عالم دی عالم دی موت ہووے ساری کر دنیا سوگوار گئے نیں
خوش کلام 'خوش خو 'خوش خلق ہر دم خوش خوش ہر حال وچ رہن والے
خوش نما 'خوش پوش 'خوش شکل سوہنے 'سوہنا اپنا وقت گزار گئے نیں
کُھلے ہتھ دل کھول کے ہر پاسے پئے درس تدریس دے دان کیتے
اَن گنت شاگرداں دے سراں اُوتے ہتھیں اپنی رکھ دستار گئے نیں
پیر پانا تے رہ گیا کسے پاسے خزاں جھاتیاں وی اودھر پانیاں نیں
اپنے مکتبِ فکر دا وچ دنیا چھڈ گلشن سدا بہار گئے نیں
اک واعظ تے ناصح دی شکل اندر رہے برسدے ابر نیان بن کے
موتی لوک چھپا کے رکھدے نیں پر اوہ مُلاں وچ کھلار گئے نیں
فاضل فیض سی جنیدڑؔ تے گولڑےؔ دا پیر عبدالغفور ہزاروی نوں
بہہ کے بحر چناب دے دندیاں تے کئی ڈبیاں سنگتاں تار گئے نیں
سانوں کس ہُن مثنوی معنوی دے معنے کر کے شرح سمجھاونے نیں
جامی 'رازی 'عطار دا کس کرنا ئے جویں کر اوہ ذکر اذکار گئے نیں
دسیاں شیخ القرآن نے طالباں نوں رمزاں کھول قرآن مجید دیاں
ایویں ابو الحقائق تے نہیں سن اوہ گجھیاں گلاں کر آشکار گئے نیں
جتھے مسلک حِقہ تے حرف آیا اوتھے پہنچ گئے آخری حرف بن کر
یاداں مٹھیاں گئے نیں چھڈ پچھے 'اگا اپنا فضلؔ سنوار گئے نیں

مولانا محمد ابراہیم خوشترمار شیش افریقہ

تیرہ سو نوے تھی ہجری ساتویں شعبان کی
صبح کی پُر نور ساعت جمعہ کا روز کمال
جانے والے تجھ پہ ہوں خالق کی سو سو رحمتیں
"ہو مبارک تجھ کو تیرا ماہ وتاریخ وصال"

(۱۳۹۰)

محمد اقبال صابر سیالوی گجرات

شیخ قرآن کا ہے ذکر بپا آج کی رات
بوالحقائق کی ہے توصیف وثنا آج کی رات

پر تو مہر علیؒ غوث جلی کا ذکر
عرس ہے جس کا سرِ بزم بپا آج کی رات

عمر بھر عشق رسالت سے جو مخمور رہا
ہو گا اس بزم میں وہ جلوہ نما آج کی رات

آج اقبالؔ عقیدت کو نچھاور کر لو
مفتی دین کا ارشاد ہوا آج کی رات

چشتیہ بزم پہ ہے فضل خدا آج کی رات
نسبت خاص سے محفل ہے بپا آج کی رات

میری تقدیر کی بن آئے گی آج ان کے طفیل
بن گئی ان کی ثنا میری غذا آج کی رات

ذکر ہے کن کا بھلا وردِ زباں آج کی رات
جن کی خاطر یہ ہوئی بزم بپا آج کی رات

بزم حاضر کی بھی بر آئیں مرادیں ساری
عام ہے فیض وکرم جود وسخا آج کی رات

عشق ومستی سے درو بام بھی ہیں رقص کناں
چشتیہ بزم ہے توصیف سرا آج کی رات

آج اظہار عقیدت کی سعادت پا کر
ایک صابرؔ بھی ہوا بخت رسا آج کی رات

مولانا محمد بخش مسلم رحمۃ اللہ علیہ لاہور

مرد مومن مولوی عبدالغفور | بانوا بے باک خود دار وغیور
عالم قرآنی صوفی و ولی | پیکر عرفان سر تا پا شعور
خوش بیاں شیریں زباں و رازداں | ترجمان و داعی جذب و سرور
خوشنما و خوش مزاج و خوب رو | زندہ دل ،روشن جبیں ،تصویر نور
نامور واعظ محقق نقطہ سنج | واقف سرّ و مغیبات و ظہور
زندہ و پائندہ و فرخندہ باد | جانشین پسر او عبدالشکور

مولانا محمد عارفؔ سیالوی گجرات

صاحبِ ایمان وعرفاں مولوی عبدالغفور — بوالحقائق مردِ میداں مولوی عبدالغفورؒ

بوالحقائق فی الحقیقت مولوی عبدالغفور — جامع شرح وطریقت مولوی عبدالغفورؒ

شیخ قرآن وحدیث واہل منطق را امام — پیکر جذب و محبت مولوی عبدالغفورؒ

راز دارِ عشق و مستی نکتہ سنج معرفت — اہلِ ہمت با مروت مولوی عبدالغفورؒ

گوئے سبقت برد درمیدانِ علم ومعرفت — واقف رمزِ حقیقت مولوی عبدالغفورؒ

زینت محراب ومنبر زیبِ بزم اہلِ دل — خوب خُلق وخوب خِلقت مولوی عبدالغفورؒ

یافت از مہر علیؒ ویافت از گوہر دینؒ — اہلِ الفت را امامت مولوی عبدالغفورؒ

حق بیان، بیباک، حق گو، حق طلب، حق شناس — بوالحقائق بالفضیلت مولوی عبدالغفورؒ

رفت از دنیائے فانی منزلِ عقبیٰ گزید — مردِ میدانِ عزیمت مولوی عبدالغفورؒ

ذکر توحید ورسالت وقت آخر برلبش — داد برایماں شہادت مولوی عبدالغفورؒ

برسرِ منبر چوں بینی مفتی عبدالشکور — بالیقیں گوئی کہ ہمت "او" مولوی عبدالغفورؒ

چوں بمیرد او کہ زو ماند چنیں خلف الرشید — زندہ ہست و زندہ ماند مولوی عبدالغفورؒ

بے خزاں ماند الٰہی ایں گلستاں پُر بہار — فیض یابد یک جہاں از مولوی عبدالغفورؒ

شاد وخرم باد و یابد ہر چہ خواہد خاطرش — دائماً در دارِ جنت مولوی عبدالغفورؒ

عارف خستہ چہ جوئی اندریں فانی سراء — رفت زیں عالم بہ جنت مولوی عبدالغفورؒ

از میانِ مصرعہ ثانی چوں بجو سنِ وصال
آشنائے "سرِ خلقت" مولوی عبدالغفورؒ

(۱۳۹۰ھ)

شاعرِ اہلِ سنت محمد علی ظہوری قصوری رحمۃ اللہ علیہ

لا ریب وہ نقیب تھا ذکر حضور کا
چرچا جہاں میں کیوں نہ ہو عبدالغفور کا
ایسا خطیب جس پہ خطابت کو ناز تھا
وہ پیکر حسین تھا فکر وشعور کا
تھا امتزاج علم و عمل اس کی ذات میں
چشمہ اُبل رہا ہے محمدؐ کے نور کا

حضرت مولانا ابوالمعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ برادر اصغر حضرت شیخ القرآنؒ
جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی صدر منتخب ہونے پر

صدارت دین صدر الانبیاء تجھ کو مبارک ہو
علی ہجویر کا صدقہ قبا تجھ کو مبارک ہو
زبوں ہو سرنگوں ہو پرچم قرن شیطاں کا
ولی گوہر کا یہ جود وسخا تجھ کو مبارک ہو
تیرے اعدا سدا برباد ہوں احباب شاد آباد
شہ مہر علی کی یہ عطاء تجھ کو مبارک ہو
معیں ہو غم خوار تیرا شہباز حضرت ثانی
غلام محی الدین کی یہ وفا تجھ کو مبارک ہو
میرے آقا نبی پر دل سے ہو شیدا فدا ہر دم
رضائے مصطفےٰ احمد رضا تجھ کو مبارک ہو
تیرا رب حافظ و ناصر نبی ہو حاضر و ناظر
غلاؔم کمترین کی یہ دعا تجھ کو مبارک ہو

حضرت ابو المعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ
۱۳۸۹ھ تیسرے حج سے واپسی پر

میرے اے شیخ قرآن یہ ثنا تیری کرامت کی
میرے افکار نے آقا تیری ادنیٰ ضیافت کی

خدا کے گھر کے مہمان مصطفیٰ کے طالب وشیدا
مبارک ہو، سفر ملک عرب حج وزیارت کی

مدینہ طیبہ طابہ کی فضا سے لوٹنے والے
یہی ہے بس منقبت تیری شہا تیری سعادت کی

تیرے اعمال نے آب طہارت سے غسل پایا
یہ دیکھا خواب میں میں نے تیری شان عصمت کی

نبی سے دو عدد قرآن سنہری تحفہ پانے سے
بڑھی ہے شان تیرے حج وزیارت کی اجابت کی

ہوئے اہل مدینہ خوش تیرے جوش خطابت سے
یہی ہے حج اکبر بس نشان اعلیٰ عبادت کی

نبیؐ کے روضہ اطہر کی جلا کے دیکھنے والے
نبیؐ پر ہے جزا رب کی عطا تیری شفاعت کی

بہار طیبہ و مکہ منیٰ عرفات و مزدلفہ
جو پاتا ہے وہی بے شک صداقت ہے ولایت کی

غلام احقر تیرے در پر الٰہی بے ہنر بے زر
رہے گا کب تلک ششدر دعا سن بے بضاعت کی

مولانا ابو المعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ

بوالحقائق مولانا عبدالغفور　　علمہ مشہور کاالبحر البحور

واقف الاسرار ذوالفضل الکبیر　　کاشف الانوار کالبدر المنیر

ترجمان و شیخ قرآں پیر ما　　بوالحقائق کان عرفان مقتداء

شیخ تفسیر وحدیث مصطفےٰ　　محرم اسرار حریم کبریا

از شریعت و از طریقت راہنما　　عارف سرّ حقیقت کبریا

بلبل باغ رسالت گل فشاں　　شہباز و نغمہ ساز و خوش بیاں

مدح خوان غوث اعظم ہر زماں　　شہرہ آفاق گشتہ در جہاں

پنڈ چمبہ در ہزارہ مولدش　　ھیت از اشراف اعیاں گوہرش

فہم رازی چوں غزالی سینہ اش　　سوز جامی ذوق رومی در دلش

سنی وحنفی بداں حق مذھبش　　داں فنا چشتی نظامی مشربش

اے غلامؔ بے نوا بس کن دعا　　بر در درگاہ حق کن التجا

حضرت مولانا ابو المعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ

سلام بحضور شیخ القرآن بطرز شاہنامہ اسلام

اسلام اے شیخ قرآن واقف اسرار ربانی
اسلام اے شاہ باز کاشف الاسبار قرآنی

تیرا سینہ خزینہ معدن انوار قرآن ہے
زبان ہے ترجمان اس کی بیان ہے شمع نورانی

تیری معجز بیانی کے بہت اعجاز ہیں روشن
بیان کس کی زبان سے ہو سکے وہ ذوق روحانی

تیری محفل میں فاضل اور فقیہہ بے تاب دیکھے
ہر اک اک کی زبان پر ہے تیری مدح وثنا خوانی

بیان میں تیرے وہ تاثیر اور اکسیر دیکھی ہے
صدا ہے سننے والے کی یہ بیشک قول رحمانی

پیارے مصطفےٰؐ کی شان کی جب مدح کرتے ہیں
سماع پر کیف سے پاتی ہے محفل لطف یزدانی

پیارا شیخ جب کرتا ہے رد فرقہ باطل کا
مخالف خیر رو پھرتا ہے ہمراہ مکر شیطانی

تیرے سر پر ہے سایہ شاہ مہر علیؒ غوث اعظمؒ کا
حمایت مصطفےٰؐ کی کر رہی ہے تیری نگہبانی

غلامؔ کمترین تجھ کو مبارک صد مبارک ہو
تجھے نسبت ہے ان سے اُن کو نسبت شاہ گیلانی

حضرت مولانا ابوالمعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ

شیخ القرآن منبع عرفان چل بسے — معجز بیان رازیئے دوران چل بسے
سوزوگداز رومی و جامی کی یادگار — سعدی و قدسی ' غزالیئے ذیشان چل بسے
وہ ابوالکلام مولانا عبدالغفور آہ — وہ خوش بیان، منبع فیضان چل بسے
وہ پیر ابوالحقائق ' ملک سخن کے بادشاہ — جادو بیان ' سحراللسان چل بسے
شہر وزیرآباد کا اب کچھ نہ حال پوچھ — جب سے وہ بانی دورہ قرآن چل بسے
وہ عاشق رسول وہ شیدا شہید حق — ذیشان عمر بھر رہے ذیشان چل بسے
لخت جگر تھے مولانا عبدالحمیدؒ کے — گوہر کے لعل،لعل بدخشان چل بسے
شاہ مہر علیؒ کے باغ کے بلبل تھے نغمہ ساز — بادخزاں اجل سے وہ ذیشان چل بسے
باغبان باغ مفتی و طارق سب اہل بیت — والی ولی تھے معدن احسان چل بسے
کانٹا ہے انکے پھول کا ادنی غلام یہ — فرقت کا داغ دے کے وہ دل و جان چل بسے
ساقی نہیں نہ جام ہے میخانہ ہے کھلا — فرقت کی آگ لگا کے وہ مہمان چل بسے
یارب یہ چشمہ فیض کا باقی رہے سدا — گرچہ وہ شیخ کامل انسان چل بسے
جان جہاں ہیں سرور محبوب کبریا — صد آہ رب کی شان وہ برہان چل بسے
صدیقؓ و عمرؓ ہادی عثمانؓ علیؓ کو دیکھ — سب اپنے اپنے دور میں ذیشان چل بسے
صبر آزما ہے واقعہ ہاں کربلا کو دیکھ — سب کچھ لٹا پُٹا کے وہ ذیشان چل بسے
ماتم کدہ ہے عالم فانی یہ سربہ سر — عبرت سے دیکھ ناطق قرآن چل بسے
ادنیٰ غلام دیکھ اور سن دل کے کان سے — فانی ہے یہ جہاں سب ذی جان چل بسے

حضرت مولانا ابو المعانی محمد غلام ربانی ہزارویؒ

شیخ القرآن دا ماتم جس نے دیکھیا نور ستارا
سچ ہے کہندا عکس نہ اس دا ویکھیا سنیا یارا
مٹھڑے بول سجن دی صورت کیوں کر سجناں بولاں
حا لنے قالدا فراق بہتیرا کیوں کر پردہ کھولاں
شیخ القرآن دی سحر بیانی دل دے وچ گھر کردی
جیویں تیر نگاہ مردانڈی یا تاثیر زہردی
علم تصوف مشکل مسئلے جد شرح کریندے
ہر طالب دے دل دے اندر واہ واہ خوب بٹھیندے
شیخ القرآن دی عذب بیانی کیوں کر دساں تینوں
مٹھے بول تے لذت والے کدے نہ بھل دے مینوں
مولانا ظفر علی سن کے وجد کریندا کہندا
تو ہے چشمہ نور نبی دا میں مرید ہاں تیندا
شیخ القرآن جدوں وی بولے مدح نبی دی کردا
سننے والے عاشق ہوندے رنگ نبی دا بھردا
اس گل پاک محمدؐ اُتے بلبلاں کئی ہزاراں
اپنیاں اپنیاں بولیاں بولن جیویں بدل بہاراں
شیخ القرآن نبی دی بلبل نغمے خوب سنائے
اپنی باری سجن پیارے عقدے کھول بتائے
شیخ القرآن دے وصل تھیں پہلے وچہ اخباراں آیا
شیخ القرآن نوں اہل مدینہ طیبہ وچہ بلایا
شیخ القرآن جدوں پھر پہنچے نغمے خوب سنائے
سننے والے وجد کریندے جلسے خوب سجائے
شیخ القرآن دا وصف سخاوت سن سناواں تینوں
سب نوں سوہڑیں راضی کیتا بہتا وتا مینوں
عاشق زاو نبی دے سجناں بخشش دیکھ نرالی
قاتل صاحب ٹرک دے تائیں بخشیا ہو خوش حالی
اللہ اللہ کردیاں ہویاں جام شہادت پیتا
ایڈ فضل خدا نے دیکھو کس انسان تے کیتا
سجن پیارے ٹرے اساں توں لا کے داغ جدایاں
نہ او جام نہ ساقی دلبر درداں مار مکایاں
ہجر فراق سجندے اندر روواں تے کرلاواں
تاہنگ سجن دی رہندی مینوں مت ہن درشن پاواں

غلامؔ ربانی درد نہانی شیخ القرآن دی کہانی
کر دعا رب دانا بینا ایہو حکم ربانی

مولانا محمد صدیق سالک سیالکوٹ

علم کے مہر درخشاں چل دیئے　　فقر کے خورشید تاباں چل دیئے
صدق کے گنج فراواں چل دیئے　　مخزن علم وعرفاں چل دیئے

پیر کامل حضرت شیخ القرآنؒ

راہنمائے سالکاں تھے چل دیئے　　ہادی گمگشتگان تھے چل دیئے
رہبر حق طالباں تھے چل دیئے　　مرشد وپیر مغاں تھے چل دیئے

پیر کامل حضرت شیخ القرآنؒ

نام نامی انکا ہے عبدالغفورؒ　　جانشین ان کے بنے عبدالشکور
چرچا ان کے علم کا ہے دور دور　　دے کر ان کو داغ ہجراں چل دیئے

پیر کامل حضرت شیخ القرآنؒ

سالکؔ خستہ پہ ہے ان کا کرم　　ان کی شاگردی میں ہے ثابت قدم
اور دل میں ان کی الفت دم بدم　　دے کر ان کو درد و ارماں چل دیئے

پیر کامل حضرت شیخ القرآنؒ

حکیم محمد مظفر رئیس چک عمر لالہ موسیٰ

"وحید غفار ستار"

(۱۹۷۰)

مرد کامل شیخ قرآن مولوی عبدالغفور کرد رحلت جانب حق نزد پلکھو بر چناب
"واصل حق تاجدار اہل سنت" کن رقم گفت ہاتف با مظفر سال وصالش اے جناب

۱۳۹۰ھ

تھے مفسر محدث فقہی وادیب اب جسے رو رہے اہل دل قرب و دور
اے مظفر کر سال رحلت رقم "رہنمائے جہاں پیر عبدالغفور"

۱۹۷۰

حضرت علامہ پیر عبدالغفور زائر مکہ مدینہ جبل نور
ہاتھ میں تسبیح زباں پر نام ہو چل پڑے گل گشت کو بہر سرور
اک ٹرک نے آدیا پیغام یہ یاد کرتے ہیں تمہیں رب غفور
آپ بھی فی الفور حاضر ہو گئے اے مظفر چھوڑ کر سارے امور
نزد پلکھو بن گیا پھر کربلا شور وغوغا بڑھ گیا نزدیک و دور
چل دیئے طارق پیارا چھوڑ کر چاہ غم میں جا پڑا عبدالشکور
زینت محراب ومنبر چل دیا ہو گئی ویراں خطابت بالضرور
رو رہے ہیں اہل سنت رات دن اڑ گیا اک بلبل باغ حضورؐ
عالم و فاضل محقق بے ریا نام آور از ہزارہ تا قصور
شیخ قرآں یاد کرتے ہیں تجھے گولڑہ گجرات، چھبہ، کان پور
ہے یہ فرمان نبی بالکل صحیح موت عالم موت عالم ہے ضرور
از پے مہر علیؒ احمد رضاؒ آپ کو جنت ملیں حور وقصور
آپ کی اولاد یا رب خوش رہے ہے مظفر کی دعا تا نفخ صور
ساتویں شعبان کی دن تھا جب خدا سے جا ملے صدر الصدور
جمعہ سال رحلت از سر افسوس ہے کہ ہوا جنت مقام عبدالغفورؒ

محمد منور چشتی جہلم

زیبا ہے تجھ کو عظمت وشوکت ہزاروی
کرتی ہے فخر تجھ پہ یہ ملت ہزاروی

تجھ پہ نظر ہے خاص داتاؒ ومہرؒ کی
جاری رہے یہ فیض تا قیامت ہزاروی

پیغام مصطفےٰؐ کا پھیلایا گلی گلی
ہے یاد سب کو تیری خطابت ہزاروی

جتنا کرو یہ فخر کم ہے چشتیو
ہاتھ آگئی تمہارے یہ نسبت ہزاروی

دین متیں پر ہیں پھر چھائی اداسیاں
تیری محسوس ہو رہی ہے ضرورت ہزاروی

مجھ کو بھی رکھ غلامی میں بوساطت فضل کریم
منورؔ کو بخش اپنی محبت ہزاروی

برہان الواصلین قدوۃ العارفین مخدوم اہلسنت شیخ القرآن ابوالحقائق

پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

کی فاضلانہ، مدلل، مفصل عالمانہ اور عشق مستی میں ڈوبی ہوئی محققانہ

تقاریر بعنوان: میلادالنبی ﷺ، احسان عظیم، تفسیر الم نشرح،

مسئلہ نور، سراج منیر، معراج النبی، ذکر مصطفیٰ ﷺ، ذکر شہادت،

فضائل اہل بیت، شان اولیاء اور فضائل اعلیٰحضرت بریلویؒ

جانشین شیخ القرآن پیر طریقت محقق ابن محقق

حضرت مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی گولڑوی مدظلہ العالی

کی 200 سے زائد علمی و تحقیقی موضوعات پر ویڈیو و آڈیو کیسٹس حاصل کرنے

کے لئے رابطہ کریں۔

صاحبزادہ محمد عارف ہزاروی شیخ القرآن اکیڈمی

مرکزی جامع مسجد غوثیہ وزیرآباد فون: 600634

دارالعلوم مرجامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد (گوجرانوالہ)

دورۂ تفسیر قرآن مجید

زیر سرپرستی:- جانشین شیخ القرآن حضرت علامہ مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی

آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ مہر آباد شریف وزیر آباد

اہلسنت کی قدیم علمی عظیم درسگاہ جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں ہر سال ۲۰ شعبان المعظم سے جمعتہ الوداع (رمضان المبارک) تک دورہ تفسیر قرآن مجید کی سپیشل کلاس کا انعقاد ہوتا ہے۔ جس میں ملک کے نامور مفسرین و محدثین طلبہ کو قرآن مجید کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ اصول تفسیر، تاریخ تفسیر اور دیگر اہم موضوعات پر نوٹس لکھواتے ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت شیخ القرآن خواجہ پیر محمد عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ کے قرآن مجید کے بارے میں بیان کردہ خصوصی نکات بھی لکھوائے جاتے ہیں۔ تشنگان علم داخلہ لیکر اپنی علمی پیاس بجھائیں۔ طلبہ کی خوراک و رہائش کا معقول انتظام بذمہ دارالعلوم ہے۔ جلسہ دستار فضیلت کے موقع پر تمام فارغ ہونے والے علماء کرام کو کنزالایمان شریف، اسناد، جبہ و دستار اور دیگر انعامات پیش کئے جاتے ہیں۔

قدوۃ السالکین
واقفِ رموزِ حقیقت
حضرت ابو الحقائق

پیر محمد عبد الغفور ہزاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

سالانہ عرس مبارک

حضرت شیخ القرآنؒ

۷، ۸ شعبان المعظم کو مہر آباد شریف میں منعقد ہوتا ہے

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

زیرِ سرپرستی: محقق ابنِ محقق مخدوم اہلِ سنت

نبیرۂ شیخ القرآن حضرت مفتی محمد عبد الشکور ہزاروی چشتی مدظلہ العالی

بزم چشتیہ غفوریہ مہر آباد شریف وزیر آباد

☎ (0437) 600634, 600622
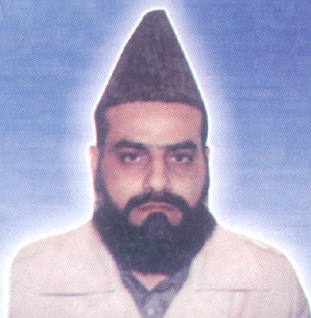
صاحبزادہ پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

کی تصانیف

1۔	کرامات حضرت شیخ القرآنؒ	صفحات 64
2۔ 150 علماء، مشائخ، دانشور، اور شعرا کا حضرت شیخ القرآن کو ھدیہ عقیدت		
	مناقب حضرت شیخ القرآنؒ	صفحات 192
3۔ سوانح حیات	فیضان حضرت شیخ القرآنؒ	(زیر طبع)
4۔ 20 خطبات پر مشتمل	خطبات حضرت شیخ القرآنؒ	(زیر طبع)
5۔ مقالات	اسلاف حیات جاودان	صفحات 96
6۔	ایف اے اسلامیات لازمی 1000 سوالات	صفحات 96
7۔ رسالہ	حضرت شیخ القرآنؒ کا نعتیہ کلام	صفحات 32
8۔ رسالہ	آئمہ اربعہ	صفحات 32
9۔ رسالہ	سنت نماز جنازہ	صفحات 32
10۔	ملکی وغیر ملکی اخبار ورسائل میں چھپنے والے مقالاجات	
	مقالات ہزاروی	(زیر طبع)